معاویہ رضی اللہ عنہ

سے متعلق چند روایات کا تحقیقی جائزہ

از

ابو شہریار

۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

ملخص الكتاب

اس کتاب میں امیر شام معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی حکمت و سیاست کا ذکر ہے کہ کس طرح وہ قصاص کا مطالبہ لے کر جمے رہے - معاویہ نے اپنا فوکس قصاص پر رکھا اور ان کو خلافت میں کوئی دلچسپی نہیں تھی - معاویہ کی نماز، صلوۃ النبی کے سب سے مشابہ تھی - معاویہ سے منسوب بدعات کی بھی خبر لی گئی ہے کہ کیا کیا انہوں نے شروع کیا اور کس طرح اس سے مسلمانوں کو ہی فائدہ ہوا- معاویہ کے مخالفین نے ان وفات کے بعد ان کے خلاف روایات گھڑیں- خاص طور پر اس کا آغاز سعید بن جهمان یا (بقول شیعہ عالم امام الخوئی - سعید بن علاقة) نے کیا، جب شیعہ راویوں نے اہل سنت میں تقیہ اختیار کیا اور جھوٹی روایات کو پھیلایا مثلا خلافت تیس سال رہے گی یا شیعہ و مجہول راویوں نے روایت بیان کی کہ مستقبل کی خلافت بھنبھوڑنے والی خلافت ہو گی- اسی طرح بعض نے مشہور کیا کہ دور معاویہ میں علی پر سب و شتم ہوتا تھا - ان رواة میں مجہولین ہیں یا وہ منقطع الاسناد سے روایت کرتے ہیں—بعض نے معاویہ کے رشتہ داروں پر رکیک حملے کیے مثلا ابو سفیان کو متعہ کا فاعل قرار دے دیا جب دیکھا کہ اہل سنت اس کو گناہ کہتے ہیں - بعض نے طیش میں آ کر زوجہ معاویہ میسون کو نصرانی جاسوس قرار دے دیا- بعض نے بلا تحقیق کتب لکھ ڈالیں مثلا مودودی وغیرہم - ان جھوٹ کے دبیز، گرد آلود، پردوں کو ہٹانے میں بہت دھول اڑی اور معترضین معاویہ کے چہرے گرد آلود ہوئے جس کا اندازہ قارئین کو کتاب پڑھ کر ہو گا

فہرست

پیش لفظ 6
ابو سفیان سے رشتہ داری 8
اللہ معاویہ کا پیٹ نہ بھرے 10
اللہ معاویہ کو علم دے 14
اے معاویہ عدل کرنا 16
معاویہ کی نماز پنجگانہ 18
معاویہ کے ساتھ عمر کا برتاو 19
جنگ صفین کا حادثہ 24
شام اور قصاص عثمان 48
عائشہ رضی اللہ عنہا کی معاویہ پر رائے 55
معاویہ نے خلیفہ بن کر قصاص کیوں نہ لیا ؟ 57
مختصر سیرت رسول میں تحریف 58
کعب احبار کو خبر کہ معاویہ خلیفہ ہوں گے 63
معاویہ پہلا بادشاہ ہے 65
عصر حاضر میں روایت کا مسلکی دفاع 73
معاویہ ۱۲ خلفاء میں سے ہیں 84
معاویہ ملک عضوض کے حاکم تھے 88
معاویہ متعہ کے فاعل تھے ؟ 94
نماز وتر کا ایک قصہ 98

معاویہ اور منبر النبی کی منتقلی کا قصہ...102
معاویہ کو منبر پر ہی قتل کر دو..105
معاویہ نے حسن کو زہر دلوایا؟...106
معاویہ کا جشن منانا...113
معاویہ اور حجر کا قتل...120
معاویہ کی بیوی نصرانی جاسوس ؟..125
معاویہ کی مشہور بدعات..127
عید کے خطبات نماز سے پہلے کیے جانے لگے ؟...127
نمازیں لیٹ پڑھائی جانے لگیں ؟...137
حج میں تلبیہ پڑھنے سے روکا جانے لگا ؟..140
علی پر جمعہ اور عید کے خطبوں میں لعن کیا جانے لگا ؟.............................143
زکاۃ کا بے جا مصرف کیا جانے لگا ؟..167
ظلم وجبر سے امت کو خاموش کروایا گیا ؟..172
معاویہ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے ؟..174
مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا ؟...175
معاویہ کے خلاف خفیہ پروپیگنڈا..185
معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات...194
تحقیق حدیث الدبیلة..195
بحث..197
بارہ منافق کون تھے ؟..205
الدبیلة کا ذکر..207
محدثین کا معاویہ پر تنقید کرنا..209
شارحین حدیث کا معاویہ پر تنقید کرنا..213

مورخین کا معاویہ پر لعنت کرنا.....217
مودودی کا نظریہ ملوکیت معاویہ.....221
مودودی کا اظہار رائے پر تصور.....222
مودودی کا دولت و ثروت پر پابندی کا غیر اسلامی تصور.....223
مودودی کا تقرر امراء کا فرضی تصور.....224
خلافت کا حصول وہبی ہے یا عصبیت سے ممکن ہے ؟.....226
خلیفہ پر اولاد کی تقرری کی پابندی.....230
مودودی کی سمجھ اور معاویہ کی سیاست.....232
دور معاویہ اور قانون کی بالا دستی پر شک.....234
معاویہ اور بیت المال میں تصرف.....236
زیاد ابن سمیہ کا ذکر.....239
علی پر سب و شتم کے قصے.....240
مودودی کی خوش فہمی.....244

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ (پیدائش ۱۵ قبل ہجری –ایمان سن ۸ ہجری- وفات ۶۰ ہجری) صحابی رسول مسلمانوں کے چھٹے خلیفہ ہیں- رشتہ میں معاویہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی ہیں کیونکہ یہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں– معاویہ کو کاتب النبی ہونے کا شرف ملا[1] اور قریش کی ایک نمایاں شخصیت تھے- معاویہ اہل سنت کے امام ہیں اور بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ معاویہ فقیہ ہیں–

اس امت میں اگر کسی پر تنقید ہوئی ہے تو ان میں سب سے بڑھ کر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ہوئی ہے لیکن افسوس ناقدین ان کے قدم کی خاک تک نہیں- معاویہ بہت مدبر و زیرک انسان تھے اور اتنے ہی بردبار بھی- شیعی و رافضی منہج والے راوۃ نے معاویہ کو ساری زندگی تختہ مشق بنائے رکھا– طرح طرح کی روایات معاویہ رضی اللہ

1

الذھبی سیر میں لکھتے ہیں
ونقل المفضل الغلابي عن أبي الحسن الكوفي قال كان زيد بن ثابت كاتب الوحي وكان معاوية كاتبا فيما بين النبي وبين العرب .عمرو بن مرة عن عبد الله بن الحارث عن زهير بن الأقمر عن عبد الله بن عمرو قال كان معاوية يكتب لرسول الله.

ابن عبد البر نے الاستیعاب میں،ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، ابن قیم نے زاد المعاد میں،ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں،سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں،ابن کثیر نے الفصول اور البدایہ والنہایہ میں یہ بات بیان کی ہے کہ امیر معاویہ کاتبین وحی میں سے تھے۔

عنہ کے حوالے سے گھڑی گئیں ـ افسوس محدثین میں سے بعض نے ان روایات کو صحیح بھی مان لیا- رہی سہی کسر شارحین نے پوری کی جن میں سے کچھ نے خوف اللہ سے عاری ہو کر منہ کھولا اور جہنمی سمیٹ لی-

راقم کی حتی المقدور کوشش ہوتی ہے کہ روایت وراوی پر جرح کو ظاہر کیا جائے کہ متقدمین محدثین نے کیا کہا تھا جس کو چھپا کر لوگوں نے بغض معاویہ سے متعلق روایات کو صحیح قرار دیا ہے-کتاب میں اہل سنت کے مصادر پر زیادہ توجہ کی گئی ہے-یزید بن معاویہ کے انتخاب پر بحث اس کتاب میں نہیں جو قارئین اس پر تحقیق دیکھنا چاہتے ہیں وہ کتاب خروج حسین کو دیکھ سکتے ہیں

وماعلینا الا البلاغ

ابو شہریار

۲۰۲۰

ابو سفیان سے رشتہ داری

صحیح مسلم: کتاب: صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب باب: ابو سفیان صخر بن حربؓ کے فضائل حدیث ۶۴۰۹ میں ہے

حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُقَاعِدُونَهُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا نَبِيَّ اللهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ، أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ، أُزَوِّجُكَهَا، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: وَمُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ، كَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ: وَلَوْلَا أَنَّهُ طَلَبَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْطَاهُ ذَلِكَ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا قَالَ: «نَعَمْ»

عکرمہ نے کہا: ہمیں ابو زمیل نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: مجھے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی، کہا: مسلمان نہ ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات کرتے تھے نہ ان کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے تھے۔ اس پر انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے تین چیزیں عطا فرما دیجیے ۔(تین چیزوں کے بارے میں میری درخواست قبول فرمالیجیے۔) آپ نے جواب دیا: "ہاں۔" کہا میری بیٹی ام

حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرب کی سب سے زیادہ حسین و جمیل خاتون ہے میں اسے آپ کی زوجیت میں دیتا ہوں۔آپ نے فرمایا: "ہاں۔" کہا: اور معاویہ (میرا بیٹا) آپ اسے اپنے پاس حاضر رہنے والا کاتب بنا دیجیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔" پھر کہا: آپ مجھے کسی دستے کا امیر (بھی) مقرر فرمائیں تاکہ جس طرح میں مسلمانوں کے خلاف لڑتا تھا اسی طرح کافروں کے خلاف بھی جنگ کروں۔آپ نے فرمایا: "ہاں۔" ابوزمیل نے کہا: اگر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں کا مطالبہ نہ کیا ہوتا تو آپ (از خود) انھیں یہ سب کچھ عطا نہ فرماتے کیونکہ آپ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی جاتی تھی مگر آپ (اس کے جواب میں) "ہاں" کہتے تھے۔

تبصرہ: روایت معلول ہے اس پر محمد فؤاد عبد الباقی کہتے ہیں

واعلم أن هذا الحديث من الأحاديث المشهورة بالإشكال ووجه الإشكال أن أبا سفيان إنما أسلم يوم فتح مكة سنة ثمان من الهجرة وهذا مشهور لا خلاف فيه وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد تزوج أم حبيبة قبل ذلك بزمان طويل تزوجها سنة ست وقيل سنة سبع واختلفوا أين تزوجها فقيل بالمدينة بعد قدومها من الحبشة وقال الجمهور بأرض الحبشة

اور جان لو کہ یہ حدیث ان مشہور احادیث میں سے ہے جن پر اشکال ہے اور وجہ یہ ہے کہ ابو سفیان فتح مکہ کے روز ایمان لائے سن ۸ ہجری میں اور یہ مشہور ہے اس کے خلاف کچھ نہیں اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمانے پہلے نکاح کیا کہا جاتا ہے سن ٦ میں اور ٧ میں اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ مدینہ میں ہوا یا حبشہ میں اور جمہور کہتے ہیں حبشہ میں

اللہ معاویہ کا پیٹ نہ بھرے

صحیح مسلم: كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ بَابُ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَوْ سَبَّهُ، أَوْ دَعَا عَلَيْهِ، وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا لِذَلِكَ، كَانَ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا وَرَحْمَةً میں ہے

صحیح مسلم: کتاب: حسن سلوک، صلہ رحمی اور ادب (باب: نبی ﷺ نے کسی شخص پر لعنت کی ہو، برا کہا ہو یا اس کے خلاف بد دعا کی ہو اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس کے لیے تزکیہ (برائی سے پاکیزگی)، اجر اور رحمت کا باعث بن جائے گی) حدیث ٦٦٢٨

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْقَصَّابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً وَقَالَ اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِيَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ لَا

محمد بن مثنیٰ عنزی اور ابن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی ۔۔ الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں ۔۔ دونوں نے کہا: ہمیں امیہ بن خالد نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں شعبہ نے ابو حمزہ قصاب سے حدیث بیان کی، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا، کہا: آپ آئے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنے کھلے ہاتھ سے ہلکی سی ضرب لگائی (مقصود پیار کا اظہار تھا) اور فرمایا: "جاؤ، میرے لیے معاویہ کو بلا لاؤ۔" میں نے

آپ سے آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔آپ نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: ”جاؤ، معاویہ کو بلا لاؤ۔“میں نے پھر آ کر
”کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ”اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

تبصرہ :

روایت لا اِشبع اللہ بطنہ اللہ اسکا پیٹ نہ بھرے، ضعیف ہے اس کی سند میں أَبُو حَمْزَةَ القَصَّابُ عِمْرَانُ بنُ أَبِي عَطَاءٍ الوَاسِطِيُّ کا تفرد ہے الذھبی کہتے ہیں لَيَّنَهُ: أَبُو زُرْعَةَ، وَالنَّسَائِيُّ   ابوزرعہ اور نسائی نے اس کو کمزور کیا ہے

میزان میں ہے کہ ابوداود نے کہا أبو حمزة عمران بن أبي عطاء يقال له عمران الجلاب، ليس بذاك، ہو ضعیف

یہ ضعیف ہے۔ دارقطنی کہتے ہیں لیس بالقوی قوی نہیں ہے۔ بعض نے اس کو ثقہ کہا ہے لیکن یہ راوی مختلف فیہ ہے۔ راقم کہتا ہے جس میں بھی اس کا تفرد ہو اس کو رد کیا جائے گا

روایت کا متن بھی منکر ہے—معاویہ جب مدینہ آئے تو وہ ۲۳ سال کے جوان تھے۔ دلائل النبوہ از بیہقی میں ہے کہ معاویہ الوحی لکھتے تھے یعنی جب یہ واقعہ پیش آیا اس وقت الوحی لکھوانے معاویہ کو بلایا جا رہا تھا۔ غور طلب ہے کہ ابن عباس (پیدائش ۳ قبل ہجری) بھی پڑھ لکھ سکتے تھے اور وہ عمر میں گیارہ سال سے کم نہیں تھے[2]۔

---

[2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، معاویہ سے اپنے بال کٹواتے تھے – صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: «قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ

کتاب الفتن از نعیم بن حماد کی روایت ہے

حدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ السَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اللَّيْلِ، قَالَ: أَتَيْتُ حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَعْدَ رُجُوعِهِ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ لَهُ: يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَكَانَ مِمَّا احْتَجَّ عَلَيَّ أَنْ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَذْهَبُ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ حَتَّى يَجْتَمِعَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَجُلٍ وَاسِعِ السُّرْمِ، ضَخْمِ الْبُلْعُمِ، يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ» وَهُوَ مُعَاوِيَةُ، فَعَلِمْتُ أَنَّ أَمْرَ اللَّهِ تَعَالَى وَاقِعٌ، وَخِفْتُ أَنْ تَجْرِيَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ الدِّمَاءُ، وَاللَّهِ مَا يَسُرُّنِي بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَمَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ، وَأَنِّي لَقِيتُ اللَّهَ تَعَالَى بِمَحْجَمَةِ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ ظُلْمًا

(الفتن لنعيم بن حماد)

سفیان بن لیل سے روایت ہے کہ حسن کے کوفہ سے مدینہ منورہ واپس آنے کے بعد، میں ان کے پاس گیا اور کہا اے اہل ایمان کو رسوا کرنے والے ! (حسن نے جوابا کہا) تو نے میرے خلاف جو دلیل لی ہے وہ یہ تھی کہ کہا: میں نے علی سے سنا وہ کہہ کرتے رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا: دن اور رات ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ اس امت کا امر (خلافت) ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائے گا جس کی آنت لمبی چوڑی اور حلق بھاری بھر کم ہو گا، وہ کھائے گا لیکن پیٹ نہ بھرے گا ! (میں حسن کہتا ہوں) اور یہ معاویہ ہے۔ لہٰذا میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہو کر رہے گا۔ نیز مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان خون بہہ جائے۔ اللہ کی قسم ! اس حدیث کو سننے کے بعد مجھے اس سے کوئی خوشی نہیں ہو سکتی تھی کہ مجھے ساری دنیا اور وہ سب کچھ مل

لہٰذا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ معاویہ کو قرآن لکھوانے بلوایا جارہا تھا اور وہ نہیں آرہے تھے

جائے جس پر سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ کسی مسلمان کے ناحق خون کا کوئی بوجھ میرے اوپر ہو۔

تبصرہ

راوی سفیان بن اللیل الکوفی کوفی کے متعلق

عقیلی نے کہا کہ ان میں سے ہے جو رافضیت میں غلو کرتے ہیں اسکی حدیث صحیح نہیں ہوتی۔

(میزان الاعتدال)

راوی السری بن إسماعیل کے متعلق : یحیٰی القطان نے کہا کہ ایک ہی محفل میں اس کا جھوٹ مجھ پر کھل گیا

نسائی نے متروک کہا- احمد نے کہا کہ لوگوں نے اسکی حدیثیں چھوڑ دیں- یحیٰی بن معین نے کہا کہ یہ کچھ نہیں

(میزان الاعتدال)

راوی محمد بن فضیل کے متعلق : احمد نے کہا حسن الحدیث ہے، شیعہ ہے- ابن داؤد نے کہا کہ جلا بھنا شیعہ ہے

(میزان الاعتدال)

روافض نے طرح کی روایات گھڑی تا کہ حسن کی معاویہ سے ہونے والی بیعت کو منفی پس منظر میں دکھا سکیں

شیعہ عالم ابن إبی الحدید نے کتاب شرح نہج البلاغہ میں بلا سند نقل کیا ہے

كان معاوية يأكل فيكثر ثم يقول ارفعوا فو الله ما شبعت و لكن مللت و تعبت

معاویہ کھا کھا کر بڑے ہو گئے پھر کہتے (دستر خوان) اٹھالو اللہ کی قسم پیٹ نہیں بھرا باوجود اس کے کہ میں اس کو بھر چکا ہوں

متاخرین شیعہ نے اس بات کو بار بار بلا سند بیان کیا ہے

اللہ معاویہ کو علم دے

صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں ہے

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالُوا: نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ سَيْفٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يَدْعُو رَجُلا إِلَى السَّحُورِ، فَقَالَ: "هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ".

وَقَالَ الدَّوْرَقِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَهُوَ يَدْعُو إِلَى السَّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَقَالَ: "هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ". وَزَادَا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: "اللَّهمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، وَقَالَ: "هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ".

میزان میں الذھبی نے لکھا ہے

الحارث بن زياد [د، س] عن أبي رهم السمعي (2) في فضل معاوية. مجهول، وعنه يوسف بن سيف فقط

اس کی سند میں الحارث بن زیاد مجھول ہے

مغلطای نے اِکمال (290/3) میں الذہبی کے المیزان اور المغنی میں اس راوی کو مجھول کہنے پر جرح کی ہے اور کہا

إن ذلك قولٌ لم يُسبق إليه. ایسا کسی نے اس سے قبل نہیں کہا

اِبوالحسن القطان: حديثه حسن اس کی حدیث حسن ہے- البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے

سنن ترمذی کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قال: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ العَزِيزِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ   قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ»: «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ»

عبد رحمان رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ معاویہ کو ہادی و مہدی بنا اور اس سے لوگوں کو ہدایت دلوا

البانی اس کو صحیح کہتے ہیں

اے معاویہ عدل کرنا

مسند احمد کی حدیث ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا

حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي .... قال رسول الله

يَا مُعَاوِيَةُ، إِنْ وُلِّيتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْدِلْ

اے معاویہ اگر تم کو کسی کام پر والی مقرر کیا جائے تو اللہ تعالی سے ڈرنا اور عدل کرنا

اس کی سند صحیح ہے-عمرو بن يحيى بن سعيد بن عمرو الأموي أبو أمية المكي: ثقة (خ ق).

قال الدوري عن يحيى بن معين: "لا بأس به"، ووثقه الدارقطني، وذكره ابن عدي " في "الكامل" إلا أنه لم يقل فيه شيئًا يقتضي ضعفه، بل أورد له حديثًا ذكر أنه تفرد به"، وهذا لا يوجب قدحًا فيه بعد أن ثبت توثيقه.

ابن حجر نے عمرو بن یحیٰی کی توثیق کی ہے اور دارقطنی نے بھی ثقہ قرار دیا ہے

اور اس کے داد سعید بن عمرو بن سعید بن العاص بھی ثقہ ہیں-امام المزی نے تہذیب الکمال میں ان کی معاویہ سے روایت کو مرسل قرار نہیں دیا ہے جبکہ دیگر اصحاب رسول پر واضح کیا ہے کہ ان سے روایت مرسل ہے یعنی المزی کے نزدیک سعید کا سماع معاویہ سے ثابت ہے

امام الذھبی نے سیر الاعلام النبلاء میں تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا کہ یہ حدیث فضائل میں ضعیف ہے

يَا مُعَاوِيَةَ؛ إِنْ وُلِّيْتَ أَمْراً، فَاتَّقِ اللهَ، وَاعْدِلْ

الذھبی نے اس حدیث کو ضعیف کہہ دیا ہے دوسری طرف انہی کی سند سے ہے کہ میری امت کی تباہی قریش کے لونڈوں سے ہو گی کو صحیح سمجھ لیا ہے- یہ یقینا بغض معاویہ ہے جس کا الذھبی شکار ہوئے-

معاویہ کی نماز پنجگانہ

مسند الشامیین از طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ الدِّمَشْقِيُّ، ثنا أَبُو مُسْهِرٍ، ثنا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: «مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمِيرِكُمْ هَذَا يَعْنِي مُعَاوِيَةَ»

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی مشابہت رکھنے والی نماز پڑھانے والا تمہارے امیروں میں کوئی نہیں دیکھا سوائے ان معاویہ کے

ہیثمی کہتے ہیں اس کے راوی صحیح کے ہیں سوائے ایک کے لیکن وہ بھی ثقہ ہے

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَذْحِجِيِّ، وَهُوَ ثِقَةٌ.

ابو درداء کی شام میں سن ۳۳ ہجری میں وفات ہوئی

وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: تُوُفِّيَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ بِالشَّامِ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ، غَيْرَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَشْعَرِيِّ، وَهُوَ ثِقَةٌ.

معاویہ کے ساتھ عمر کا برتاو

طبقات ابن سعد میں ہے کہ شہر مکہ کے دو راویوں أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْأَزْرَقِيُّ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ الْأَغَرِّ الْمَكِّيَّانِ نے مل کر بیان کیا

قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْأَزْرَقِيُّ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ الْأَغَرِّ الْمَكِّيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ خَضْرَاءُ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ

عُمَرُ وَثَبَ إِلَيْهِ وَمَعَهُ الدِّرَّةُ فَجَعَلَ ضَرْبًا لِمُعَاوِيَةَ، وَمُعَاوِيَةُ يَقُولُ: اللَّهَ اللَّهَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فِيمَ فِيمَ؟ قَالَ: فَلَمْ يُكَلِّمْهُ حَتَّى رَجَعَ فَجَلَسَ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: لِمَ ضَرَبْتَ الْفَتَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ مَا فِي قَوْمِكَ مِثْلُهُ، فَقَالَ: «وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا بَلَغَنِي إِلَّا خَيْرًا وَلَكِنِّي رَأَيْتُهُ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَضَعَ مِنْهُ»

معاویہ ، عمر بن خطاب کے ہاں سبز لباس پہن کر گئے - معاویہ پر اصحاب رسول نے نظر ڈالی - جب عمر نے یہ دیکھا تو عمر ، معاویہ کی طرف لپکے اور ان کے ہاتھ میں درہ تھا، وہ معاویہ کو مارنا چاہ رہے تھے - معاویہ کہنے لگے اللہ اللہ امیر المومنین کیوں کیوں ؟ عمر کچھ نہ بولے یہاں کہ واپس آئے (یعنی درہ مار کر) اصحاب نے کہا آپ نے کیوں مارا آپ کی قوم (یعنی قریش) میں ان کے جیسا کوئی نہیں ؟ عمر نے کہا معاویہ سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں ملا لیکن میں نے دیکھا، پھر ہاتھ سے اشارہ کیا ، پس میں نے پسند کیا کہ اس کو یہاں (اس مجلس) سے ہٹا دوں

راقم کہتا ہے یہ متن میں غیر واضح ہے - عمر بن خطاب غیر ضروری درہ کیوں لگا رہے تھے ؟ راوی کا مقصد یہ بتانا ہے کہ عمر کی مجلس میں معاویہ پر سبز لباس پہنے کی وجہ سے تشدد کیا جاتا تھا اور ان کو مار مار کے بھگا دیا جاتا تھا- سبز لباس تو حدیث معراج میں جبریل علیہ السلام کا بھی ہے لہذا یقینا یہ قابل جرح نہیں ہے لیکن اغلباً راوی کا مقصد یہی کہنا ہے کہ سبز لباس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پسند نہیں کرتے تھے - انہی دونوں یعنی أَحْمَدُ بْنُ مُحَمدا لمکی، والولید بْن عطَاء بن الأغر المکی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا - الذھبی نے میزان میں الوليد بْن عَطَاء بْن الأغر کے ترجمہ میں ذکر کیا

حَدَّثَنَا عَبد اللَّهِ بْنُ عَبد الحميد الواسطي، حَدَّثَنا شاذان النضر بْنِ سَلَمَةَ، حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمد المكي، والوليد بْن عطَاء بن الأغر المكي، قالا: حَدَّثَنا مُسْلِم هو بْن خَالِد، عن ابْن جُرَيج، عَن صفوان بْن سليم، عَنِ الْقَاسِمِ، عَن عَائِشَةَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي صورة فذكر أشياء منكرة تركتها.

شہر مکہ کے دو راویوں أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْأَزْرَقِيُّ، وَالْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ الْأَغَرِّ الْمَكِّيَّانِ نے مل کر بیان کیا ... ام المومنین عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا ...... الذھبی نے کہا راویوں نے منکر چیزوں کا بیان کیا لہذا روایت کو ترک کیا گیا

راقم کہتا ہے اصلا اس روایت کی منکر بات یہ تھی کہ اس میں بیان ہوا تھا کہ نبی نے اپنے رب کو سبز لباس میں بغیر داڑھی نوجوان کی صورت دیکھا تھا- یعنی اصل معاملہ معاویہ کا نہیں ہے سبز لباس پر ہے- راویوں کا مقصد سبز لباس کو قبول کروانا ہے معاویہ پر تنقید کرنا نہیں ہے- واللہ اعلم

بعض مورخین ملا ابن خلدون و ابن کثیر نے ایک واقعہ اپنی کتب میں نقل کیا ہے- اس کا ذکر حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے اپنے مقالہ اسلامی خلفاء وملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ میں کیا

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شاہانہ شان وشوکت میں دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اَکِسْرَوِيَّةٌ يَا مُعَاوِيَةُ؟ ''معاویہ کیا تم نے کسرویت ختیار کر لی؟'' حضرت معاویہ نے جواب دیا کہ ''ہم ایسی سرحد پر ہیں جہاں ہر وقت دشمن کا سامنا رہتا ہے، میں اگر اس طرح نہ کروں تو وہ ہمیں کمزور سمجھیں گے، میں ان پر اس طرح رعب ڈالے رکھتا ہوں اس میں اسلام ہی کی عزت وسربلندی ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اسے ترک

کردیتا ہوں'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جب بھی میں نے تم سے کسی ایسی بات پر بحث کی ہے جس سے تم پر حرف گیری کا پہلو نکلتا ہو، تو تمہاری وضاحت کے بعد میرا حال ایسا ہو جاتا ہے کہ میں یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ میں تمہیں اس طرح کرنے دوں یا اس سے روک دوں''

(تاریخ الطبری ج/۵ ص/۳۳۱ طبع جدید۔ البدایہ والنہایہ ج/۸ ص/ ۱۲۴، ۱۲۵۔ مقدمہ ابن خلدون ص/ ۳۶۰)

الفاظ أكسراوية یا أكسرويّة (کیا کسری کا کلچر اپنا لیا؟) کے ساتھ کوئی روایت نہیں۔

بعض نے اس روایت کا حوالہ مصنف ابن ابی شیبہ دیا ہے لیکن وہاں بھی کوئی روایت نہیں۔

صحیح وضعیف تاریخ الطبری کے محمد بن طاہر البرزنجی اور محمد صبحی حسن حلاق، عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب اس بات پر کہتے ہیں

قلنا هذا كلام فيه نظر   ہم کہتے ہیں اس کلام پر نظر ہے

راقم کہتا ہے اس روایت کے قریب ترین روایت عبد اللہ بن مبارک کی کتاب الزھد میں ملی ہے اور حدیث کے محقق کہتے ہیں کہ اغلباً اس متن سے کسی نے بالمعنی قصہ بیان کر دیا ہے اور قصہ گو لوگوں نے اس کو مشہور کر دیا

قَرَأَ الشَّيْخُ أَبُو مُحَمَّدٍ طَاهِرٌ النَّيْسَابُورِيُّ، عَلَى الشَّيْخِ الثِّقَةِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيِّ بِبَغْدَادَ بِبَابِ الْمَرَاتِبِ حَرَسَهَا اللَّهُ غَدَاةَ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ تَاسِعَ عَشَرَ جُمَادَى الْأُولَى سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، قَالَ أَخْبَرَكُمْ أَبُو عُمَرَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ حَيَوَيْهِ، وَأَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قِرَاءَةً عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَأَنْتَ حَاضِرٌ تَسْمَعُ قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ قَالَ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي

ذِئْبٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ قَالَ: " قَدِمَ عَلَيْهِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، وَهُوَ أَبْيَضُ وَأَبَضُّ النَّاسِ وَأَجْمَلُهُمْ، فَخَرَجَ إِلَى الْحَجِّ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَيَعْجَبُ لَهُ، ثُمَّ يَضَعُ أُصْبُعَهُ عَلَى مَتْنِهِ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا عَنْ مِثْلِ الشِّرَاكِ، فَيَقُولُ: بَخٍ بَخٍ، نَحْنُ إِذًا خَيْرُ النَّاسِ إِنْ جُمِعَ لَنَا خَيْرُ [ص:203] الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، سَأُحَدِّثُكَ إِنَّا بِأَرْضِ الْحَمَّامَاتِ وَالرِّيفِ، فَقَالَ عُمَرُ: سَأُحَدِّثُكَ مَا بِكَ، إِلْطَافُكَ نَفْسَكَ بِأَطْيَبِ الطَّعَامِ، وَتَصَبُّحُكَ حَتَّى تَضْرِبَ الشَّمْسُ مَتْنَكَ، وَذَوُو الْحَاجَاتِ وَرَاءَ الْبَابِ، قَالَ: فَلَمَّا جِئْنَا ذَا طُوًى أَخْرَجَ مُعَاوِيَةُ حُلَّةً فَلَبِسَهَا، فَوَجَدَ عُمَرُ مِنْهَا رِيحًا كَأَنَّهُ رِيحُ طِيبٍ، فَقَالَ: يَعْمَدُ أَحَدُكُمْ فَيَخْرُجُ حَاجًّا تَفِلًا حَتَّى إِذَا جَاءَ أَعْظَمَ بُلْدَانِ اللَّهِ: حَرَمَهُ، أَخْرَجَ ثَوْبَيْهِ كَأَنَّهُمَا كَانَا فِي الطِّيبِ فَلَبِسَهُمَا، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: إِنَّمَا لَبِسْتُهُمَا لِأَنْ أَدْخُلَ فِيهِمَا عَلَى عَشِيرَتِي أَوْ قَوْمِي، وَاللَّهِ لَقَدْ بَلَغَنِي أَذَاكَ هَهُنَا وَبِالشَّامِ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ لَقَدْ عَرَفْتُ الْحَيَاءَ فِيهِ، وَنَزَعَ مُعَاوِيَةُ الثَّوْبَيْنِ، وَلَبِسَ ثَوْبَيْهِ اللَّذَيْنِ أَحْرَمَ فِيهِما "

إِسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ نے ذکر کیا کہ معاویہ ہمارے پاس پہنچے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ گورے اور خوبصورت تھے پس وہ حج کے لئے عمر کے ساتھ نکلے اور عمر ان کو دیکھ رہے تھے تو عمر حیران ہوئے انہوں نے اپنی انگلی کو حرکت دی (یعنی معاویہ کے لباس پر سوال کیا) اور بولے بخ بخ (یعنی برا جانا) ہم لوگون میں سب سے بہتر ہیں کہ ہمارے پاس دنیا وآخرت جمع ہو گئی ہے- معاویہ بولے امیر المومنین میں اس زمین سے آیا ہوں جہاں حمام و قلعہ جات ہیں

اس روایت کی سند میں محمد بن عبد الرحمٰن بن إبي ذئب مدلس کا عنعنہ ہے

تاریخ دمشق از ابن عساکر میں اسی قسم کا ایک قصہ ہے جس میں ہے کہ عمر نے شام کا دورہ کیا معاویہ کو کہا أنت صاحب الموكب العظيم تم عظیم کاروان والے ہو (یعنی شاہی ٹھاٹ باٹ ہے)

قال ونا ابن أبي الدنيا (3) حدثني محمد بن قدامة الجوهري حدثني عبد العزيز بن بحر عن شيخ له قال لما قدم عمر بن الخطاب الشام تلقاه معاوية في موكب عظيم فلما دنا منه قال عمر أنت صاحب الموكب العظيم قال نعم يا أمير المؤمنين قال مع ما بلغني من طول وقوف ذوي الحاجات ببابك قال مع ما بلغك من ذلك قال ولم

تفعل هذا قال نحن بأرض جواسيس العدو بها كثيرة فيجب أن نظهر من عز السلطان ما يرهبهم به فإن أمرتني فعلت وإن نهيتني انتهيت فقال عمر يا معاوية ما أسألك عن شئ إلا تركتني في مثل رواجب الضرس لئن كان ما قلت حقا إنه لرأي أريت (4) ولئن كان باطلا إنه لخدعة أديت قال فمرني يا أمير المؤمنين قال لا آمرك ولا أنهاك فقال يا أمير المؤمنين ما أحسن من صدر الفتى عما أوردته فيه فقال عمر لحسن مصادره وموارده جشمناه ما جشمناه

اس کی سند میں عبد العزیز بن بحر اور اس کے شیخ مجھول ہیں

جنگ صفین کا حادثہ

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قتل جنگ صفین میں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی. بخاری کی ایک روایت ہے (جو صحیح البخاری کے تمام نسخوں میں نہیں ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ويح عمار، تقتله الفئة الباغية، يدعوهم إلى الجنة، ويدعونه إلى النار» قال: يقول عمار: أعوذ بالله من الفتن

اے عمار تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا تم ان کو جنت کی طرف بلاؤ گے اور وہ تم کو آگ کی طرف [3]

3

صحیح البخاری : کِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ (بَابُ مَسْحِ الغُبَارِ عَنِ الرَّأْسِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) صحیح بخاری: کتاب: جہاد کا بیان

(باب: اللہ کے راستے میں جن لوگوں پر گرد پڑی ہو ان کی گرد پونچھنا)

2812

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ، فَاحْتَبَى وَجَلَسَ، فَقَالَ: كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ المَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الغُبَارَ، وَقَالَ: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ»

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی' کہا ہم سے خالد نے بیان کیا عکرمہ سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے اور (اپنے صاحبزادے) علی بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث نبوی سنو۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے' اس وقت ابو سعید رضی اللہ عنہ اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ باغ میں تھے اور باغ کو پانی دے رہے تھے' جب آپ نے ہمیں دیکھا تو (ہمارے پاس) تشریف لائے اور (چادر اوڑھ کر) گوٹ مار کر بیٹھ گئے' اسکے بعد بیان فرمایا ہم مسجد نبوی کی اینٹیں (ہجرت

بخاری کی اس روایت کی ایک تاویل ہے کہ عمار کو ابن سبا کے باغی گروہ نے قتل کیا ، دونوں جانب مسلمانوں کو لڑا رہا تھا – یہ تاویل اھل سنت کے بعض حلقوں میں مقبول ہے اور بعض کہتے ہیں صحابی رسول نے قتل کیا

نبوی کے بعد تعمیر مسجد کیلئے) ایک ایک کرکے ڈھو رہے تھے لیکن عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں لا رہے تھے' اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار کو صاف کیا پھر فرمایا

افسوس ! عمار کو ایک باغی جماعت مارے گی' یہ تو انہیں اللہ کی (اطاعت کی) طرف دعوت دے رہا ہوگا لیکن وہ اسے جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے 4۔

4
قابل غور ہے عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا ایک دور تک صحیح بخاری میں موجود نہیں تھی - حمیدی (المتوفی: 488ھ) نے صحیحین کے متن کو ملا کر اس پر کتاب لکھی ہے جس کا نام الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم ہے - اس میں جو متن لکھا ہے اس میں قتل کا ذکر نہیں ہے
حمیدی کے دور میں صحیح بخاری میں الفاظ تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، موجود نہیں تھے

السَّادِس عشر: عَن عِكْرِمَة من رِوَايَة خَالِد الْحذاء عَنهُ: قَالَ لي ابْن عَبَّاس ولابنه عليّ: انْطَلقَا إِلَى أبي سعيد فاسمعا من حَدِيثه. فَانْطَلَقْنَا، فَإِذا هُوَ فِي حائطٍ يصلحه، فَأخذ رِدَاءَهُ فاحتبى، ثمَّ أنشأ يحدثنا حَتَّى أَتَى على ذكر بِنَاء الْمَسْجِد فَقَالَ: كُنَّا نحمل لبنةً لبنةً، وعمارٌ لبنتين لبنتين، فَرَآهُ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، فَجعل ينفض التُّرَاب عَنهُ وَيَقُول: " وَيْح عمارٍ، يَدعُوهُم إِلَى الْجنَّة ويدعونه إِلَى النَّار " قَالَ: يَقُول عمار: أعوذ بِاللَّه من الْفِتَن.

حمیدی نے کہا
فِي هَذَا الحَدِيث زِيَادَة مَشْهُورَة لم يذكرهَا البُخَارِيّ أصلا فِي طريقي هَذَا الحَدِيث، ولعلها لم تقع إِلَيْهِ فيهمَا، أَو وَقعت فحذفها لغرضٍ قَصده فِي ذَلِك
اس حدیث میں ایک مشہور زیادت ہے جس کو اصل میں بخاری نے اس طرق پر نہیں لکھا ہے اور ہو سکتا ہے وہ ان تک اس طرق سے نہ پہنچا ہو یا آیا تو انہوں نے حذف کیا

پھر تائید میں لکھا ہے

قَالَ أَبُو مَسْعُود الدِّمَشْقِي من كِتَابه: لم يذكر البُخَارِيّ هَذِه الزِّيَادَة، وَهِي فِي حَدِيث عبد الْعَزِيز بن الْمُخْتَار، وخَالِد بن عبد الله الوَاسِطِيّ، وَيزِيد بن زُرَيْع، ومحبوب بن الْحسن، وَشعْبَة، كلهم عَن خَالِد الْحذاء. وَرَوَاهُ إِسْحَاق بن عبد الْوَهَّاب هَكَذَا. وَأما حَدِيث عبد الْوَهَّاب الَّذِي أخرجه البُخَارِيّ دون هَذِه الزِّيَادَة فَلم يَقع إِلَيْنَا من غير حَدِيث البُخَارِيّ. هَذَا آخر معنى مَا قَالَه أَبُو مَسْعُود.

ابو مسعود دمشقی نے اپنی کتاب میں کہا امام بخاری نے اس زیادت کا ذکر نہیں کیا جس کو عبد الْعَزِيز بن الْمُخْتَار، وخَالِد بن عبد الله الوَاسِطِيّ، وَيزِيد بن زُرَيْع، ومحبوب بن الْحسن، وَشعْبَة، ان سب نے خَالِد الْحذاء سے روایت کیا تھا – بلکہ اس کو عبد الْوَهَّاب کی سند سے تخریج کی اس زیادت کے بغیر

راقم نے اس کی سند دیکھی

٤٤٨
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى ذِكْرُ بِنَاءِ المَسْجِدِ، فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ، وَيَقُولُ: «وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ» قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الفِتَنِ
یہ عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ کی سند سے ہے

٢٨١٢
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ، فَاحْتَبَى وَجَلَسَ، فَقَالَ: كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ المَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الغُبَارَ، وَقَالَ: «وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ
یہاں عبد الوہاب کی سند سے ہے تو اس میں الفاظ تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، موجود ہیں
یہ روایت دو مقام پر صحیح میں ہے ٤٤٧ اور ٢٨١٢ پر اور دونوں میں الفاظ تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، موجود ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری کے نسخوں میں بعد میں ان الفاظ کو واپس ڈالا گیا ہے جو ابن السکن وکریمة کی سند سے تھے

خالد بن مہران الحذاء نے کہا کہ عکرمہ مولی ابن عباس 5 نے کہا کہ

وممن نفى هذه الزيادة المزي في « تحفة الإشراف » (427/3) قال: وليس فيه « تقتل عماراً الفئة الباغية » وأثبتها جمع من أهل العلم فذكر الحافظ ابن حجر في « الفتح » (646/1) أنها وقعت في رواية ابن السكن وكريمة وغيرهما وفي نسخة الصغاني التي ذكر أنه قابلها على نسخة الفربري.

ابن حجر نے کہا
قال الحافظ ابن حجر في « الفتح » (646/1): « ويظهر لي أن البخاري حذفها عمداً وذلك لنكتة خفية، وهي أن أبا سعيد الخدري أعترف أنه لم يسمع هذه الزيادة من النبي، فدل على أنها في هذه الرواية مدرجة، والرواية التي بينت ذلك ليست على شرط البخاري وقد أخرجها البزار من طريق داود بن أبي هند عن أبي نضرة عن أبي سعيد فذكر الحديث في بناء المسجد وحملهم لبنة لبنة وفيه فقال أبو سعيد فحدثني أصحابي ولم أسمعه من رسول الله أنه قال: « يا ابن سمية تقتلك الفئة الباغية » وبن سمية هو عمار وسمية أسم أمه، وهذا الإسناد على شرط مسلم وقد عين أبو سعيد من حدثه بذلك ففي مسلم والنسائي من طريق أبي سلمة عن أبي نضرة عن أبي سعيد قال حدثني من هو خير مني أبو قتادة فذكره فاقتصر البخاري على دون غيره وهذا دال على دقة فهمه وتبحره في الإطلاع على علل الأحاديث
ظاہر ہے بخاری نے ان الفاظ کو عمدا حذف کیا اور اس میں ایک مخفی نکتہ ہے وہ یہ کہ ابو سعید نے اعتراف کیا کہ انہوں نے اس حدیث کو نبی علیہ السلام سے نہیں سنا پس یہ دلالت کرتا ہے کہ روایت میں یہ الفاظ مدرج تھے

5
عکرمہ حصين بْن أبي الحر کے غلام تھے انہوں نے ان کو تحفہ میں ابن عباس کو دیا

الکامل از ابن عدی میں ان پر سخت جرح ہے- اس کو كَانَ يرى رأي الخوارج رأي الصفرية کہا گیا یعنی کہا گیا یہ گھات لگا کر مسلمانوں کو قتل کرنے والے خارجی فرقہ الصفرية سے تھا – اس کو ابن سیرین نے کذاب کہا اور اس کا جنازہ اکثریت نے چھوڑ دیا

أبي الشعثاء (خوارج کے مطابق یہ ان کے امیر ہیں) کہتے عکرمہ عالم ہیں
عَن عَمْرو بن دينار، قَالَ: سَمِعْتُ أبا الشعثاء يَقُولُ هَذَا مولى ابن عباس هَذَا أعلم الناس

وكان جابر بْن زيد يقول، حَدَّثَنا العين يعني عِكرمَة - أبي الشعثاء جابر بْن زيد ان کو العین کہتا- جابر بْن زيد اہل سنت کے مطابق خارجی نہیں لیکن خوارج کے مطابق خارجی ہیں

عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ

ابن عباس نے عکرمہ اور علی بن عبد اللہ بن عباس کو کہا کہ ابو سعید کے پاس جاؤ

خالد بن مہران الحذاء بصری مدلس ہے اور آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے

یہ مختلف فیہ ہے میزان الاعتدال کے مطابق

قال أحمد: ثبت - وقال ابن معين والنسائي: ثقة وأما أبو حاتم فقال: لا يحتج به.

احمد اور ابن معین اور نسائی نے ثقہ کہا ہے جبکہ ابي حاتم کہتے کہ یہ نہ قابل دلیل ہے یعنی بغداد والوں نے ثقہ کہا ہے

اس کے شہر کے لوگ یعنی بصریوں میں حماد بن زید، ابن علیۃ اور شعبہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اسی طرح

نیشاپور والوں نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے

وقال يحيى بن آدم: قُلْتُ لِحَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ: مَا لِخَالِدٍ الْحَذَّاءِ فِي حَدِيثِهِ؟ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا قَدْمَةً مِنَ الشَّامِ، فَكَأَنَّا أَنْكَرْنَا حِفْظَهُ.

بصرہ کے حماد بن زید کہتے کہ خالد جب شام سے آیا تو ہم نے اس کے حافظہ کا انکار کیا

کتاب إکمال تہذیب الکمال فی أسماء الرجال از مغلطای کے مطابق

قال شعبة: خالد يشك في حديث عكرمة عن ابن عباس

شعبہ نے کہا کہ خالد کو عکرمہ کی ان کی ابن عباس سے حدیث پر شک رہتا تھا

واضح رہے کہ صحیح بخاری کی یہ روایت اسی سند سے ہے۔ یعنی خالد کے ہم عصر محدثین اس کی روایات کو رد کر رہے تھے لیکن ۱۰۰ سال بعد میں بغداد والوں نے اس کو ثقہ قرار دیا۔

مسلم کی حدیث ہے

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ - قَالَ عُقْبَةُ: حَدَّثَنَا، وقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا - غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِعَمَّارٍ: "تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

دوسری سند ہے

وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ وَالْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِمَا، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

تیسری سند ہے

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ"

کتاب الثقات از ابن حبان کے مطابق

خَيْرَةُ مَوْلاةُ أم سَلَمَةَ وَالِدَةُ الْحَسَنِ بن أبي الْحسن يروي عَنْهَا ابْنهَا الْحسن بن أبي الْحسن عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ فِي عَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

خَيْرَةُ مَوْلاةُ أم سَلَمَةَ، حسن بصری کی والدہ ہیں

امام احمد کے نزدیک، صحیح مسلم کی سند معلول ہے اس کا ذکر وہ مسند میں کرتے ہیں پہلے یہی مسلم کی سند لاتے ہیں پھر ابن سیرین کی بات نقل کرتے ہیں

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: مَا نَسِيتُ قَوْلَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُعَاطِيهِمُ اللَّبَنَ، وَقَدْ اغْبَرَّ شَعْرُ صَدْرِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ» قَالَ: فَرَأَى عَمَّارًا، فَقَالَ: «وَيْحَهُ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ فَقَالَ: عَنْ أُمِّهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ تُخَالِطُهَا، تَلِجُ عَلَيْهَا

محمّد ابن سِیرِینَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

کتاب العلل ومعرفة الرجال از عبد اللہ کے مطابق

حَدثنِي أبي قَالَ حَدثنَا مُحَمَّد بن أبي عدي عَن بن عون قَالَ فَذكرته لمُحَمد فَقَالَ عَن أمه قلت نعم قَالَ أما أَنَّهَا قد كَانَت تخالطها تلج عَلَيْهَا يَعْنِي حَدِيث الْحسن عَن أمه عَن أم سَلمَة فِي عمار تقتله الفئة الباغية

احمد کہتے ہیں میں نے محمّد بن سیرین سے ذکر کیا محمّد ابن سِیرِینَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

مسند احمد میں امام احمد یہ الفاظ بھی نقل کرتے ہیں

قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ مُحَمَّدًا، فَقَالَ: «عَنْ أُمِّهِ؟ أَمَا إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ تَلِجُ عَلَى أَمِّ الْمُؤْمِنِينَ»

احمد کہتے ہیں میں نے اس کا ابن سیرین سے ذکر کیا انہوں نے کہا (حسن) اپنی ماں سے روایت کیا؟ بے شک انہوں نے (حسن کی والدہ) نے ام المومنین کی بات گڈمڈ کر دی

قاتل صحابی أَبِي غَادِيَةَ رضی اللہ عنہ تھے

مسند احمد کی ایک روایت ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ، وَكُلْثُومُ بْنُ جَبْرٍ، عَنْ أَبِي غَادِيَةَ، قَالَ: قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَأُخْبِرَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ قَاتِلَهُ، وَسَالِبَهُ فِي النَّارِ»، فَقِيلَ لِعَمْرٍو: فَإِنَّكَ هُوَ ذَا تُقَاتِلُهُ، قَالَ: إِنَّمَا قَالَ: قَاتِلَهُ، وَسَالِبَه.

كُلْثُومُ بْنُ جَبْرٍ کہتا ہے کہ أَبِي غَادِيَةَ (رضی اللہ عنہ)، عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) کے پاس پہنچے اور ان کو بتایا کہ عمار (رضی اللہ عنہ) شہید ہو گئے

ایک روایت میں ہے کہ ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کرتے سنا اس لئے قتل کیا

وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: ثَنَا كُلْثُومُ بن جبر، عن أبي الغادية قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَشْتِمُ عُثْمَانَ، فَتَوَعَّدْتُهُ بِالْقَتْلِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ طَعَنْتُهُ، فوقع، فقتلته

ان دونوں کی سند میں كُلْثُومُ بْنُ جَبْرٍ المتوفی ۱۳۰ھ ہے. احمد اس کو ثقہ جبکہ النسائی لیس بالقوی، قوی نہیں کہتے ہیں

ابن حجر نے لسان المیزان ج ۳ ص ۴۰ میں ایک روایت الحسن بن دینار کے واسطے سے نقل کی ہے کہ عمار کو ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، لیکن کہا ہے کہ یہ متروک راوی ہے

طبقات ابن سعد میں بھی ایک روایت ہے کہ ابو الغادیہ نے عمار کا قتل کیا لیکن اس کی سند میں واقدی ہے لہٰذا روایت ضعیف ہے-

إِلَى غَادِيَةَ يَاسِرُ بْنُ سَبُعٍ، مَدَنِيٌّ صحابی رسول ہیں ان کے اس قتل میں شامل ہونے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں۔ لیکن پھر بھی بعض محققین (الذھبی وغیرہ) نے ان پر یہ الزام لگایا ہے جو ہمارے نزدیک محتاج دلیل ہے۔

ایک مفرط اہل حدیث عالم زبیر علی زئی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

ابو الغادیہؓ کا سیدنا عمار بن یاسرؓ کو جنگِ صفین میں شہید کرنا ان کی اجتہادی خطا ہے جس کی طرف حافظ ابن حجر العسقلانی نے اشارہ کیا ہے۔ دیکھئے الاصابۃ (۴/۱۵۱ ت ۸۸۱، ابو الغادیۃ الجہنی) وماعلینا إلا البلاغ (۵ رمضان ۱۴۲۷)

مسند احمد کی روایت ہے

حدثنا يزيد أخبرنا العوَّام حدثني أسْوَد بن مسعود عن حنظَلة بن خُويلد العَنَزِي قال: بينما أَنا عند معاوية، إذْ جاءَه رجلان يختصمانِ في رأس عَمّار، يقول كل واحد منهما: أنا قتلتُه، فقال عبد الله ابن عمرو: ليَطبْ به أحدكما نَفْساً لصاحبه، فإني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم - يقول: "تقتلَه اَلفئة الباغية"، قال معاوية: فما بالُك معنا؟!، قال: إن أبي شكاني إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -، فقال: "أطِعْ أباك ما دام حياً ولا تَعْصه"، فأنا معكم، ولستَ أقاتل.

خنظلہ بن خویلد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا دو آدمی ان کے پاس جھگڑا لے کر آئے ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ تھا کہ عمار رضی اللہ عنہ کو اس نے شہید کیا ہے ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ تمہیں چاہئے ایک دوسرے کو مبارکباد دو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے پھر آپ ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہو اے عمرو! اپنے اس دیوانے سے ہمیں مستغنی کیوں نہیں کر دیتے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے والد صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری شکایت کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

زندگی بھر اپنے باپ کی اطاعت کرنا اس کی نافرمانی نہ کرنا اس لئے میں آپ کے ساتھ تو ہوں لیکن لڑائی میں شریک نہیں ہوتا۔

اس کے راوی اسود بن مسعود کے لئے الذھبی میزان میں لکھتے ہیں حنظلة سے روایت کی ہے، لا یدری من ہو، میں نہیں جانتا کون ہے. لہٰذا ضعیف روایت ہے

دوسری روایت ہے مسند احمد۔ جلد ہفتم۔ حدیث 891 عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَجَّاجٌ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَهْدَى إِلَى نَاسٍ هَدَايَا فَفَضَّلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو ہدایا اور تحائف بھیجے، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ بڑھا کر پیش کیا، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے عمار کو ایک باغی گروہ قتل کر دے گا۔

راقم کہتا ہے یہ مجہول شخص رَجُلٍ مِنْ اہلِ مِصْرَ کی روایت کردہ ہے ضعیف ہے

تیسری روایت ہے: مسند احمد۔ جلد سوم۔ حدیث 1996 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرویات

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ إِنِّي لَأَسِيرُ مَعَ مُعَاوِيَةَ فِي مُنْصَرَفِهِ مِنْ صِفِّينَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَا أَبَتِ مَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَمَّارٍ وَيْحَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ قَالَ فَقَالَ عَمْرٌو لِمُعَاوِيَةَ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ هَذَا فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَا تَزَالُ تَأْتِينَا بِهَنَةٍ أَنَحْنُ قَتَلْنَاهُ إِنَّمَا قَتَلَهُ الَّذِينَ جَاءُوا بِهِ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ مِثْلَهُ أَوْ نَحْوَهُ

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ جب امیر معاویہ ورضی اللہ عنہ جنگ صفین سے فارغ ہو کر آ رہے تھے تو میں ان کے اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے درمیان چل رہا تھا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے والد سے کہنے لگے ابا جان کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمار رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا کہ افسوس! اے سمیہ کے بیٹے تجھے ایک باغی گروہ قتل کر دے گا؟ عمرو رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ اس کی بات سن رہے ہیں؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے تم ہمیشہ ایسی ہی پریشان کن خبریں لے آنا کیا ہم نے انہیں شہید کیا ہے؟ انہوں تو ان لوگوں نے ہی شہید کیا ہے جو انہیں لے کر آئے تھے۔

راقم کہتا ہے اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن اِنعم الافریقی ہیں ان کو قال ابن حبان کان یدلس کہ یہ تدلیس کرتے ہیں. امام احمد لیس بشیء کوئی چیز نہیں اور لاتکتب اس کی حدیث نہ لکھو کہتے ہیں لہٰذا یہ روایت بھی ضعیف ہے

چوتھی روایت ہے مسند احمد۔ جلد نہم۔ حدیث 1942 خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا يُونُسُ وَخَلَفُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ مَا زَالَ جَدِّي كَافًّا سِلَاحَهُ يَوْمَ الْجَمَلِ حَتَّى قُتِلَ عَمَّارٌ بِصِفِّينَ فَسَلَّ سَيْفَهُ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

محمد بن عمارہ کہتے ہیں کہ میرے دادا خزیمہ رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن اپنی تلوار کو نیام میں روکے رکھا لیکن جس جنگ صفین میں عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو انہوں نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی اور اتنا لڑے کہ بالآخر شہید ہو گئے وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

راقم کہتا ہے حدیث کی سند میں إبُو مَعْشَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ ہے سند میں أبو معشر نَجِيح بن عبد الرحمن السندي المدني-ضعیف ہے

پانچویں روایت ہے مسند احمد۔ جلد ہفتم۔ حدیث 903 عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ قُتِلَ عَمَّارٌ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَزِعًا يُرَجِّعُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ مَا شَأْنُكَ قَالَ قُتِلَ عَمَّارٌ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قَدْ قُتِلَ عَمَّارٌ فَمَاذَا قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ دُحِضْتَ فِي بَوْلِكَ أَوَنَحْنُ قَتَلْنَاهُ إِنَّمَا قَتَلَهُ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ جَاءُوا بِهِ حَتَّى أَلْقَوْهُ بَيْنَ رِمَاحِنَا أَوْ قَالَ بَيْنَ سُيُوفِنَا

محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کر دے گا؟ یہ سن کر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اناللہ پڑھتے ہوئے گھبرا کر اٹھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں، معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمار رضی اللہ عنہ تو شہید ہو گئے، لیکن تمہاری یہ حالت؟ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے پیشاب میں گرتے، کیا ہم نے انہیں قتل کیا ہے؟ انہیں تو علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے خود قتل کیا ہے، وہی انہیں لے کر آئے اور ہمارے نیزوں کے درمیان لا ڈالا۔

راقم کہتا ہے سند منقطع ہے۔ روایت میں ہے کہ محمّد بن عمرو بن حزم کہتے ہیں عمرو بن العاص کے پاس عمرو بن حزم داخل ہوئے اور بتایا کہ عمار قتل ہوئے جبکہ کتاب الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ کے مطابق

قال أبو نعيم: مات في خلافة عمر، كذا قال إبراهيم بن المنذر في الطبقات

أبو نعيم کہتے ہیں ان (عمرو بن حزم) کا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال ہوا اور ایسا ہی إبراهيم بن المنذر نے الطبقات میں کہا ہے

چھٹی روایت ہے: مسند احمد۔ جلد ششم۔ حدیث 2505 ابو غادیہ رضی اللہ عنہ کی روایت

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْعَنَزِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ كُنَّا بِوَاسِطِ الْقَصَبِ عِنْدَ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ فَإِذَا عِنْدَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو الْغَادِيَةِ اسْتَسْقَى مَاءً فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ مُفَضَّضٍ فَأَبَى أَنْ يَشْرَبَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا أَوْ ضُلَّالًا شَكَّ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَإِذَا رَجُلٌ يَسُبُّ فُلَانًا فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَئِنْ أَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْكَ فِي كَتِيبَةٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ إِذَا أَنَا بِهِ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ قَالَ فَفَطِنْتُ إِلَى الْفُرْجَةِ فِي جُرُبَّانِ الدِّرْعِ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَإِذَا هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ وَأَيَّ يَدٍ كَفَتَاهُ يَكْرَهُ أَنْ يَشْرَبَ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ وَقَدْ قَتَلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ

کلثوم بن جبر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ شہر واسط میں عبدالاعلی بن عامر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران وہاں موجود ایک شخص جس کا نام ابوغادیہ تھا نے پانی منگوایا، چنانچہ چاندی کے ایک برتن میں پانی لایا گیا لیکن انہوں نے وہ پانی پینے سے انکار کر دیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث ذکر کی کہ میرے پیچھے کافر یا گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ اچانک ایک آدمی فلاں (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کو) کو گالیاں دینے لگا، میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے لشکر میں مجھے تیرے اوپر قدرت عطاء فرمائی (تو تجھ

سے حساب لوں گا) جنگ صفین کے موقع پر اتفاقا میرا اس سے آمنا سامنا ہوگیا، اس نے زرہ پہن رکھی تھی، لیکن میں نے زرہ کی خالی جگہوں سے اسے شناخت کرلیا، چنانچہ میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کردیا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو عمار بن یاسر تھے، تو میں نے افسوس سے کہا کہ یہ کون سے ہاتھ ہیں جو چاندی کے برتن میں پانی پینے پر ناگواری کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ انہی ہاتھوں نے عمار کو شہید کردیا تھا

راقم کہتا ہے مسند احمد کی اس روایت کا ذکر کتاب إطراف الغرائب والأفراد من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم للإمام الدارقطني میں ابن القیسرانی (المتوفى: 507هـ) نے کیا ہے

.حَدِيث: كُنَّا بواسط / الْقصب ... الحَدِيث.وَفِيه لَا ترجعوا بعدِي كفَّارًا ... الحَدِيث

.غَرِيب من حَدِيث ابْن عون عَن كُلْثُوم بن جبر، تفرد بِهِ ابْن أبي عدي عَنهُ

ابن القیسرانی (المتوفى: 507هـ) کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اس میں ابن ابی عدی کا تفرد ہے یہ بھی مختلف فیہ ہے میزان الاعتدال کے مطابق

. قال أبو حاتم – مرة: لا يحتج به

ابو حاتم نے کہا اس سے دلیل مت لینا

اس روایت کے مطابق عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فلاں کو گالیاں دے رہے تھے

یہاں فلاں سے مراد عثمان رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ راقم کہتا ہے یہ ممکن نہیں کہ عمار رضی اللہ عنہ ایسی حرکت کرتے

ساتویں روایت ہے ابن القیسرانی (المتوفى: 507هـ) کی کتاب ذخيرة الحفاظ (من الكامل لابن عدي) کے مطابق اس کی ایک اور سند ہے

حَدِيث: قَاتل عمار فِي النَّار. رَوَاهُ الْحسن بن دِينَار: عَن كُلْثُوم بن جبر الْمرَادِي، عَن أبي الغادية قَالَ: سَمِعت رَسُول الله – صلى الله عَلَيْهِ وَسلم – وَهُوَ الَّذِي قتل عمارا.

وَهَذَا لَا يعرف إِلَّا بالْحسنِ بن دِينَار هَذَا من هَذَا الطَّرِيق، وَالْحسن مَتْرُوك الحَدِيث، وَأَبُو الغادية اسْمه يسَار.

راقم کہتا ہے اس میں حسن بن دینار متروک ہے

آٹھویں روایت مسند احمد۔ جلد ہفتم۔ حدیث 901 عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مرویات

حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ وَكُلْثُومُ بْنُ جَبْرٍ عَنْ أَبِي غَادِيَةَ قَالَ قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَأُخْبِرَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ قَاتِلَهُ وَسَالِبَهُ فِي النَّارِ فَقِيلَ لِعَمْرٍو فَإِنَّكَ هُوَ ذَا تُقَاتِلُهُ قَالَ إِنَّمَا قَالَ قَاتِلَهُ وَسَالِبَهُ

ابو غادیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عمرو رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمار کو قتل کرنے والا اور اس کا سامان چھیننے والا جہنم میں جائے گا، کسی نے عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ بھی تو ان سے جنگ ہی کر رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل اور سامان چھیننے والے کے بارے فرمایا تھا (جنگ کرنے والے کے بارے نہیں فرمایا تھا)۔

ان روایات میں کلثوم بن جبر ہے

مسند احمد کی اس روایت پر سیر اعلام النبلاء میں الذھبی کہتے ہیں

رَوَى: حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ كُلْثُوْمِ بنِ جَبْرٍ، عَنْ أَبِي غَادِيَةَ، قَالَ سَمِعْتُ عَمَّاراً يَشْتُمُ عُثْمَانَ، فَتَوَعَّدْتُهُ بِالقَتْلِ، فَرَأَيْتُهُ يَوْمَ صِفِّيْنَ يَحْمِلُ عَلَى النَّاسِ، فَطَعَنْتُهُ، فَقَتَلْتُهُ، وَأُخْبِرَ عَمْرُو بنُ العَاصِ، فَقَالَ سَمِعتُ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقُوْلُ: (قَاتِلُ عَمَّارٍ

وَسَالِبُهُ فِي النَّارِ

إِسْنَادُهُ فِيهِ انْقِطَاعٌ اس کی اسناد میں انقطاع ہے

راقم کہتا ہے ان روایات کی اسناد میں کلثوم بن جبر ہے

. میزان الاعتدال کے مطابق قال النسائی: لیس بالقوی ووثقہ احمد وابن معین

یعنی یہ مختلف فیہ ہے یہ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي الطُّفَيْلِ، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ سے روایت کرتا ہے

یہ لوگ بصرہ میں رہے ہیں لہذا سماع ممکن ہے لیکن ابو غادیہ کا بصرہ منتقل ہونا کسی نے بیان نہیں کیا—اس راوی کلثوم کا شام جانا بھی نظر میں ہے کہ کب ہوا؟ اس کے بقول ابو غادیہ واسط آئے جو عراق اور شام کے درمیان کا علاقہ ہے جس کو الجزیرہ کہا جاتا تھا اور اس کا یہ شہر واسط تھا۔ یعنی کلثوم کہنا چاہتا ہے کہ وہ شام نہیں گیا نہ ہی ابو غادیہ بصرہ پہنچے بلکہ دونوں کی ملاقات واسط میں ہو گئی۔ کلثوم المرادی ہے یعنی اسی قبیلہ کا ہے جہاں سے علی رضی اللہ عنہ کے قاتل نکلے۔ أَبُو الغَادِيَةِ الصَّحَابِيُّ ہیں جو صلح الحُدَيْبِيَةَ میں موجود تھے اور ایسا ممکن نہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہی نہ ہوں کیونکہ الحُدَيْبِيَةَ میں صرف ۱۴۰۰ اصحاب رسول تھے۔ امام الذھبی کی تحقیق میں کلثوم کا سماع ابو غادیہ سے نہیں ہے لہذا انہوں نے اس روایت کو منقطع قرار دیا ہے۔ راقم کی بھی یہی رائے ہے

ابن حجر کے مطابق کلثوم صدوق یخطیء غلطیاں کرتا ہے

مسلم نے کتاب القدر میں ایک روایت نقل کی ہے

امام مسلم نے کلثوم بن جبر سے صرف ایک روایت نقل کی ہے کہ اللہ نے رحم پر فرشتہ مقرر کیا ہے جو امام مسلم نے شاہد کے طور پر پیش کی ہے۔ اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابو غادیہ رضی اللہ عنہ کو زبردستی قاتل عمار رضی اللہ عنہ قرار دیا گیا ہے

محدثین کی آراء

ابو بکر الخلال کتاب السنہ میں لکھتے ہیں

أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَيَّةَ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ: سَمِعْتُ فِي حَلْقَةٍ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنَ مَعِينٍ وَأَبَا خَيْثَمَةَ وَالْمُعَيْطِيَّ ذَكَرُوا: «يَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» فَقَالُوا: مَا فِيهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ

محمّد بن ابراہیم کہتے ہیں میں نے ایک حلقہ میں سنا جس میں احمد بن حنبل ،
یحیی بن معین ابو خَيْثَمَةَ اور الْمُعَيْطِيَّ تھے اور روایت يَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَة عمار تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا کا کر ہوا سب نے کہا اس سلسلے میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں

اسی کتاب میں یہ بات بھی لکھی ہے[6]

---

6 یہ اقوال حنابلہ کی معتمد علیہ کتب سے لئے گئے ہیں جو ۳۰۰ ہجری کے ہیں – اس دور کے رجال کی مکمل معلومات کتب میں نہیں ہوتی الا یہ کہ یہ لوگ حدیث بیان کریں اور بہت مشہور ہوں- لہذا اس دور میں اس قسم کے بہت سے اقوال میں رجال معلوم نہیں ہیں لیکن یہ قبول کیے جاتے ہیں – اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رجال کی تمام کتب ہم تک نہیں پہنچیں، بہت سی معدوم ہو گئی ہیں

محمد بن عبداللہ بن ابراہیم حنابلہ کے عالم أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311 هـ) کے شیخ ہیں ان سے روایات کتاب السنة میں تین مقامات پر لی گئی ہیں

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: رُوِيَ فِي: «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» ثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ حَدِيثًا، لَيْسَ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

میں نے محمّد بن عبد اللہ بن ابراہیم سے سنا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہتے تھے میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا
عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا کو ۲۸ حدیثوں سے روایت کیا ایک بھی صحیح نہیں

یہ اقوال صحیح ہیں کیونکہ ان کو رجال کے ماہر ابن جوزی نے بھی اپنی کتب میں بیان کیا ہے لہذا جب یہ ماہرین ان اقوال کو قبول کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں

ابن الجوزی کتاب العلل المتناہیۃ فی الأحادیث الواہیۃ میں لکھتے ہیں

وأما قوله عليه السلام لعمار تقتلك الفيئة الباغية وقد أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيّ من حديث أَبِي قَتَادَة وأم سلمة إلا أن أَبَا بَكْر الخلال ذكر أن أَحْمَد بْن حنبل ويحيى بْن معين وأبا خيثمة والمعيطي ذكروا هَذَا الحديث تقتل عمارًا الفيئة الباغية فقال فِيهِ ما فِيهِ حديث صحيح وأن أَحْمَد قال قد روى فِي عمار تقتله الفيئة الباغية "ثمانية وعشرون حديثًا ليس فيها حديث صحيح.

اور جہاں تک اس قول کا تعلق ہے کہ عمار کو با غی گروہ قتل کرے گا اس کی تخریج بخاری نے ابی قتادہ اور ام سلمہ کی حدیث سے کی ہے۔ بے شک ابو بکر الخلال نے ذکر کیا ہے کہ أَحْمَد بْن حنبل ويحيى بْن معين وأبا خيثمة والمعيطي نے اس باغی گروہ والی روایت کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے

محمد بن عبد الله بن إبراهيم کی باپ سے روایت کئی کتابوں میں ہے مثلا

أحكام النساء للإمام أحمد
المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ)

الوقوف والترجل من الجامع لمسائل الإمام أحمد بن حنبل
المؤلف: أبو بكر أحمد بن محمد بن هارون بن يزيد الخَلَّال البغدادي الحنبلي (المتوفى: 311هـ)

ایک بھی روایت صحیح نہیں۔ اور احمد نے ۲۸ روایات سے عمار تقتله الفيئة الباغية کو روایت کیا جن میں ایک بھی صحیح نہیں ہے

کتاب الثقات از العِجْلِيُّ کے مطابق امام عبد الرَّحْمن بن إِبْرَاهِيم الدِّمَشْقِي دُحَيْم کہتے تھے

قَالَ أَحْمَدُ العِجْلِيُّ: دُحَيْمٌ ثِقَةٌ كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى بَغْدَادَ فَذَكَرُوا الفِئَةَ البَاغِيَةَ هُم أَهْلُ الشَّامِ, فَقَالَ: مَنْ قَالَ هَذَا, فَهُوَ بن الفَاعِلَةِ.

العِجْلِيُّ کہتے ہیں دُحَيْمٌ ثقہ ہیں ان کا بغداد میں اختلاف ہوا پس باغی گروہ والی روایت سے لوگوں نے اہل شام مراد لئے اس پر امام دُحَيْم نے کہا جو یہ کہے وہ فاحشہ کی اولاد ہے

محدثین اس روایت کو یا تو رد کرتے ہیں یا تاویل جیسا کہ اوپر پیش کی گئی ہے

ابن جوزی رجال کے معاملے میں متشدد ہیں اور اس بنا پر ان کو معلومات ہوں گی کہ یہ لوگ ثقہ ہیں تبھی اتنے وثوق سے ان اقوال سے دلیل لے رہے ہیں

یہ روایت بعض محدثین مثلا کرابیسی اور امام احمد کے نزدیک صحیح نہیں امام احمد کہتے تھے اس کو چھوڑنے میں بھلائی ہے اور امام دحیم کہتے تھے کہ جو اس میں قاتلین سے مراد اہل شام لے وہ فاحشہ کی اولاد ہے

ابن تیمیہ الفتاوی: میں کہتے ہیں

مجموع الفتاوی از ابن تیمیہ ج ۳۵ ص ۷۴ پر

وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي فِيهِ {إنَّ عَمَّارًا تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ} فَهَذَا الْحَدِيثُ قَدْ طَعَنَ فِيهِ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ؛
اس حدیث پر اہل علم کا ایک گروہ طعن کرتا ہے

مختصر منہاج السنۃ از ابن تیمیہ

فيقال: الذي في الصحيح: ((تقتل عمّار الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) وَطَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ ضَعَّفُوا هَذَا الْحَدِيثَ، مِنْهُمُ الْحُسَيْنُ الْكَرَابِيسِيُّ وَغَيْرُهُ، وَنُقِلَ ذَلِكَ عَنْ أَحْمَدَ أَيْضًا.

صحیح میں ہے عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا – اور اہل علم کا ایک گروہ اس کی تضعیف کرتا ہے جس میں حسین کرابیسی ہیں اور دیگر ہیں ہے ایسا ہی امام احمد کے حوالے سے نقل کیا جاتا ہے

اسی طرح کہتے ہیں

وَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – أَنَّهُ قَالَ لِعَمَّارٍ: " «تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» " فَبَعْضُهُمْ ضَعَّفَهُ، وَبَعْضُهُمْ تَأَوَّلَهُ.

بعض اس کو ضعیف کہتے ہیں بعض تاویل کرتے ہیں

امام کرابیسی امام بخاری کے ہم عصر ہیں یعنی صحیح بخاری کی یہ روایت ان کے نزدیک صحیح نہیں ہے

اہل سنت کے شیعیت سے متاثر بعض علماء اس روایت سے یہ نکالتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کی اور وہ وہی باغی گروہ کے لیڈر تھے جس نے عمار کا قتل کیا لہذا کتاب سبل السلام میں محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ) ابن جوزی کا اس روایت کو رد کرنے پر لکھتے ہیں

وَلَا يَخْفَى أَنَّ ابْنَ الْجَوْزِيِّ نَقَلَ عَنْ أَحْمَدَ عَدَمَ صِحَّتِهِ وَلَيْسَ لَهُ هُوَ قَدْحٌ فِي صِحَّتِهِ حَتَّى يُقَالَ إنَّهُ أَحْقَرُ مِنْ أَنْ يَنْتَهِضَ لِمُعَارَضَةِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَفُرْسَانِهِ وَحُفَّاظِهِ فَالْأَوْلَى فِي الْجَوَابِ عَنْ نَقْلِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ مَا قَالَهُ السَّيِّدُ مُحَمَّدٌ أَيْضًا إنَّهُ قَدْ رَوَى يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ الْإِمَامُ الثِّقَةُ الْحَافِظُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ فِيهِ إنَّهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ سَمِعَهُ عَنْهُ يَعْقُوبُ، وَقَدْ سُئِلَ عَنْهُ. ذَكَرَهُ الذَّهَبِيُّ فِي تَرْجَمَةِ عَمَّارٍ فِي النُّبَلَاءِ وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ جَمَاعَةٍ كَثِيرَةٍ مِنْ الصَّحَابَةِ وَكَانَ يَرَى الضَّرْبَ عَلَى رِوَايَاتِ الضِّعَافِ وَالْمُنْكَرَاتِ. وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى بُطْلَانِ مَا حَكَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَإِلَّا فَغَايَتُهُ أَنَّهُ قَدْ تَعَارَضَ عَنْ أَحْمَدَ الْقَوْلَانِ فَيُطْرَحُ. وَفِي تَصْحِيحِ غَيْرِهِ مَا يُغْنِي عَنْهُ كَمَا لَا يَخْفَى. وَأَمَّا الْحِكَايَةُ عَنْ ابْنِ مَعِينٍ وَابْنِ أَبِي خَيْثَمَةَ، فَإِنَّهُ رَوَاهَا الْمُصَنِّفُ بِصِيغَةِ التَّمْرِيضِ وَلَمْ يَنْسُبْهَا إلَى رَاوٍ فَيَتَكَلَّمُ عَلَيْهَا وَالْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةَ مُعَاوِيَةُ وَمَنْ فِي حِزْبِهِ وَالْفِئَةَ الْمُحِقَّةَ عَلِيٌّ – رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ – وَمَنْ فِي صُحْبَتِهِ

اور یہ مخفی نہیں ہے ابن جوزی نے امام احمد کے حوالے سے اس روایت کی عدم صحت پر نقل کیا ہے اور اس میں کوئی قدح نہیں ہے ... اور اس کا جواب وہ ہے جو سید محمد نے دیا کہ انہوں نے یعقوب بن شیبہ سے نقل کیا امام احمد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا حدیث صحیح ہے اس کو یعقوب نے سنا ہے اور اس پر سوال کیا اور الذہبی نے سیر الاعلام النبلاء میں عمار بن یاسر رضی

اللہ عنہ کے ترجمہ میں اس کو نقل کیا ہے اور اس کی تائید ہوتی ہے کہ اصحاب رسول کی ایک جماعت اس کو نقل کرتی ہے ... اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر جو حکایت کیا ابن جوزی نے اس کے بطلان پر اور اگر نہیں تو اس میں تعارض ہے جو امام احمد سے دو قول اتے ہیں پس اس کو رد کیا جائے گا اور دوسروں کی جانب سے اس کی تصحیح مخفی نہیں ہے اور جہاں تک ابن معین اور ابن ابی خیثمہ کی حکایت ہے تو وہ صغیہ تمریض سے ہے اور اس میں راوی متکلم کی نسبت نہیں ہے اور یہ حدیث دلیل ہے کہ معاویہ اور اس کا حزب باغی گروہ تھا اور حق کا گروہ علی کا تھا اور وہ جو انکی صحبت میں تھا

راقم کہتا ہے کہ یہ بات بے سر و پا ہے- سب سے پہلے تو یعقوب بن شیبہ کی تصحیح کی سند پیش کی جائے جو شاید ہی کسی کے پاس ہو- سیر الاعلام النبلاء کے مطابق خود امام احمد اس شخص یعقوب بن شیبہ کے لئے کہتے

مُتَبَدِّعٌ، صَاحِبُ هوَى بدعتی ہے ، گمراہ ہے

الذھبی سیر إعلام النبلاء میں ان کے ترجمہ میں کہتے ہیں کہ ان کی مسند الکبیر کا ایک جز مسند عمار میرے پاس تھا

مَاتَ يَعْقُوْبُ الحَافِظُ: فِي شَهْرِ رَبِيْعٍ الأَوَّلِ، سَنَةَ اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ ومائتَيْنِ، وَقَعَ لِي جُزْءٌ وَاحِدٌ مِنْ مُسْنَدِ عَمَّارٍ لَهُ.

پھر روایت پیش کرتے ہیں

قَالَ يَعْقُوْبُ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ (2) : مَا نَسِيْنَا الغبارَ عَلَى شَعْرِ صَدْرِ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ يَقُوْلُ: (اللَّهُمَّ إِنَّ الخَيْرَ خَيْرُ الآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلأَنصَارِ وَالمُهَاجِرَةِ) إِذْ جَاءَ عَمَّارٌ فَقَالَ: (وَيحَكَ، أَوْ وَيْلَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ، تقتلُكَ الفِئَةُ البَاغِيَةُ)

مسند احمد میں جگہ جگہ اسی سند پر امام احمد جرح کرتے ہیں [7]

---

7 مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: مَا نَسِيتُ قَوْلَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُعَاطِيهِمُ اللَّبَنَ، وَقَدْ اغْبَرَّ شَعْرُ صَدْرِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ

ابن تیمیہ کتاب منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ القدریۃ میں کہتے ہیں کہ یعقوب نے دعوی کیا

الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ» قَالَ: فَرَأَى عَمَّارًا، فَقَالَ: «وَيْحَهُ ابْنُ سُمَيَّةَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ» قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ فَقَالَ: عَنْ أُمِّهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، أَمَا إِنَّهَا كَانَتْ تُخَالِطُهَا، تَلِجُ عَلَيْهَا

محمّد ابن سِيرِينَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

کتاب العلل ومعرفة الرجال از عبدللہ کے مطابق

حَدثنِي أبي قَالَ حَدثنَا مُحَمَّد بن أبي عدي عَن بن عون قَالَ فَذَكرته لمُحَمد
فَقَالَ عَن أمه قلت نعم قَالَ أما أَنَّهَا قد كَانَت تخالطها تلج عَلَيْهَا
يَعْنِي حَدِيث الْحسن عَن أمه عَن أم سَلمَة فِي عمار تقتله الفئة الباغية

احمد کہتے ہیں میں نے محمّد بن سیرین سے ذکر کیا محمّد ابن سِيرِينَ نے پوچھا کہ حسن نے اپنی ماں سے روایت کیا کہا جی یا تو یہ اختلاط ہے یا اس میں کچھ اور بات مل گئی ہے

مسند احمد میں امام احمد یہ الفاظ بھی نقل کرتے ہیں

قَالَ: فَحَدَّثْتُهُ مُحَمَّدًا، فَقَالَ: «عَنْ أُمِّهِ؟ أَمَا إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ تَلِجُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ»

احمد کہتے ہیں میں نے اس کا ابن سیرین سے ذکر کیا انہوں نے کہا (حسن) اپنی ماں سے روایت کیا ؟ بے شک انہوں نے (حسن کی والدہ) نے ام المومنین کی بات گڈمڈ کر دی

سَمِعتُ اَحمَدَ بنَ حَنبَلٍ سُئِلَ عَن حَدِیثِ النَّبِیِّ ـ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ـ فِی عَمَّارٍ: ” «تَقتُلُکَ الفِئَۃُ البَاغِیَۃُ» “ فَقَالَ اَحمَدُ: قَتَلَتہُ

لہذا جو سند خود امام احمد کے نزدیک صحیح نہ ہو اس کی بنیاد پر کہنا انہوں نے ہی قتل کیا کیسے صحیح ہو سکتا ہے ؟

دوم یعقوب خود امام احمد کے نزدیک بدعتی ہے

شرح صحیح بخاری عمدہ القاری میں حدیث ۳۸۰۷ کے تحت بحث میں عینی لکھتے ہیں

وَقَالَ الْكرْمَانِي: عَليّ، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، وَمُعَاوِيَة كِلَاهُمَا كَانَا مجتهدين، غَايَة مَا فِي الْبَاب أَن مُعَاوِيَة كَانَ مخطئاً فِي اجْتِهَاده وَنَحْوه. انْتهى. قلت: كَيفَ يُقَال: كَانَ مُعَاوِيَة مخطئاً فِي اجْتِهَاده، فَمَا كَانَ الدَّلِيل فِي اجْتِهَاده؟ وَقد بلغه الحَدِيث الَّذِي قَالَ وَيْح ابْن سميَّة تقتله الفئة الباغية، وَابْن سميَّة هُوَ عمار بن يَاسر، وَقد قَتله فِئَة مُعَاوِيَة، أَفلا يرضى مُعَاوِيَة سَوَاء بِسَوَاء حَتَّى يكون لَهُ أجر وَاحِد؟

کرمانی نے کہا علی و معاویہ دونوں مجہتد تھے اس باب میں مقصد ہے کہ معاویہ اپنے اجتہاد میں غلطی پر تھے اور اسی طرح انتھی - میں کہتا ہوں کہ کیسے کہہ دیا کہ معاویہ اجتہاد میں غلطی پر تھے ؟ اس اجتہاد کی دلیل کیا ہے ؟ اور بے شک ان کو حدیث پہنچی ہے کہ ہائے ابن سمیہ کو باغی جماعت قتل کرے گی جو عمار ہیں - کیا معاویہ اس پر راضی نہیں تھے کہ اب یہاں تک کہ ان کے لئے ایک اجر ہوا ؟

راقم کہتا ہے کہ یہ حدیث دور اصحاب رسول میں کسی کو معلوم ہی نہیں تھی اور خود امام بخاری کے دور کے امام احمد اس کو رد کرتے تھے اور صحیح بخاری کے نسخوں تک میں اس کے متن پر اتفاق نہیں تھا ـ لہذا عینی کا یہ تصور کرنا کہ یہ روایت حدیث رسول ہے سرے سے غلط ہے

شام اور قصاص عثمان

شام کے گورنر معاویہ جو علی کو خلیفہ قبول نہیں کرتے تھے[8] ان کے لشکر نے قصاص عثمان کے لئے مصر پر دھاوا بول دیا۔

8

علی رضی اللہ عنہ ہنگامی صورت حال میں خلیفہ ہوئے اس وجہ سے بعض صحابہ نے ان کی بیعت نہیں کی کیونکہ بہت سے اہم مسائل امت کے نزدیک تھے، مثلا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حدثنا ابن علية ، عن أيوب ، عن نافع ، عن ابن عمر ، قال : لما بويع لعلي أتاني فقال : إنك امرؤ محبب في أهل الشام ، وقد استعملتك عليهم ، فسر إليهم ، قال : فذكرت القرابة أبايعك ، قال : فتركني وخرج ، فلما كان بعد ذلك جاء وذكرت الصهر ، فقلت : أما بعد فوالله لا ابن عمر إلى أم كلثوم فسلم عليها وتوجه إلى مكة

نافع ، عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے کہا: جب علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا آپ ایسے شخص ہیں جو اہل شام کی نظر میں محبوب ہیں ، اور میں آپ کو ان پر عامل بناتاہوں لہذا آپ ان کی طرف جائیں ۔ عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے قرابت و رشتہ داری کا ذکر کیا اس کے بعد کہا: اللہ کی قسم ! میں آپ کی بیعت نہیں

محمد بن ابی بکر کا انجام

صفین کی جنگ کے بعد علی نے محمّد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کیا لیکن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کو شکست دی سن ۳۷ ھ یا ۳۸ ھ میں یہ ذلت کی موت مرا۔ الذھبی سیر اِعلام النبلاء لکھتے ہیں کہ یہ مخالفین کے ہتھے چڑھا

فَقَتَلَهُ ودسّہ فِي بَطْنِ حِمَارٍ مَيِّتٍ، وَأَحْرَقَهُ

انہوں نے اس کا قتل کیا اس کو مردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلایا گیا[9]

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، معاویۃ بن حدیج رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا

کتاب تاریخ ابن یونس المصری کے مطابق آخری وقت محمّد نے کہا

کروں گا۔اس کے بعد ابن عمررضی اللہ عنہ ام کلثوم کے پاس آئے انہیں سلام کیا اور مکہ روانہ ہو گئے

عامہ صحابہ کا اجتہاد تھا کہ ابھی عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا قصاص ضروری ہے اور بعض صحابہ کا اجتہاد تھا کہ خلیفہ کی بیعت ضروری ہے ۔ علی رضی اللہ عنہ اپنی بیعت کے لئے جنگ کرتے رہے اور باقی قصاص کے مطالبہ کرتے رہے لیکن صورت حال اپ کے سامنے ہے ،وہ کیا اپنے حماتیوں سے قصاص لیتے ۔یہی چیز ایک فتنہ تھی

9 کہا جاتا ہے کہ جان بچانے کے لئے محمّد بن ابی بکر خود ایک مردہ گدھے میں گھس بیٹھا لیکن پکڑا گیا اور اسی گدھے سمیت ہلاک ہوا

فقال: احفظونی؛ لأبی بکر. فقال له معاوية بن حديج: قتلت ثمانين من قومی فی دم عثمان، و أترکك و أنت صاحبه؟! فقتله

مجھے ابو بکر کے واسطے چھوڑ دو! معاویہ بن خدیج نے کہا اپنی قوم کے ۸۰ لوگوں کا خون عثمان پر قتل کیا اور تو انہی کا صاحب تھا تجھے کیسے چھوڑ دوں

معاویۃ بن حدیج کو امام بخاری اور جمہور محدثین صحابی مانتے ہیں صرف امام احمد اس کی مخالفت کرتے ہی

کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی کے مطابق

معاویۃ بن حدیج قال الاثرم قال إحمد بن حنبل لیست لمعاویۃ بن حدیج صحبۃ قلّت بل لہ صحبۃ ثابتۃ قالہ البخاری والجمہور

الاثرم کہتے ہیں امام احمد کہتے ہیں معاویۃ بن حدیج صحابی نہیں ہے میں کہتا ہوں صحابی ثابت ہیں بخاری اور جمہور ایسا کہتے ہیں

طرفہ تماشہ ہے کہ محمّد بن ابی بکر جو وفات رسول کے وقت ایک سال کا ہو گا اس کو صحابی ثابت کرنے پر زور لگایا جاتا ہے جبکہ اس نے اس عمر میں نبی سے کون سا علم حاصل کیا ظاہر ہے کہ یہ صرف لیپا پوتی ہے اور تاریخی حقائق کو مسخ کرنا ہے۔ صحابہ کے لئے کم سے کم عمر چار سال لی گئی ہے

مسند ابو داود طیالسی ح ۱۰۶۳ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ قَالَ: شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَأُتِيَ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى مِصْرَ، وَهُوَ مَكْتُوفٌ، فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو: أَمَعَكَ أَمَانٌ؟ أَمَّنَكَ أَحَدٌ؟ فَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّ مَعَهُ أَمَانًا، فَقَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ» ، قَالَ: فَضُرِبَتْ عُنُقُهُ

عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ نے ذکر کیا کہ ایک مصری نے بتایا کہ اس نے عمرو بن الْعَاصِ کو دیکھا جب محمد بن ابی بکر کو ان کے سامنے پیش کیا گیا اور محمد   مصر کے امیر تھے اور ہاتھ بندھے تھے- پس عمرو نے کہا کوئی ہے تجھ کو امان حاصل ہے ؟ کوئی ہے امان دینے والا ؟ محمد نے کوئی ذکر نہ کیا - پس عمرو نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا   مسلمانوں کے ادنی لوگ بھی پناہ دے سکتے ہیں - پس محمد کی گردن مار دی گئی

اس روایت کو مصر میں بیان کیا جا رہا تھا یعنی ابن ابی بکر کو گدھے میں نہیں جلایا گیا- واللہ اعلم

کتاب الثقات میں العجلی کہتے ہیں

مُحَمَّد بن إِبِي بكر الصّديق لم يكن لَهُ صُحبَة محمد بن ابی بکر صحابی نہیں ہے

امام حسن بصری اس کو الفاسق محمد بن ابی بکر کہا کرتے تھے معجم الکبیر طبرانی

کتاب اسد الغابہ میں مورخ ابن اثیر ایک بات نقل کرتا ہے جو بلا سند ہے اور اس کا کذب ہو نا ظاہر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی موت کا افسوس ہوا اور پھر بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا

بعض مورخ (آٹھویں صدی کے) لکھتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نماز میں قنوت پڑھتی تھیں اور عمرو بن العاص کے لئے بد دعا کرتی تھیں لیکن یہ بھی بلا سند بات ہے[10]

---

10 محمّد بن ابی بکر کے بیٹے قاسم ایک ثقہ تابعی ہیں . کتاب سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين کے مطابق

حسن بصری، محمد بن ابی بکر کو الفاسق کہا کرتے
المعجم الکبیر کی روایت ہے

ولم يلق القاسم بن محمد أباه

قاسم بن محمّد نے اپنے باپ کو نہیں پایا

ان کی تربیت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کی

کتاب سیر أعلام النبلاء کے مطابق

وَرُبِّيَ القَاسِمُ فِي حَجْرِ عَمَّتِهِ أُمِّ المُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ، وَتَفَقَّهَ مِنْهَا، وَأَكْثَرَ عَنْهَا.

اور قاسم کی پرورش پھوپی عائشہ کے حجرے میں ہوئی اور ان سے علم حاصل کیا اور بہت کچھ روایت کیا

دوسرے بیٹے عبد اللہ بن محمد بن أبی بکر الصدیق ہیں جو ثقہ ہیں

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّاجِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ، ثنا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، ثنا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ:
«أُخِذَ الْفَاسِقُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي شِعْبٍ مِنْ شِعَابِ مِصْرَ فَأُدْخِلَ فِي جَوْفِ حِمَارٍ فَأُحْرِقَ

ہیثمی کہتے ہیں رواه الطبراني ورجاله ثقات

حسن نے کہا: الفاسق محمد بن ابی بکر مصر کی وادیوں میں سے ایک میں سے پکڑا گیا اور اس کو گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلایا گیا

اس کو طبرانی نے ثقات سے روایت کیا ہے

ابن سعد کے مطابق

قال إبو الأشهب: وكان الحسن لا يسميه باسمه إنما كان يسميه الفاسق

إبو الأشهب نے کہا: حسن اس کا (محمّد بن أبي بکر کا) نام تک نہیں لیتے تھے اس کا نام الفاسق رکھ دیا تھا

عبد الرحمٰن بن عُدَيْسٍ کا انجام

اس کو شرف صحابیت ملا لیکن یہ ایک فتنہ پرداز بن گیا- یہ بھی ایک مصری ٹولے کا سرغنہ تھا جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا-ابن یونس کتاب تاریخ مصر میں لکھتے ہیں کان رئیس الخیل التی سارت من مصر الی عثمان یہ تھا ان کا رئیس الخیل جو عثمان کے لئے مصر سے آئے تھے

تاریخ دمشق از ابن عساکر، تاریخ مصر از ابن یونس اور تاریخ اسلام از الذھبی کے مطابق سن ۳۶ ھ میں

وكان ممن خرج على عثمان وسار إلى قتاله. نسأل الله العافية. ثمّ ظفر به معاوية فسجنه بفلسطين في جماعة، ثمّ هرب من السّجن، فأدركوه بجبل لبنان فقُتِلَ. ولمّا أدركوه قَالَ لمن قتله: وَيْحَكَ اتّقِ الله في دمي، فإنّي من أصحاب الشَّجرة، فَقَالَ: الشَّجَرُ بالجبل كثير، وقتله

یہ ان میں سے تھا جنہوں نے عثمان کے خلاف خروج کیا تھا اور قتل کیا، ہم اللہ سے اس پر عافیت مانگتے ہیں، پھر معاویہ اس پر جھپٹے اور اس کو فلسطین میں قید کیا ایک جماعت کے ساتھ ، پھر جیل سے فرار ہوا اور جبل لبنان پر جا کر پکڑا گیا اور اس کو قتل کیا گیا. پس جب اس کو پکڑا اور قتل کرنے لگے تو اس نے کہا بربادی ہو ! اللہ سے ڈر، میرے خون کے معاملے پر، کیونکہ میں اصحاب شجرہ میں سے ہوں. کہا اس پہاڑ پر بھی بہت درخت ہیں اور اس کو قتل کیا

کتاب الولاۃ وکتاب القضاۃ للکندی کے مطابق اسی زمانے میں ۳۶ ھ میں ابن إِبِی حُذیفۃ، وابن عُدیس، وکِنانۃ بْن بِشر بھی قتل کے گئے جو عثمان کے قتل میں شریک تھے

بعض لوگوں نے اس کو صحابی تسلیم کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عثمان کا قاتل تھا لیکن اس راس الخیل کو صحابی کہنا صحابیت کی توہین ہے- ان شر پسندوں نے عثمان رضی اللہ کو شہید کیا لیکن قصاص سے بچ نہ سکے اور پکڑے گئے اور قتل بھی ہوئے بلا شبہ اللہ مظلوم کا خون رائیگاں نہیں جانے دیتا- قاتلین عثمان میں ۲۰ سے ۲۵ لوگ تھے جو گھر میں داخل ہوئے تھے- جنگ جمل و صفین اور اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کے مصر پر معرکوں کی وجہ سے قاتلین عثمان میں سے کوئی زندہ نہیں رہا تھا- ان میں سے بعض خوارج بن گئے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا- علی کی شہادت تک قاتلین عثمان میں سے کوئی نہیں بچا تھا

عائشہ رضی اللہ عنہا کی معاویہ پر رائے

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ شَيْءٍ، فَقَالَتْ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، فَقَالَتْ: كَيْفَ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِي غَزَاتِكُمْ هَذِهِ؟ فَقَالَ: مَا نَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا، إِنْ كَانَ لَيَمُوتُ لِلرَّجُلِ مِنَّا الْبَعِيرُ فَيُعْطِيهِ الْبَعِيرَ، وَالْعَبْدُ فَيُعْطِيهِ الْعَبْدَ، وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ، فَيُعْطِيهِ النَّفَقَةَ، فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَا يَمْنَعُنِي الَّذِي فَعَلَ فِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخِي أَنْ أُخْبِرَكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ فِي بَيْتِي هَذَا: «اللهُمَّ، مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ»،

عبد الرحمان بن شماسہ نے کہا میں عائشہ کے پاس پہنچا ان سے کسی چیز کا پوچھا- عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا تم کہاں سے ہو؟ میں بولا مصر سے وہ بولیں تمھارے صاحب کیسے ہیں جنگوں میں ؟ میں نے عرض کیا ہم نے اس میں کوئی ناگوار بات نہیں پائی اگر ہم میں سے کسی آدمی کا اونٹ مر جائے تو وہ اسے اونٹ عطا کرتا ہے اور غلام کے بدلے غلام عطا کرتا ہے اور جو خرچ کا محتاج ہو اسے خرچہ عطا کرتا ہے سیدہ نے فرمایا مجھے وہ معاملہ اس حدیث کے بیان کرنے سے نہیں روک سکتا جو اس نے میرے بھائی محمد بن ابی بکر سے کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میں نے سنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے اس گھر میں فرمایا اے اللہ میری اس امت میں سے

جس کو ولایت دی جائے اور وہ ان پر سختی کرے تو تو اس پر سختی کر اور میری امت میں سے جس کو کسی معاملہ کو والی بنایا جائے وہ ان سے نرمی کرے تو تو بھی اس پر نرمی کر۔

اس کی سند منقطع ہے

قال أَبُو حاتم: روى عن عائشة رضي الله عنها مرسل

امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ عبد الرحمان بن شماسہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مرسل ہے

معاویہ نے خلیفہ بن کر قصاص کیوں نہ لیا؟

جہلاء سوال کرتے ہیں کہ عثمان کے قاتلوں سے معاویہ نے قصاص اپنے دور میں کیوں نہیں لیا یا کہتے ہیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے قصاص لینے کا تذکرہ دور معاویہ میں کیوں نہیں کیا- اس کو التذکرہ میں القرطبیّ نے لکھا

وكذلك فعل معاوية حين تمت له الخلافة وملك مصر وغيرها بعد أن قتل علي رضي الله عنه لم يحكم على واحد من المتهمين بقتل عثمان بإقامة قصاص، وأكثر المتهمين من أهل مصر والكوفة والبصرة وكلهم تحت حكمه وأمره ونهيه وغلبته وقهره، وكان يدعي المطالبة بذلك قبل ملكه ويقول: لا نبايع من يؤوي قتلة عثمان

اور اسی طرح معاویہ نے جب ان کو خلافت و مصر کی اور دیگر علاقوں کی حکومت مل گئی ، قتل علی کے بعد، انہوں نے قتل عثمان کے ملزموں پر قصاص قائم نہیں کیا اور ان متہم لوگوں میں اکثر مصری، کوفہ اور بصرہ والے تھے اور سب ان کی حکومت اور امر اور غلبہ و قہر کے تحت تھے – بلکہ معاویہ تو یہ مطالبہ بس اپنی خلافت سے پہلے ہی کرتے رہے اور کہتے تھے ہم اس کی بیعت نہیں کریں گے جو قتل عثمان میں مددگار ہو

راقم کہتا ہے یہ قرطبیّ کا جھل ہے –ان کو قاتلین عثمان کا نام معلوم ہوتا اور ان کا انجام معلوم ہوتا تو کبھی ایسا نہ لکھتے
راقم کہتا ہے سرغنہ کو ہی قتل کیا جاتا ہے کیونکہ فتنۃ اِشد من القتل کے تحت فتنہ پردازوں میں سے کوئی بھی

خلافت علی کے اختتام تک زندہ نہیں رہا تھا بلکہ تمام سردار جو قتل عثمان میں شریک تھے قتل ہوئے کوئی جنگ جمل میں کوئی صفین میں اور جو باقی بچے ان پر مصر میں حملہ کر کے ان کو قید کیا گیا پھر ان میں سے چند جیل توڑ کر بھاگ نکلے تو ان کا پیچھا جبل لبنان تک کیا گیا اور وہاں قتل ہوا۔اس طرح قصاص مکمل ہوا۔۔و للہ الحمد

مختصر سیرت رسول میں تحریف

مختصر سیرت رسول کے نام سے محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی (المتوفی: 1206ھ-) کی مشہور کتاب ہے-اس کا ایک ترجمہ اہل حدیث کی جانب سے پیش کیا گیا-ایک مترجم جہلم کے غیر مقلد حافظ محمد اسحاق ہیں جنھوں نے ۱۹۹۰ میں ترجمہ کیا اور جامعہ علوم اثریہ نے اس کو چھپوایا- دوسرا ترجمہ محمد خالد سیف کا ہے جو پہلی بار ۱۳۹۹ھ یعنی ۱۹۷۹ع میں چھپا لیکن اب اس کو جدید ترجمہ کہہ کر اہل حدیث ویب سائٹ پر پیش کر رہے ہیں

مختصر
سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف
شیخ الاسلام الامام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ
محمد خالد سیف

طارق اکیڈمی
پوسٹ بکس ۸۳۸، فیصل آباد

اس کتاب کے جملہ حقوق
جَامِعَۃُ العُلُومِ الاَثَرِیَّۃ (جہلم پاکستان) کے نام محفوظ ہیں

سلسلۂ مطبوعات ۱۵
مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
(اردو ترجمہ)
مترجم: شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق حفظہ اللہ
تسوید و تصحیح: اکرام اللہ ساجد کیلانی
طبع اوّل: محرم الحرام ۱۴۱۱ھ مطابق اگست ۱۹۹۰ء
۱۰,۰۰۰
مطبع: جاوید ریاض پرنٹرز ۔ لاہور
باہتمام
عبدالحمید حافظ عبدالغفور
مدیر جامعۃ العلوم الاثریہ جہلم پاکستان
فون {۳۶۷۰ ۴۷۷۱} ۰۵۹۴۱

اہل حدیث حافظ محمد اسحاق کا ترجمہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ شام سمیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی پھر ان کی صرف مخالفت ہی نہیں کی، بلکہ ان پر قتلِ عثمان رضی اللہ عنہ میں اعانت اور اس پر رضامندی کا الزام بھی دھرا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بچا لیا۔

یہ عربی متن میں سرے سے ہی موجود نہیں ہے اور نہ ہی محمد خالد سیف نے اس قسم کا کوئی ترجمہ کیا ہے

اسی طرح حافظ اسحاق نے ترجمہ میں ذکر کیا

عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے لڑائی ترک کر دی، اور بہت سے لوگوں نے بھی ان کی پیروی کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے پوچھا: "آپ نے لڑائی کیوں ترک کی ہے؟" انہوں نے کہا: "ہم نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ اور میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: "آپ کو باغی جماعت قتل کرے گی!" معلوم ہوا کہ ہم باغی ہیں" معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے، "خاموش رہیں! واللہ! آپ اونٹ کی طرح ہمیشہ اپنے ہی پیشاب سے پھسلتے ہیں۔ کیا ہم نے ان کو قتل کیا ہے؟ ان کو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے، جنھوں نے ان کو ہمارے درمیان لا پھینکا۔ ہم تو اپنے بچاؤ کے لیے لڑ رہے تھے جس میں وہ قتل ہو گئے"۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو کہا: "اگر میں نے ان کو قتل کیا ہے تو پھر اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا ہے، جنھوں نے ان کو کفار کے مقابلہ میں بھیجا تھا!"

جبکہ اس قسم کی کوئی بات النجدی نے نہیں لکھی یہ کذب و تحریف حافظ اسحاق کا گھڑا ہوا ہے۔ یہ جھوٹ کئی دہائییوں تک چھپتا رہا اور کسی نے نکیر نہیں کی اور آج نوبت یہاں آن پہنچی ہے کہ اہل حدیث رافضی بن رہے ہیں۔ قابل غور ہے کہ حافظ اسحاق کے ساتھ اکرام اللہ ساجد کیلانی (سابق مدیر معاون ماہنامہ محدث، لاہور) بھی ملا ہوا تھا جس نے اس متن پر اس کی تسوید و تصحیح کا فریضہ انجام دیا ہے

مولوی اسحاق نے ترجمہ میں ذکر کیا کہ حسن نے معاویہ سے کہا

خون بند کرنے کے لیے اس سے دستبردار ہو گیا ہوں۔" پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منہ کر کے
فرمایا، "وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین" یعنی "میں نہیں جانتا کہ یہ آپ کے
لیے فتنہ ہے، یا کچھ مدت کے لیے اس میں آپ کا فائدہ ہے؟"

یہ متن بھی عربی میں چھپنے والی سیرت رسول از النجدی میں موجود نہیں ہے

راقم کہتا ہے اِس کی سند تاریخ طبری میں ہے اور محقق محمد بن طاہر البرزنجی کہتے ہیں إسناده مرسل ضعيف

حدّثني عبد الله بن أحمد المروزيّ، قال: أخبرني أبي، قال: حدّثنا سليمان، قال: حدّثني عبد الله عن يونس، عن الزُّهريّ، قال ..... ثم قال: أما بعد، يا أيّها الناس، فإن الله قد هداكم بأوّلنا، وحَقَن دماءَكم بآخِرنا، وإن لهذا الأمر مدّة، والدنيا دوَل، وإن الله تعالى قال لنبيه - صلى الله عليه وسلم -: {وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ} [الأنبياء: 111]؛ فلمّا قالها قال معاوية: اجلس، فلم يزل ضَرِمًا على عَمرو، وقال: هذا من رأيك. ولحق الحسن عليه السلام بالمدينة

مقاتل طالبین میں ہے

حدّثني أبو عبيد، قال: حدّثنا فضل المصري، قال: حدّثنا شريح بن يونس، قال: حدّثنا أبو حفص الأبار، عن إسماعيل بن عبد الرحمن أن معاوية أمر الحسن أن يخطب لما سلم الأمر إليه، وظن أن سيحصر، فقال في خطبته: إنما الخليفة من سار بكتاب الله، وسنّة نبيه (ص) ، وليس الخليفة من سار بالجور، ذلك ملك ملك ملكا يمتّع به قليلا ثم تنقطع لذته وتبقى تبعته «3» : وإن أدري لعله فتنة لكم ومتاع إلى حين

صلح کے وقت حسن نے معاویہ کو کہا یہ خلافت آپ کے لئے فتنہ ہے یا ایک وقت تک کے لئے ہے

مقاتل طالبین میں ہے صلح کے وقت معاویہ نے علی کو برا کہا تو

حدّثني أبو عبيد، قال: حدّثنا فضل، قال: حدّثني يحيى بن معين، قال: حدّثنا أبو حفص الأبار «1» ، عن إسماعيل بن عبد الرحمن، وشريك بن أبي خالد، وقد روى عنه إسماعيل بن أبي خالد، عن حبيب بن أبي ثابت، قال:

لما بويع معاوية خطب فذكر عليا، فنال منه، ونال من الحسن، فقام الحسين ليردّ عليه فأخذ الحسن بيده فأجلسه، ثم قام فقال «2» :

أيّها الذاكر عليا، أنا الحسن، وأبي علي، وأنت معاوية، وأبوك صخر، وأمي فاطمة، وأمك هند، وجدي رسول الله (ص) ، وجدك حرب، وجدتي خديجة، وجدتك قتيلة، فلعن الله أخملنا ذكرا، وألأمنا حسبا، وشرنا قدما، وأقدمنا كفرا ونفاقا.

حسن نے (کھری کھری سنا دیں) کہا اے علی کا ذکر کرنے والے میں حسن ہوں اور میرا باپ علی ہے اور تو معاویہ ہے باپ تیرا صخر ہے اور میری ماں فاطمہ ہے، تیری ماں ہند ہے، میرے نانا رسول اللہ ہیں، تیرے نانا حرب، میری نانی خدیجہ ہیں تیری نانی قتیلہ ہے اللہ کی لعنت ہو جس نے ہمارے ذکر کو کم کرنے کی کوشش کی

دونوں روایات کی سند منقطع ہے- إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَزْدِيِّ یا الْأَوْدِيِّ ہے اس کا سماع علی سے نہیں ہے لہٰذا حسن کی اور معاویہ کی صلح کا یہ چشم دید گواہ نہیں ہے- میزان میں الذہبی نے لکھا ہے قال الأزدی: منکر الحدیث .روی عنہ أبو حفص الأبار وقال البخاری: لا یتابع علیہ

محدث ازدی کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے اور بخاری کہتے ہیں اس کی حدیث کی متابعت نہیں ہے

راقم کہتا ہے عقیلی نے اس راوی پر ذکر کیا ہے کہ امام بخاری نے اس پر وفیہ نظر بھی کہا ہے

کعب احبار کو خبر کہ معاویہ خلیفہ ہوں گے

السنة لأبو بكر الخلال تحقیق عطية الزهرانی حدیث 348 میں ہے

فقال كعب : لا ولكنه صاحب البغلة الشهباء يعنى معاوية، فقيل لمعاوية إن كعباً يسخر بک يزعم أنک تلی هذا الأمر،فأتاه فقال له : يا أبا إسحاق وكيف و ها هنا علی و الزبير و أصحاب رسول الله ؟ قال : أنت صاحبها

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

وَكِيعٌ , عَنِ الْأَعْمَشِ , عَنْ أَبِي صَالِحٍ , قَالَ: كَانَ الْحَادِي يَحْدُو بِعُثْمَانَ وَهُوَ يَقُولُ: « »[البحر الرجز] إِنَّ الْأَمِيرَ بَعْدَهُ عَلِيٌّ ... وَفِي الزُّبَيْرِ خَلَفٌ رَضِيٌّ

قَالَ: فَقَالَ كَعْبٌ: وَلَكِنَّهُ صَاحِبُ الْبَغْلَةِ الشَّهْبَاءِ، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ , فَقِيلَ لِمُعَاوِيَةَ: إِنَّ , كَعْبًا يَسْخَرُ بِكَ وَيَزْعُمُ أَنَّكَ تَلِي هَذَا الْأَمْرَ , قَالَ: فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ , وَكَيْفَ »وَهَا هُنَا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَأَصْحَابُ مُحَمَّدٍ , قَالَ: «أَنْتَ صَاحِبُهَا

ابو صالح نے کہا ایک حدی کہنے والا عثمان کے لئے کہتا

امیر ان کے بعد میں علی ہے

اور زبیر کے لئے خلافت راضی ہے

کہا : کعب نے کہا نہیں بلکہ اس صاحب کے لئے ہے جو موٹی کھال والے گدھے والا ہے یعنی معاویہ

پس معاویہ سے کہا گیا یہ کعب اپ کا مذاق اڑاتا ہے دعوی کرتا ہے کہ اپ کو امر خلافت ملے گا پس وہ اس کے پاس گئے اور کہا

اے ابو اسحاق کیسے ابھی تو علی ہے زبیر ہے اور اصحاب رسول اور بھی ہیں

کعب بولا آپ بھی انہی میں سے تو ہیں

سند منقطع ہے۔ ابی صالح کی ملاقات معاویہ سے نہیں ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ کون ابو صالح ہے۔ کعب الاحبار کا ذکر ہے جس کا دور عثمان میں انتقال ہوا جبکہ متن میں کعب کا ذکر ہے کہ وہ معاویہ کا مذاق اڑاتا۔ کعب عالم الغیب نہ تھا لہذا یہ سب اس کے نام پر بے پر کی اڑا دی گئی ہے

معاویہ پہلا بادشاہ ہے

روایت بیان کی جاتی ہے کہ سعید بن جمھان المتوفی ۱۳۶ھ کہتا ہے کہ سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الخلافۃ ثلٰثون سنۃً ثم یکون ملکا ثم یقول سفینۃ: امسک خلافۃ أبی بکر سنتین و خلافۃ عمر عشرۃ و عثمان اثنتی عشرۃ و علی ست

نبوت کی خلافت تیس برس تک رہے گی، پھر بادشاہت ہو گی. پھر سفینہ نے کہا اب تم گن لو، ابو بکر کی خلافت دو برس اور عمر کی دس برس اور عثمان کی بارہ برس اور علی کی چھ برس۔

ایک دوسری روایت میں الفاظ ہیں الْخلَافَة فِي أمتِي ثَلَاثُونَ سنة

ترمذی کی روایت میں ہے کہ سعید بن جمھان کہتا ہے کہ

قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ، وَخِلَافَةَ عُمَرَ، وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ، ثُمَّ قَالَ لِي: أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ قَالَ: فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِينَ سَنَةً، قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الخِلَافَةَ فِيهِمْ؟ قَالَ: كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ المُلُوكِ،

مجھ سے سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ابی بکر اور عمر اور عثمان کی خلافت لو پھر کہا علی کی خلافت لو کہا پس ہم نے انکو تیس سال پایا سعید نے کہا میں نے سفینہ سے کہا بے شک بنی امیہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کے پاس خلافت ہے سفینہ نے کہا جھوٹ بولتے ہیں بَنُو الزَّرْقَاءِ والے بلکہ وہ تو بادشاہ ہیں بہت شری بادشاہ

روایت میں جو حساب کیا گیا ہے وہ بھی مشکوک ہے۔ تاریخ کی کتابوں کو اگر لیا جائے تو یہ حساب اس طرح بنتا ہے

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدت خلافت ربیع الاول ۱۱ ہجری سے ۱۳ ہجری جمادی الاولی

سال ۲ ماہ ۲

عمر رضی اللہ تعالی عنہ

مدت خلافت جمادی الاولی، ۱۳ ہجری سے ۲۳ ہجری ذی الحجہ

سال ۷ ماہ ۱۰

عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

مدت خلافت ذی الحجہ ۲۳ ہجری سے ۳۵ ہجری ذی الحجہ

سال ۱۲

علی رضی اللہ تعالی عنہ

مدت خلافت ذی الحجہ ۳۵ ہجری سے ۴۰ ہجری رمضان

سال ۹ ماہ ۴

جمع سال ۲، ۱۰، ۱۲، ۴ = ۲۸ سال ہوئے اور ۱۸ ماہ یعنی ایک سال ٦ ماہ کل حساب ۲۹ سال اور ٦ ماہ ہوئے جو مکمل ۳۰ سال نہیں ہوتے

اگر اس میں حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت جو سات ماہ گیارہ دن کی ہے کو شامل کیا جائے تو تیس سال ایک ماہ اور گیارہ دن ہوتے ہیں لیکن پھر یہ مکمل تیس سال نہیں ہونگے۔ گویا حسن کی خلافت ختم ہونے سے ایک ماہ گیارہ

دن پہلے ملوکیت میں بدل چکی تھی- راوی نے بھی ایسا حساب لگوایا ہے کہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس میں سے نکال دیا ہے اور بظاہر ان کی خلافت کا ہی انکاری معلوم ہوتا ہے

ابی داود میں ہے سعید بن جمہان نے سفینہ سے پوچھا

قَالَ سَعِيدٌ، قُلْتُ: لِسَفِينَةَ إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ قَالَ: “"كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ

سعید بن جمہان نے سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا یہ دعوی کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام خلیفہ نہیں تھے سفینہ بولے جھوٹ بولتے ہیں بَنُو الزَّرْقَاءِ کی مقعد یعنی بنی مروان

مسند ابی داود میں سعید بن جمہان کے الفاظ ہیں

قُلْتُ: فَمُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ الْمُلُوكِ

میں نے کہا اور مُعَاوِيَةُ؟ سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ پہلا بادشاہ ہے

سَفِينَةَ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ ہیں اور بیہقی کتاب الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديث میں انکو أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہتے ہیں

احمد العلل میں کہتے ہیں

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو النضر. قال: حدثنا حشرج بن نباتة العبسي كوفي. قال: قلت لسعيد بن جمهان: اين لقيت سفينة؟ قال: لقيته ببطن نخلة في زمن الحجاج، فاقمت عنده ثمان ليال أسأله عن أحاديث رسول الله ــ صلى الله عليه وسلم ــ. قلت: ما اسمك؟ قال: سماني رسول الله ــ صلى الله عليه وسلم ــ سفينة. «العلل»

عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے باپ احمد کہتے ہیں حشرج نے کہا کہ میں نے سعید سے پوچھا کہ سفینہ سے کہاں ملے کہا نخلہ میں حجاج کے دور میں ان کے ساتھ آٹھ راتیں گزاریں

یعنی سعید کی جانب سے یہ ساری دل کی بھڑاس حجاج بن یوسف پر نکالی جا رہی تھی۔ خود سعید بن جمہان نے بنو امیہ کا پورا دور دیکھا ہے لیکن اموی دور میں عدل کا یہ عالم تھا کہ کسی اموی خلیفہ نے ان کو ایسی روایات بیان کرنے پر ہلاک نہیں کیا۔ روایت کا راوی ضعیف ہے۔ سعید بن جمھان کے لئے محدثین کہتے تھے

ابن معين: روى عن سفينة أحاديث لا يرويها غيره، وأرجو أنه لا بأس به

ابن معین- یہ سفینہ سے روایات کرتے ہیں جن کو کوئی اور روایت نہیں کرتا اور مجھے امید ہے کہ ان میں برائی نہیں

وقال البخاري: في حديثه عجائب اس کی روایات میں عجائب ہیں

وقال أبو حاتم: يكتب حديثه، ولا يحتج به، اس کی روایت لکھ لو لیکن دلیل نہ لو

وقال الساجي: لا يتابع على حديثه ان کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی

مسائل الإمام إحمد بن حنبل رواية ابن إبي الفضل صالح المتوفى ٢٦٦ھ میں ہے کہ امام احمد کے بیٹے پوچھتے ہیں

قلت وَتذهب إِلَى حَدِيث سفينة قَالَ نعم نستعمل الْخَبَرَيْنِ جَمِيعًا حَدِيث سفينة الْخلَافَة ثَلَاثُونَ سنة فَملك أَبُو بكر سنتَيْن وشيئا وَعمر عشرا وَعُثْمَان اثْنَتَيْ عشر وَعلي سِتا رضوَان الله عَلَيْهِم

میں کہتا ہوں اور (کیا) آپ حدیث سفینہ پر مذھب لیتے ہیں امام احمد نے کہا ہاں

إبو الحسن خيثمة بن سليمان بن حيدرة الأطرابلسي (المتوفى: 343ھ-) کتاب میں امام احمد کا موقف لکھتے ہیں

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ , قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَلِيِّ النَّوْفَلِيُّ , قَالَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ تَفْضِيلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ لِي: أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , ثُمَّ عُمَرُ , ثُمَّ عُثْمَانُ , ثُمَّ عَلِيٌّ فِي الْخِلَافَةِ وَيَذْهَبُ إِلَى حَدِيثِ سَفِينَةَ: «يَكُونُ خِلَافَةٌ وَرَحْمَةٌ ثَلَاثِينَ سَنَةً» , قُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ , فَتَعْرِفُ مَنْ قَالَ: عَلِيٌّ فِي الْإِمَامَةِ وَالْخِلَافَةِ؟ قَالَ: لَا , قَالَ: أَحْمَدُ

بْنُ حَنْبَلٍ , وَلَا يُعْجِبُنِي مَنْ وَقَف عَنْ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْخِلَافَةِ , قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَنَتَرَحَّمُ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمَعِينَ

صَالِحُ بْنُ عَلِيّ النَّوْفَلِيُّ کہتے ہیں میں نے امام احمد سے اصحاب رسول کی فضیلت کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا ابو بکر انسانوں میں سب سے بہتر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر عمر پھر عثمان پھر علی خلافت میں اور انہوں نے سفینہ کی حدیث پر مذہب لیا کہ خلافت و رحمت تیس سال ہوگی ۔ میں نے پوچھا کہ اے ابو عبدللہ پس کیا اپ جانتے ہیں (کسی کو) جو کہتا ہو علی کی امامت و خلافت کے حوالے سے کہا نہیں۔ امام احمد نے کہا اور مجھے حیرت نہ ہو گی اگر کوئی علی بن ابی طالب کے لئے موقف رکھے ان کی خلافت (برحق ہونے) پر

السنۃ للخلال (636) کے مطابق امام احمد اس روایت کو صحیح کہتے تھے ۔القرطبیّ (المتوفی: 463ھ-) کتاب جامع بیان العلم وفضلہ میں لکھتے ہیں

أَبُو عُمَرَ: " قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدِيثُ سَفِينَةَ فِي الْخِلَافَةِ صَحِيحٌ وَإِلَيْهِ أَذْهَبُ فِي الْخُلَفَاءِ

ابو عمر القرطبي کہتے ہیں احمد بن حنبل کہتے ہیں سفینہ کی خلافت والی حدیث صحیح ہے اور اسی پر خلفاء (کے بارے) میں مذھب ہے

مسائل الإمام إحمد بن حنبل روایۃ ابن إبي الفضل صالح المتوفی ۲٦٦ھ میں ہے کہ امام احمد کے بیٹے پوچھتے ہیں

قلت وَتذهب إِلَى حَدِيث سفينة قَالَ نعم نستعمل الْخَبَرَيْنِ جَمِيعًا حَدِيث سفينة الْخلَافَة ثَلَاثُونَ سنة فملك أَبُو بكر سنتيْن وشيئا وَعمر عشرا وَعُثْمَان اثْنَتَيْ عشر وَعلي سِتا رضوَان الله عَلَيْهِم

میں کہتا ہوں اور (کیا) آپ حدیث سفینہ پر مذھب لیتے ہیں امام احمد نے کہا ہاں

ابن بَطَّۃ العکبری (المتوفی ۳۸۷ھ) کتاب الإبانۃ الکبری میں لکھتے ہیں

قال الشيخ: فكانت هذه خلافة النبوة، وهؤلاء الخلفاء الذين نزلت فيهم الآية وعليّ آخرهم، وبه تمت خلافة النبوة على ما بين النبي صلى الله عليه وسلم.

پس یہ خلافت النبوہ ہے اور یہ خلفاء ہیں جن کے لئے آیات نازل ہوئیں اور علی ان میں آخری ہیں اور ان پر خلافت النبوہ مکمل ہوئی

الغرض تیسری اور چوتھی صدی ہجری تک اس روایت کو علماء اپنے مذھب کا حصہ بنا چکے تھے

اگرچہ بعض محدثین نے اس راوی سعید بن جمھان کو ضعیف قرار دیا لیکن ان کی چلنے نہ دی گئی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی اصل خلافت ختم ہوئی یہ امام احمد، ابن بطّة، حاکم، ابن حبان کا مذھب ہے۔ دوسری طرف امام احمد کے ہم عصر امام ابو حاتم اس راوی سے سخت نالاں تھے اور کہتے اس سے دلیل مت لینا۔ یعنی ایک روایت نیشاپور میں رد کی جا رہی تھی تو دوسری طرف بغداد میں وہی سر کا تاج تھی

یہاں تک کہ چھٹی صدی آئی۔ ابن القیسرانی (المتوفی: 507ھ) کتاب ذخیرۃ الحفاظ (من الکامل لابن عدی) کہتے ہیں

حَدِيث: الْخلَافَة ثَلَاثُونَ سنة. رَوَاهُ سعيد بن جمْهَان: عَن سفينة. قَالَ: وثنا الْحسن بن عَليّ، ثَنَا هشيم، عَن الْعَوام بن حَوْشَب، عَن سعيد بن جمْهَان، عَن سفينة أَن رَسُول الله – صلى الله عَلَيْهِ وَسلم – قَالَ. وَقد حدث أَيْضا عَن سعيد: حَمَّاد بن سَلمَة، وحشرج بن نباتة، وَيحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة. وَأوردهُ فِي تَرْجَمَة حشرج: عَن سعيد، عَن سفينة. وَقد رَوَاهُ مَعَه حَمَّاد بن سَلمَة، وَعبد الْوَارِث بن سعيد، والعوام بن حَوْشَب، وَيحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة، وَغَيرهم.

وَرَوَاهُ يحيى بن مُحَمَّد بن يحيى ابْن أخي حَرْمَلَة بن يحيى: عَن عَمه، عَن عبد الله بن وهب، عَن ابْن لَهِيعَة، عَن يزِيد بن أبي حبيب، عَن سعيد بن عَمْرو، عَن سفينة. وَهَذَا رَوَاهُ حَمَّاد بن سَلمَة، وَيحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة، وحشرج بن نباتة: عَن سعيد بن جمْهَان عَن سفينة. وَأما بِهَذَا الْإِسْنَاد فَلم نَكْتُبهُ إِلَّا عَن يحيى، وَكَانَ ضَعِيفا.

حدیث خلافت تیس سال ہے اسکو روایت کیا ہے سعید بن جمْهَان نے سفينة سے کہا

وثنا الْحسن بن عَليّ، ثَنَا هشيم، عَن الْعَوام بن حَوْشَب، عَن سعيد بن جمْهَان، عَن سفينة أَن رَسُول الله – صلى الله عَلَيْهِ وَسلم – قَالَ.

اور اس کو سعید سے بھی روایت کیا ہے حَمَّاد بن سَلَمَة اور حشرج بن نباتة اور یَحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة اور کو لائے ہیں حشرج کے ترجمے میں : عَن سعيد، عَن سفينة.

اور بے شک اسکو روایت کیا ہے حَمَّاد بن سَلَمَة، وَعبد الْوَارِث بن سعيد، والعوام بن حَوْشَب، وَيحيى بن طَلْحَة بن أبي شهدة اور دوسروں نے

اور اسکو روایت کیا ہے يحيى بن مُحَمَّد بن يبيحى ابْن أخي حَرْمَلَة بن يحيى: عَن عَمه، عَن عبد الله بن وهب، عَن ابْن لَهِيعَة، عَن يزِيد بن أبي حبيب، عَن سعيد بن عَمْرو، عَن سفينة

اور ایسا روایت کیا ہے حَمَّاد بن سَلَمَة اور یحیی بن طَلْحَة بن أبي شهدة اور حشرج بن نباتة نے عَن سعيد بن جُمْهَان عَن سفينة سے

وَأما بِهَذَا الْإِسْنَاد فَلم نَكْتُبهُ إِلَّا عَن يحيى، وَكَانَ ضَعِيفا.

اور ان اسناد کے ساتھ ہم نہیں لکھیں گے سوائے یحیی سے اور وہ ضعیف ہے

ابن خلدون کا قول درست ہے جو ان کی تاریخ میں درج ہے کہ

وقد كان ينبغي أن تلحق دولة معاوية وأخباره بدول الخلفاء وأخبارهم فهو تاليهم في الفضل والعدالة والصحبة، ولا ينظر في ذلك إلى حديث الخلافة بعدي ثلاثون سنة فإنه لم يصحّ، والحق أنّ معاوية في عداد الخلفاء

”مناسب یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کی حکومت اور ان کے حالات اور ان سے ماقبل خلفاء کی حکومت وواقعات کے ساتھ ذکر کیے جائیں کیونکہ شرف وفضل، عدالت اور صحابیت میں وہ انہیں کے بعد ہیں اور اس بارے میں حدیث الخلافة بعد ثلاثون سنة کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ وہ صحیح نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ اپنے پیشرو خلفاء کے ساتھ شامل ہیں۔

ابن خلدون و محدث قیسرانی نے اس روایت کو مطلق رد کیا۔ راقم اس میں ان کا ہم نوا ہے۔

لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ امام احمد کے نزدیک معاویہ پہلے بادشاہ تھے اور یہی قول کثیر حنابلہ و غیر مقلدین کا بھی ہے لیکن ان پر جرح کرنے کی بجائے یہ جھوٹ پھیلایا جاتا ہے کہ کسی عالم نے بھی اس روایت کو نہیں سمجھا مثلا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے اپنے مقالہ اسلامی خلفاء وملوک اور تاریخ اسلام سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ میں انکشاف کیا

> یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ جب خلافت راشدہ کے مابعد قائم ہونے والا بادشاہی نظام بھی اسلامی خلافت کی خصوصیات کا ہی آئینہ دار تھا تو کیا وجہ ہے کہ پہلے خلفائے اربعہ کے دور کو تو خلافت راشدہ کہا جاتا ہے لیکن بعد کے دور کو خلافت راشدہ نہیں بلکہ مُلوکیّت اور بادشاہت کا دور کہا جاتا ہے۔ اس تفریق کی بنیاد کیا ہے؟
>
> اس سلسلے میں مختصراً عرض ہے کہ ایک تو اس کی بنیاد وہ حدیث ہے۔ جس میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد خلافت ۳۰ سال رہے گی الخلافة بعدی ثلاثون سنةً اس حدیث کے پیش نظر بعض علماء نے خلافت کے دور کی تحدید کردی۔ اس کا مطلب یہ لینا کہ اس کے بعد کا دَور سراسر غیر اسلامی اور جاہلی حکومتوں کا تھا، قطعاً غیر صحیح ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے علمائے امت میں سے کسی نے بھی یہ مفہوم نہیں لیا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خلافت کامل صورت میں ۳۰ سال رہے گی۔ اس کے بعد اس میں ملوکیت اور دنیا داری کی کچھ آمیزش ہوجائے گی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ خلافت ہی کا بالکل خاتمہ ہوجائے گا۔ جس طرح کے آج کل کے بعض مفکرین باور کراتے ہیں۔

صلاح الدین کے الفاظ "جہاں تک میرا خیال ہے علمائے امت میں سے کسی نے بھی اس کا مطلب یہ نہیں لیا"

قابل رد ہیں کیونکہ علماء کی کثیر تعداد نے معاویہ رضی اللہ عنہ پر جرح کی ہے اور خاص کر اس روایت کو پیش کیا ہے کہ معاویہ کی خلافت، خلافت راشدہ نہیں تھی — صلاح الدین اپنا ذہن نہیں بنا سکے کہ وہ معاویہ کو کس درجہ میں رکھیں، لہٰذا چند سطور بعد اسی مقالہ میں لکھا

دورِ معاویہؓ میں:

نظامِ حکومت اور عام معاشرے میں دینی گرفت پچھلے ادوار کی نسبت کچھ ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور نبوت کے عظیم وروحانی اثرات بتدریج کم ہوتے نظر آتے ہیں وَھَلُمَّ جَرًا

یہی تو مخالفین معاویہ کا رونا ہے کہ دور معاویہ اس منہج پر نہیں رہا تھا جو دور نبوی میں تھا- صلاح الدین صاحب کے قلم سے تضاد کا صدور ہوتا رہا- راقم کہتا ہے روحانیت میں کمی کا شوشہ قابل رد ہے—کیا صلاح الدین صاحب کی ملاقات فرشتوں سے ہوئی ہے جو یہ الہام ہوا ہے- یہ وہمی باتیں ہیں- ان کے شکوک غیر حقیقی ہیں

عصر حاضر میں روایت کا مسلکی دفاع

اس روایت کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ ابن ابی حاتم کی جرح لا یحتج بہ غیر مفسر ہے. کیا ابن ابی حاتم نے نہیں بتایا کہ ان الفاظ لا یحتج بہ کا کیا مفہوم ہے وہ کتاب الجرح و تعدیل میں لکھتے ہیں

قال عبد الرحمن بن أبي حاتم: قلت لأبي: ما معنى (لا يحتج به) ؟ قال: كانوا قوما لا يحفظون، فيحدثون بما لا يحفظون، فيغلطون، ترى في أحاديثهم اضطرابا ما شئت “. انتهى.

فبين أبوحاتم في إجابته لابنه: السبب في أنه لا يحتج بحديثهم، وهو ضعف حفظهم، واضطراب حديثهم.

عبد الرحمن بن أبي حاتم کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ لا یحتج بہ کیا مطلب ہے انہوں نے کہا ایک قوم ہے رجال کی جو یاد نہیں رکھتے تھے اور حدیثیں بیان کرتے ہیں جو انکو یاد نہیں ہوتیں پس ان میں غلطیاں کرتے ہیں پس تم دیکھو گے کہ انکی حدیثوں میں اضطراب کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے

ابن ابی حاتم نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ لا یحتج بہ کا کیا مطلب ہے. باقی یہ اعتراض کہ یہ الفاظ صرف وہ بولتے ہیں بھی درست نہیں. الساجی بھی سعید بن جمہان کو انہی الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور یہ جرح بالکل مفسر ہے

جرح غیر مفسر، متاخرین کا شوشہ ہے جس کا مقصد صرف اپنے محبوب راویوں کو بچانا ہے

الذہبی، "سیر إعلام النبلاء" 13:260، فی ترجمة (إبی حاتم) میں لکھتے ہیں

إذا وثق أبوحاتم رجلا فتمسك بقوله، فإنه لا يوثق إلا رجلا صحيح الحديث، لاذا ليق رجلا أوقال فيه: لا يحتج به، فتوقف حتى ترى ما قال غيره فيه، فإن وثقه أحد، فلا تبن على تجريح أبي حاتم، فانه متعنت في الرجال، قد قال في طائفة من رجال "الصحاح": ليس بحجة، ليس بقوي، أونحوذلك

جب امام ابو حاتم کسی شخص کو ثقہ قرار دیں تو اس بات کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو کیونکہ وہ صرف اس شخص کو ثقہ کہتے ہیں جو کہ صحیح الحدیث ہوتا ہے۔ اور اگر وہ کسی کی تضعیف کریں یا اس کے بارے میں لایحتج بہ کہیں تو توقف کرو تا وقتہ کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اوروں نے کیا کہا ہے؟ اور اگر کسی نے ثقہ کہا ہے تو پھر ابو حاتم کی جرح نہ مانو کیونکہ وہ اسماء الرجال میں متشدد ہیں۔ انہوں نے صحیحین کے ایک گروہ کے بارے میں لیس بحجة لیس بقوی وغیرہ کہا ہے

راقم الذھبی کی اس رائے سے متفق نہیں. اسناد، دین ہیں اگر کوئی اس معاملے میں متشدد ہے تو یہ اچھی بات ہے. جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ابی حاتم نے صحیحین کے راویوں پر بھی جرح کی ہے تو وہ بھی مضر رساں نہیں ان راویوں کی ساری روایات صحیح ہونے کے قائل کون ہیں ماسوا آج کل کے اہل حدیث فرقہ کے- چند سال قبل تک انکا بھی یہ موقف نہیں تھا. مبارک پوری اہل حدیث ہیں، ترمذی کی شرح تحفہ الاحوذی میں لکھتے ہیں

وَأَمَّا قَوْلُ الْهَيْثَمِيِّ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ فَلَا يَدُلُّ عَلَى صِحَّتِهِ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ وَرَوَاهُ بِالْعَنْعَنَةِ أَوْ يَكُونَ فِيهِمْ مُخْتَلِطٌ وَرَوَاهُ عَنْهُ صَاحِبُهُ بَعْدَ اخْتِلَاطِهِ أَوْ يَكُونَ فِيهِمْ مَنْ لَمْ يُدْرِكْ مَنْ رَوَاهُ عَنْهُ أَوْ يَكُونَ فِيهِ عِلَّةٌ

أَوْ شُذُوذٌ ، قَالَ الْحَافِظُ الزَّيْلَعِيُّ فِي نَصْبِ الرَّايَةِ فِي الْكَلَامِ عَلَى بَعْضِ رِوَايَاتِ الْجَهْرِ بِالْبَسْمَلَةِ لَا يَلْزَمُ مِنْ ثِقَةِ الرِّجَالِ صِحَّةُ الْحَدِيثِ حَتَّى يَنْتَفِيَ مِنْهُ الشُّذُوذُ وَالْعِلَّةُ ، وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي التَّلْخِيصِ فِي الْكَلَامِ عَلَى بَعْضِ رِوَايَاتِ حَدِيثِ بَيْعِ الْعِينَةِ لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ رِجَالِ الْحَدِيثِ ثِقَاتٍ أَنْ يَكُونَ صَحِيحًا اِنْتَهَى

اور الْهَيْثَمِيِّ کا یہ کہنا کہ رجال ثقہ ہیں دلیل نہیں بنتا کہ یہ روایت صحیح ہے کیونکہ اسمیں شذوذ یا علّت ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے اس میں مدلس ہو جو عن سے روایت کرے ۔ الزَّيْلَعِيُّ کہتے ہیں... کسی حدیث میں ثقہ راوی ہونے سے وہ صحیح نہیں ہو جاتی

ابن حجر النکت میں کہتے ہیں

قلت : ولا يلزم في كون رجال الإسناد من رجال الصحيح أن يكون الحديث الوارد به صحيحاً ، لاحتمال أن يكون فيه شذوذ أو علة

میں کہتا ہوں اگر کسی حدیث کی اسناد میں صحیح کے رجال ہیں تو اس سے حدیث صحیح نہیں ہو گی اس احتمال کی وجہ سے کہ اس میں شذوذ یا علّت ہو

معلوم ہوا کہ صحیحین کے راویوں کی وہ روایات جو صحیحین سے باہر ہیں ضعیف ہو سکتی ہیں

سعید کی سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت اس قابل نہیں کہ اس کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے۔ سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خود ایک فارسی النسل تھے انکا بنوالزرقاء سے بغض بھی سمجھ سے بالاتر ہے۔ مُعَاوِيَةُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح ایک بادشاہ تھے اور خلافت النبوہ سے کس طرح خارج تھے روایت میں واضح نہیں کیا گیا

یہ روایت کئی وجوہ سے منکر ہے

اول امت کے پانچویں خلیفہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے لیکن روایت میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب کو بادشاہ بتایا گیا ہے۔ سعید کا سفینہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہلا بادشاہ کہنا خلاف تاریخ ہے

-جو حساب کتاب اس روایت میں ہے اس کے مطابق پہلے بادشاہ حسن رضی اللہ تعالی عنہ ہوتے ہیں علی رضی اللہ تعالی عنہ نے وفات سے پہلے حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو خلیفہ کیا تھا

الذہبی کتاب سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

بُوْيِعَ الحَسَنُ، فَوَلِيَهَا سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَأَحَدَ عَشَرَ يَوْماً، ثُمَّ سَلَّمَ الأَمْرَ إِلَى مُعَاوِيَةَ

حسن پر بیعت ہوئی پس انہوں نے سات مہینے ۱۱ دن حکومت کی، پھر خلافت مُعَاوِيَةَ کو دے دی

دوم صحیح حدیث میں آتا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ امت کے دو گروہوں میں صلح کرائیں گے لیکن اس روایت کے مطابق حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو کر غلط کیا-اگر حسن خلیفہ نہیں تھے تو وہ کس چیز سے دست بردار ہوئے؟ سارا الزام حسن پر اتا ہے کہ وہ باشاہوں کو امت پر مسلط کر کے چلے گئے-اصل میں یہ روایت نہ صرف معاویہ رضی اللہ عنہ بلکہ حسن رضی اللہ عنہ پر بھی تبرا ہے

الذھبی کتاب سیر الاعلام میں لکھتے ہیں

الذھبی کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے فرمایا بے شک یہ میرا بیٹا سردار ہے اور اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا پس جب معاویہ نے صلح کو مانا اور اس پر تیار ہوئے تو وہ اور حسن چلتے ہوئے کوفہ میں داخل ہوئے اور معاویہ خلیفہ ہوئے ربیع الثانی میں اور وہ سال، عام الجماعہ کے نام سے پڑ گیا ان دونوں کے اجماع کی وجہ سے اور یہ سال ۴۱ ھ کا ہے

جو سال صحابہ کے درمیان عام الجماعہ کے نام سے مشہور ہو اس سال کو تو اس حدیث کی روشنی میں عام الملوک (بادشاہوں کا سال) کہا جانا چاہیے تھا

امام بخاری کے شیخ نعیم کی کتاب الفتن میں ہے

حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ، عَنْ سَفِينَةَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً» فَحَسَبُوا ذَلِكَ فَكَانَ تَمَامَ ذَلِكَ وِلَايَةُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ نے سفینہ سے روایت کیا کہ کہ رسول اللہ نے فرمایا خلافت تیس سال ہے – اس کا حساب لگایا گیا تو یہ ولایت علی پر تمام ہوا

معلوم ہوا کہ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ کا مذھب تھا کہ دور خلافت علی کی ولایت پر ختم ہوا

سوم اسلام میں بادشاہت معیوب نظام نہیں قرآن میں انبیاء داود، سلیمان علیہما السلام کو ملک یعنی بادشاہ کہا گیا ہے۔ نام میں کیا رکھا ہے کام دیکھا جائے گا- کیا حسن رضی اللہ تعالی عنہ ایک ایسے بادشاہ کے حق میں دستبردار ہو گئے جس کو نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے

چہارم معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں جو جہاد ہوئے ان میں حسین رضی اللہ تعالی عنہ بھی شریک تھے کیا وہ ایسے نظام کو مظبوط کر رہے تھے جو تھا ہی غلط ؟ کیا اس جہاد کے نتیجے میں جو علاقے فتح ہوئے ان پر غیر اسلامی نظام مسلط کرنے کے لئے انہوں نے غلط کام نہیں کیا؟

پنجم کہا جاتا ہے کہ اللہ کفر کی حکومت چلنے دیتا ہے لیکن ظلم کی نہیں۔ اب ہم بھی حساب لگاتے ہیں دیکھتے ہیں بنی امیہ کی حکومت کب تک چلی

عثمان بن عفان اموی رضی اللہ عنہ مدت خلافت ذی الحجہ ۲۳ ہجری سے ۳۵ ہجری ذی الحجہ

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہ ۴۱ سے ۶۰ ہجری

یزید بن معاویہ رحمہ اللہ علیہ ۶۰ سے ۶۴ ہجری

معاویہ بن یزید ۶۴ ہجری

مروان بن الحکم ۶۵ ہجری

عبدالملک بن مروان ۶۵ سے ۸۶ ہجری

ولید بن عبدالملک ۸۶ سے ۹۶ ہجری

سلیمان بن عبدالملک ۹۶ سے ۹۹ ہجری

عمر بن عبدالعزیز ۹۹ سے ۱۰۱ ہجری

یزید بن عبدالملک بن مروان ۱۰۱ سے ۱۰۵ ہجری

ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ سے ۱۲۵ ہجری

ولید بن یزید ۱۲۵ سے ۱۲۶ ہجری

یزید بن ولید ۱۲۶ ہجری

ابراہیم بن ولید ۱۲۶ ہجری

مروان بن محمّد ۱۲۶ سے ۱۳۲ ہجری

عثمان رضی اللہ عنہ کو ہٹا کر بنوامیہ کی حکومت ۹۱ سال رہی اور اگر دور عثمان کو بھی شامل کر دیا جائے جو ۱۲سال ہیں تو بنوامیہ کی حکومت ۱۰۳سال رہی۔ دونوں صورتوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکومت تقریباایک صدی رہی۔یہ

حکومت کیوں رہی اس کا جواب بھی حدیث الصحیح المسلم ، باب الناس ، تبع لقریش میں ملتا ہے معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

إن هذا الأمر فی قریش لا یعادیهم أحد إلا کبه الله علی وجهه ما أقامو ا الدین

یہ امر خلافت قریش رہے گا جو شخص ان کی مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اوندھا کر دے گا جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش ،کتاب الاحکام

کہا جاتا ہے ۱۲ خلفاء والی روایت کی سفینہ والی روایت سات تطبیق ممکن ہے ایک کے مطابق رشید خلفاء تیس سال رہیں ہے اس کے بعد صرف خلفاء ہوں گے ۔ تحقیق اصلاحی میں زبیر علی زئی لکھتے ہیں

۱) فائدہ: بعض متاخرین نے دعویٰ کیا ہے کہ سفینہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح مسلم کی اس حدیث کے خلاف ہے جسے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے:

((إن هذا الأمر لا ينقضي حتى يمضي فيهم اثنا عشر خليفة....

كلهم من قريش)) یہ دین ختم نہیں ہوگا حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفہ ہو گزریں....

(اور وہ) سارے کے سارے قریش میں سے ہوں گے۔

(صحیح مسلم: ۱۸۲۱، واصلہ فی صحیح البخاری: ۷۲۲۲، ۷۲۲۳)

حالانکہ یہ اعتراض معترض کی کم علمی کا واضح ثبوت ہے کیونکہ ان دونوں صحیح حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے۔ حدیثِ سفینہ سے مراد خلافت راشدہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ ہے اور حدیث جابر سے مراد مطلق خلافت ہے لہذا حدیث اول میں خلافت راشدہ بعد از ''ثلاثین سنۃ'' کی نفی ہے اور دوم میں خلافت غیر راشدہ کا اثبات لہذا دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اسی تطبیق کی طرف حافظ ابن حجر نے فتح الباری (ج ۱۳ ص ۲۱۲ تحت الحدیث: ۷۲۲۳) میں اشارہ کیا ہے اور حافظ ابن تیمیہ نے مجموع فتاویٰ میں اور یہی صواب ہے مزید تفصیل کے

لیکن اصول ہے کہ راوی اپنی روایت کو زیادہ جانتا ہے سعید بن جمھان کہتے ہیں

سعید نے کہا میں نے سفینہ سے کہا بے شک بنی امیہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کے پاس خلافت ہے سفینہ نے کہا جھوٹ بولتے ہیں بَنُو الزَّرْقَاءِ والے بلکہ وہ تو بادشاہ ہیں بہت شری بادشاہ

سعید تو باقی کو خلفاء نہیں بادشاہ کہہ رہا ہے

زبیر علی زئی کتاب تحقیق اصلاحی میں صحابہ میں تفریق کرتے ہوئے لکھتے ہیں

نمبر ③: میں پوچھتا ہوں کہ اس حدیث سے دنیائے رفض وکذب کے ہاتھ میں کون سا ہتھیار آ گیا ہے؟ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ تینوں خلفائے راشدین علی منہاج النبوۃ میں سے تھے۔ بتائیے وہ کون سا رافضی ہے جو ان خلفائے ثلاثہ کو خلفاء علی منہاج النبوۃ سمجھتا ہے؟! بلکہ اس حدیث سے تو عقیدہ رفض کا خاتمہ ہو جاتا ہے! والحمد للہ

کہا جاتا ہے کہ اس روایت میں شیعیت کہاں ہے؟ اس میں تو پہلے چار خلفاء کو خلفاء النبوہ مانا گیا ہے! بنیادی طور سے یہ بنو امیہ مخالف روایت ہے- خاندانی دشمنی پر مبنی کوئی بھی بات حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتی. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فتح مکّہ والے دن ساری عصبیتوں کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہے. اس روایت کا مقصد صحابہ کو قابض اور خلافت النبوہ سے علیحدہ کرنا ہے یہ ان سارے صحابہ پر اتہام ہے جنھوں نے بنو امیہ کے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کی جن من جلیل القدر اصحاب رسول عبد اللہ ابن عبّاس ، عبد اللہ بن عمر، انس بن مالک ، ابو الدرداء ، جابر بن عبد اللہ، ابو واقد لیثی، ابو سعید الخذری رضی اللہ تعالی عنہم اتے ہیں

قارئن آپ نے دیکھا کس طرح مخفی تبرہ بھیجا گیا- کیا یہ ممکن ہے کہ معاویہ اور حسن رضی اللہ تعالی عنہما نے جو خلافت قائم کی وہ اس اصولوں پر نہیں تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے- ہم تو یہ سوچنا ہی غلط سمجھتے ہیں- رافضی تو حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو پسند نہیں کرتے اس پر شاہد انکی کتب ہیں کیونکہ انہوں نے معاویہ سے معاہدہ کرکے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا تھا

اسی روایت کی بنیاد پر آگے چل کر خلافت راشدہ کی اصطلاح گھڑ لی گئی یعنی پہلے چار خلفاء ہدایت یافتہ اور ان کے بعد بننے والے حسن رضی اللہ تعالی عنہ، معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ وغیرہ غیر ہدایت یافتہ نعوذ باللہ من تلک الخرافات

کہا جاتا ہے کہ اگر اس تیس سال والی روایت کو ضعیف مانا جائے تو یزید بھی خلیفہ بن جاتا ہے لہذا یہ صحیح رائے نہیں ـ گویا کہ یزید کو گمراہ قرار دینا دین کا ضروری جز ہو-

سعید نام کے راوی کی ایک اور روایت کا ذکر کرنا یہاں مناسب ہے- معاویہ مخالف راوی بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض عمل ہوتا ہے- سنن ابن ماجہ اور الدعوات الکبیر از بیہقی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بَيَانٍ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ، عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ؛ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ. قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِّمْنَا. قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ (4) وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود (صلاۃ) بھیجو تو اچھی طرح بھیجو، تمہیں معلوم نہیں شاید وہ درود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ان سے عرض کیا: پھر تو آپ ہمیں درود سکھا دیجئیے، انہوں نے کہا: کہو

اللهم اجعل صلاتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين محمد » عبدك ورسولك إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللهم ابعثه مقاما محمودا يغبطه به الأولون والآخرون اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد«

اے اللہ ! اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام، خاتم النبیین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرما،" جو کہ تیرے بندے اور رسول ہیں، خیر کے امام و قائد اور رسول رحمت ہیں، اے اللہ ! ان کو مقام محمود پر فائز فرما، جس پہ اولین و آخرین رشک کریں گے، اے اللہ ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما جیساکہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پہ اپنی رحمت نازل فرمائی ہے، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے، اے اللہ ! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پہ برکت نازل فرما جیساکہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پہ نازل فرمائی ہے، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے

سند میں سعيد بن علاقة أبو فاختة مولى أم هانىء بنت أبي طالب مجہول ہے۔اس کی توثیق صرف متاخرین میں عجلی اور الدارقطنی نے کی ہے - شعب الایمان میں اس کی سند میں أَبِي فَاخِتَةَ مَوْلَى جَعْدَةَ بْنِ هُبَيْرَةَ الْمَخْزُومِيِّ لکھا ہے یہ بھی مجہول ہے- راقم کہتا ہے إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطای میں ہے

.وقال ابن قانع: مات سنة عشرين ومائة وقال أبو داود: ليس بثقة

ابن قانع نے کہا سعید بن علاقة الہاشمی سن ۱۲۰ میں مرا- اور امام ابو داود کا کہنا ہے یہ ثقہ نہیں ہے

یہاں یہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ شیعہ عالم ابو القاسم الموسوی الخوئی کی تحقیق معجم رجال الحدیث کے مطابق سعید بن علاقة اور سعید بن جمہان دونوں ایک ہی ہیں – جلد ۹ ص ۱۹ پر لکھتے ہیں

أقول : سعيد بن علاقة هو سعيد بن جمهان فقد ذكر النجاشي في ترجمة الحسين بن ثوير بن أبي فاختة ان اسم أبي فاختة سعيد بن جمهان ، مولى ام هاني ، وذكر في ترجمة ثوير بن أبي فاختة أن اسم أبي فاختة سعيد بن علاقة فيظهر من ذلك : أن سعيد بن علاقة هو وسعيد بن جمهان ، وعليه فاما أن والد سعيد كان له اسمان ، أو

أن أحد الاسمين اسم أبيه والآخر اسم جده ، أو أن علاقة اسم امه وجمهان اسم أبيه . والله العالم

میں الخوئی کہتا ہوں : سعید بن علاقۃ ہی سعید بن جمہان ہے پس اس کا ذکر نجاشی نے الحسین بن ثویر بن إبي فاختۃ کے ترجمہ میں کیا ہے کہ إبي فاختۃ کا نام سعید بن جمہان مولی ام ہانی ہے اور ثویر بن إبي فاختۃ کے ترجمہ میں کہا اس کے باپ کا نام سعید بن علاقۃ ہے پس ظاہر کیا کہ سعید بن علاقۃ ہی سعید بن جمہان ہے اور ممکن ہے سعید کے باپ کے دو نام ہوں یا ایک اس میں اس کے باپ کا نام ہو اور ایک اس کے دادا کا ہو یا علاقہ اس کی ماں کا نام ہو اور جمھان اس کے باپ کا

۔اسی قسم کا قول التحریر الطاووسی کے شیعہ مولف حسن صاحب المعالم کا ہے

فيحتمل أن يكون اسم " أبى فاختة " " سعيد بن علاقة بن جهمان " ويقال: " سعيد بن جهمان " اختصارا، أو أن يكون " جهمان " لقب " علاقة " أو العكس بالعكس - لكلا الاحتمالين

راقم کہتا ہے سعید بن جمھان کٹر بنو امیہ کا دشمن اور رافضی ہے ۔اس کے بقول خلافت صرف ۳۰ سال میں ختم ہو گئی تھی۔ راقم کہتا ہے یہاں پر مرج البحرین ہو رہا ہے۔ سعید بن علاقۃ یا سعید بن جمھان کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا عمل پیش ہوتا ہے ۔کتب اہل تشیع میں اس کو اصحاب علي وائمہ میں سے بیان کیا گیا ہے ۔ اس روایت کا تعلق خروج کرنے سے ہے۔ حدیث صحیح بخاری کے الفاظ میں وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ خلفاء ہوں گے بہت ہوں گے اور حدیث صحیح مسلم کے الفاظ میں وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ خلفاء ہوں گے پس ان کی کثرت ہو گی۔

معاویہ ۱۲ خلفاء میں سے ہیں

صحیح مسلم کی روایت ہے

عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول : سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول : لاَ یزَالُ الْاِسْلاَمِ عَزِیزًا اِلیٰ اِثْنَی عَشَرَ خَلِیفَۃً ۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام کو کوئی زوال نہیں ہو گا بارہ خلفاء تک

صحیح مسلم کی دوسری حدیث ہے

جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتَّى يَمْضِيَ فِيهِمِ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً»، قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ «خَفِيَ عَلَيَّ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ: «كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا بے شک یہ امر (دین) نہیں کم ہو گا حتی کہ ان میں سے بارہ خلفاء نہ گزر جائیں.. جو سب قریش کے ہونگے

سلیمان بن عبد الملک تک بارہ خلفاء ہوتے ہیں اور اسلام دینا میں غالب رہا اور اس کی سرحدیں ہند اور یورپ تک پہنچ گئیں۔ صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ ,

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ کہتے ہیں انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے ہم کو خطبہ دیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہوں نے فرمایا اللہ جس کو خیر دینا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ کا علم دیتا ہے اور بے شک میں (علم) باٹنے والا ہوں اور اللہ (علم) عطا کرنے والا ہے اور یہ امت اللہ کے کام سے نہیں ہٹے گی اللہ کے امر پر قائم رہے گی اس کو اس کی مخالفت کرنے والے نقصان نہ دے سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا امر آ جائے

راقم سمجھتا ہے کہ یہ روایت کنڈیشن ہے نہ کہ خبر – یعنی یہ امت غالب رہے گی اس کے مخالف اس کو نقصان نہ دے سکیں گے جب تک یہ امر اللہ پر قائم رہیں گے۔ ایسا ۱۲ خلفاء کا دور تھا شام میں – اس کے بعد مسلمانوں کی خلافت کی اینٹ بنو عباس نے بجا دی، اس کے بعد منگولوں نے، اس کے بعد انگریزوں نے۔ یاد رہے کہ محدثین کے نزدیک عباسی خلفاء صحیح عقیدہ پر نہ تھے۔ روایت میں ہے کہ امت اپنے مقام سے نہ ہٹے گی یہاں تک کہ اللہ کا امر آئے اس میں امر کو قیامت لینے سے مفہوم بدل جاتا ہے۔ لیکن اگر امر کو اللہ کا عذاب کا حکم لیا جائے تو کوئی اشکال نہیں رہتا یعنی ترجمہ ہو گا

وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ» ,

یہ امت اپنے مقام سے نہ ہٹے گی، اللہ کے حکم پر قائم (خلافت کھڑی) رہے گی – اس کے مخالف اس کو نقصان نہ دے سکیں گے یہاں تک کہ اللہ (کے عذاب) کا حکم آئے

فرقے اس کے برعکس اس کے قائل ہیں کہ معاویہ ایک ظالم و جابر حاکم تھے – امت کا مال لوٹ کھسوٹ کرنے والے بھنبھوڑنے والی خلافت کے مالک تھے۔ ان کے قصوں کو اگر مان لیا جائے تو پھر صحیح بخاری کی حدیث کے تحت معاویہ کی سلطنت نیست و نابود ہو جانی چاہیے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ معاویہ کے دور میں مال کی کثرت

ہوئی اور اسلامی خلافت کا رعب قیصر روم پر طاری رہا ۔ معاویہ کی خلافت میں مسلمانوں نے بہاریں دیکھیں، مال کا صاع بڑا کر دیا گیا کہ لوگوں کو زیادہ ملے ۔

شرح صحیح البخاری لابن بطال (المتوفی 449ھ) میں ہے

مہلب (بن ابی صفرہ) نے کہا میری کسی ایک سے بھی ملاقات نہیں ہوئی جس نے اس حدیث کا کوئی قطعی معنی بیان کیا ہو۔ایک قوم نے یہ کہا کہ اس حدیث کا معنی ہے کہ پسندیدہ اور بلند خلافت کے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ دوسری قوم نے کہا اس کا معنی ہے کہ بارہ امیر پے درپے ہوں گے، اور ایک تیسری قوم نے کہا کہ ایک زمانے میں بارہ امیر ہوں گے اور وہ سب قریش سے ہوں گے اور امارت کا دعوی۔ کریں گے۔پس جس چیز پر میرا غالب ظن ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ اپنے بعد تعجب انگیز فتنوں کی خبر دیں حتی۔ کہ (ایک زمانہ آئے گا جب) لوگ ایک ہی وقت میں بارہ امیروں میں مختلف ہو جائیں گے، اور جو بارہ سے زیادہ ہوں تو وہ زیادہ تعجب خیز ہے۔اور اگر اس کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کوئی اور معنی ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے کہ بارہ امیر ہوں گے، وہ اِس طرح کریں گے اور اُس طرح کریں گے۔پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں بیان فرمایا تو ہم نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ بارہ امیر ایک ہی زمانے میں ہوں گے۔واللہ اعلم

بدرالدین عینی (المتوفی 855ھ) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ابن مہلب کا قول نقل کرنے کے بعد اپنی رائے دیتے ہے ہیں

اور کہا گیا ہے کہ اس (بارہ) کے عدد پر دو سوال ہیں- ایک یہ کہ اس کے معارض حدیثِ سفینہ ہے جس کو سنن اربعہ نے روایت کیا ہے اور ابن حبان و دیگر نے صحیح قرار دیا ہے، وہ یہ کہ میرے بعد خلافت 30 سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد ملوکیت آ جائے گی- کیونکہ ان تیس سالوں میں صرف خلفاء اربعہ اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ایامِ خلافت تھے- دوسرا سوال یہ ہے کہ خلافت تو بارہ سے زیادہ افراد میں بھی رہی ہے- پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ حدیثِ سفینہ میں جو ارشاد ہے (کہ خلافت تیس سال رہے گی) اس سے مراد خلافتِ نبوت ہے اور حدیثِ جابر بن سمرہ میں خلافت کو نبوت کے ساتھ مقید نہیں کیا

راقم کہتا ہے عینی کی رائے حدیث سفینہ پر مبنی ہے اور یہ صحیحین کی روایات سے میل نہیں کھاتی- فرقوں ایک طرف تو معاویہ کو بھنبھوڑنے والی سلطنت کا بادشاہ قرار دیا دوسری طرف خود منہ میاں مٹھو بن کر اپنے نام رکھ لئے مثلا طائفہ منصورہ، فرقہ الناجیہ وغیرہ- جبکہ حدیث میں غلبہ کا ذکر ہے جو بارہ خلفاء کے دور میں رہا- محدثین میں سے بھی بعض نے معاویہ کو ہٹا کر خود کو اس حدیث کا مصداق سمجھ لیا جو ظاہر ہے درست نہیں- اس پر راقم کی کتاب " بلا عنوان " دیکھی جا سکتی ہے

معاویہ ملک عضوض کے حاکم تھے

معجم ابن الأعرابي از ابو سعید بن الأعرابي البصری الصوفی (المتوفی: 340ھ) اور طبرانی الکبیر کی روایت ہے

نا زَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الصَّايِغُ، نا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ، نا الْعَلَاءُ بْنُ الْمِنْهَالِ الْغَنَوِيُّ، نا مُهَنَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْعَبْسِيُّ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمُ الْيَوْمَ فِي نُبُوَّةٍ وَرَحْمَةٍ، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا مُلُوكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ، وَيَلْبَسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذَلِكَ يُنْصَرُونَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ

حُذَيْفَةَ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج تم پر نبوت ورحمت ہے پھر خلافت ورحمت ہو گی پھر ایسا ویسا ہو گا پھر ایسا ایسا ہو گا بادشاہت بھنبھوڑنے والی ہو گی جو شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے

اس کی سند میں مہند بن ہشام القیسی الکوفی ہے جو مجہول ہے اس کو طبرانی کی سند میں العلاء بن المنہال نے ثقہ کہا ہے جبکہ اس کا حال نا معلوم ہے

خود العلاء بن المنہال کے لئے امام العقیلی کہتے ہیں: لا یتابع علیہ اس کی روایات کی متابعت نہیں ہے

امام الذہبی نے دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجہولین وثقات فیہم لین میں العلاء بن المنہال کے لئے کہا ہے فیہ جہالۃ اس میں جہالت ہے یعنی یہ مجہول ہے جبکہ ابو زرعۃ الرازی اور عجلی نے اس کو ثقہ کہا ہے

اسطرح العلاء بن المنہال تو مختلف فیہ ہو گیا اور یہ جس مُهَنَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْعَبْسِيُّ کو ثقہ کہتا ہے وہ مجہول ہے

طبرانی کبیر کی ایک اور روایت ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ النَّضْرِ الْعَسْكَرِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ حَفْصٍ النُّفَيْلِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنِ ابی شِهَابٍ، عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوَّلُ هَذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ إِمَارَةً وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَتَكَادَمُونَ عَلَيْهِ تَكادُمَ الْحُمُرِ فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ جِهادِكُمُ الرِّبَاطُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ رِباطِكُمْ عَسْقَلَانُ

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کام میں سب سے پہلے نبوت و رحمت ہے پھر خلافت و رحمت ہے پھر بادشاہت و رحمت ہے پھر امارت و رحمت ہے

یہ روایت اوپر والی روایت سے یکسر الگ ہے اگرچہ اس کی سند میں فطر ہے جو کٹر شیعہ ہے لیکن اس کی یہ روایت بنو امیہ مخالف نہیں ہے فطر کے لئے محدثین کہتے ہیں

قال الجوزجانی زائغ غیر ثقة الجوزجانی کہتے ہیں حق سے ہٹا ہوا ہے ثقہ نہیں ہے

و قال الدارقطنی زائغ لا یحتج بہ دارقطنی کہتے ہیں حق سے ہٹا ہوا ہے اس سے دلیل مت لینا

وغمزہ ابن المدینی اور ابن المدینی نے اس کو کم کیا ہے۔ لیکن بعض دیگر نے اس کو ثقہ قرار دے دیا ہے

روایت میں چار ادوار ہیں

نبوت و رحمت ہے ظاہر ہے یہ دور نبوی ہے

خلافت و رحمت ہے یہ ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہما کا دور ہے

ملوکیت ورحمت ہے یعنی دور معاویہ اور یزید اور بنو امیہ

امارت ورحمت ہے یعنی دور بنو عباس

فطر کا انتقال خِلَافَةِ أَبِي جَعْفَرٍ میں سن ۱۵۵ ہجری میں ہوا گویا اس روایت میں وہ دور نبوی سے اپنے دور تک اتا ہے سب کو رحمت کہتا ہے۔اس روایت کی سند میں راوی سعید بن حفص النفيلي أبو عمرو الحرّانی ہیں بقول المعلمی الیمانی کے دیگر راویوں نے اس روایت میں عسقلان کا ذکر نہیں کیا، قد رواه غيره عن عمر من قوله، بدون ذكر عسقلان

البانی نے الصحیحہ میں رقم 3270 میں فطر کی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ابی شہاب اصل میں موسی بن نافع الخیاط ہے

قلت: وهذا إسناد جيد، رجاله كلهم ثقات؛ غير سعيد بن حفص النفيلي، ففيه كلام يسير

میں البانی کہتا ہوں اس کی اسناد جید ہیں تمام راوی ثقہ ہیں سوائے سعید بن حفص النفيلي کے جن پر تھوڑا کلام ہے

البانی ایک طرف تو اس روایت کو صحیح کہتے ہیں جس میں کا ذکر ہے دوسری طرف فطر کی روایت کو جید کہہ کر اس کو اللہ کی رحمت بھی کہتے ہیں یہ مثال ہے کہ علماء کا ضعیف احادیث کو زیادہ دیکھنا صحیح نہیں کیونکہ ان کو خود اپنی تضاد بیانی کا یاد نہیں رہتا۔ الغرض بھنبوڑنے والی بادشاہت والی روایت صحیح نہیں ہے

مسلک پرستوں کی ممدوح شخصیت ابن حجر عسقلانی صحابہ پر زبان درازی کرتے تھے مثلا کتاب فتح الباری ج ۸ ص ۷۷ میں کہتے ہیں

قولہ فَإِذَا كَانَتْ أَيِ الْإِمَارَةُ بِالسَّيْفِ أَيْ بِالْقَهْرِ وَالْغَلَبَةِ كَانُوا مُلُوكًا أَيِ الْخُلَفَاءُ وَهَذَا دَلِيلٌ عَلَى مَا قَرَّرْتُهُ أَنَّ ذَا عَمْرٍو كَانَ لَهُ اطِّلَاعٌ عَلَى الْأَخْبَارِ مِنَ الْكُتُبِ الْقَدِيمَةِ وَإِشَارَتُهُ بِهَذَا الْكَلَامِ تُطَابِقُ الْحَدِيثَ الَّذِي أخرجه أَحْمد وَأَصْحَاب السّنَن وَصَححهُ بن حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيثِ سَفِينَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَصِيرُ مُلْكًا عَضُوضًا

قول کہ پس جب تلوار کی حکومت ہو یعنی قہر و غلبہ ہو تو بادشاہ ہوں گے یعنی خلفاء اور ...اس کلام پر اشارہ حدیث میں ہے جس کی تخریج امام احمد اور اصحاب السنن نے کی ہے اس کو ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے اور دوسروں نے حدیث سفینہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس سال ہے پھر یہ پلٹ جائے گی بھبھوڑنے والی بادشاہت میں

البانی کتاب سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ وشیء من فقھہا وفوائدہا جلد اول ص ۸۲۳ پر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ووفاة النبي صلى الله عليه وسلم كانت في شهر ربيع الأول سنة إحدى عشرة هجرية، وإلى عام ثلاثين سنة كان إصلاح ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن بن علي السيد بين فئتين من المؤمنين بنزوله عن الأمر عام واحد وأربعين في شهر جمادى الآخرة، وسمي عام الجماعة لاجتماع الناس على معاوية، وهو أول الملوك، وفي الحديث الذي رواه مسلم: سيكون خلافة نبوة ورحمة، ثم يكون ملك ورحمة، ثم يكون ملك وجبرية، ثم يكون ملك عضوض

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الأول میں ۱۱ ہجری میں ہوئی اور تیسوں سال میں اصلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حسن بن علی سردار سے ہوئی کہ مومنوں کے گروہوں میں ایک امر پر اتفاق ہوا ۴۱ ہجری جمادی الآخرۃ کے مہینہ میں اور اس کو عام الجماعۃ کا نام ملا کیونکہ لوگوں کا اجماع معاویہ پر ہوا اور وہ پہلا بادشاہ تھا اور مسلم کی

حدیث جو انہوں نے روایت کی اس میں ہے پس خلافت نبوت ورحمت ہو گی پھر بادشاہت ورحمت ہو گی پھر بادشاہت و جبر ہو گا پھر ریاست بھنبوڑنے والی ہو گی

البانی نے غلط کہا ایسی کوئی حدیث صحیح مسلم میں نہیں ہے

عادل إحمد عبد الموجود اور علی محمد معوض جو الاصابہ از ابن حجر کے محقق ہیں وہ لکھتے ہیں

و هكذا أصبحت الخلافة ملكا عضوضا على يد معاوية الّذي ورثها لابنه اليزيد، وأجبر الناس على بيعته في حياته حتى لا ينازعه في ملكه منازع من بعده. ولسنا نقول بأن الخبر الّذي قاله النّبي صلّى اللَّه عليه وسلم عن الملك العضوض حين يفيد انتقاصا من قدر الملوك فإنه غالبا ما يكون فيهم الحزم والكياسة إلى جانب الشّدة والعنف

اور اسطرح یہ خلافت معاویہ کے ہاتھ پر ایک بھنبوڑنے والی بادشاہت میں تبدیل ہوئی جس کا وارث اس نے اپنے بیٹے یزید کو کیا اور لوگوں پر جبر کیا کہ اس کے بیٹے کی بیعت لیں اس کی زندگی ہی میں حتی کہ اس میں کوئی تنازع بعد از مرگ نہ ہو سکے لیکن وہ خبر جو رسول اللہ سے ملی ہے کاٹنے والی بادشاہت پر اس پر ہم کہتے ہیں کہ اس کا فائدہ ہے کہ اکثر بادشاہ (مقام سے) گر کر تہذیب و نرمی کے ساتھ شدت اور تشدد بھی کرتے ہیں

ابن کثیر کتاب البدایۃ والنہایۃ میں لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ أَبِي خيثمة: حدثنا هارون بن معروف حدثنا حمزة عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ يَقُولُ أَنَا أَوَّلُ الْمُلُوكِ وَآخِرُ خَلِيفَةٍ، قُلْتُ: وَالسُّنَّةُ أَنْ يُقَالَ لِمُعَاوِيَةَ مَلِكٌ، وَلَا يُقَالُ لَهُ خليفة لحديث «سفينة الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا»

ابن ابي خيثمة کہتے ہیں ہارون بن معروف نے حمزة سے انہوں نے ابْنِ شَوْذَبٍ سے روایت کیا کہ معاویہ کہا کرتے وہ پہلے بادشاہ ہیں اور آخری خلیفہ میں ابن کثیر کہتا ہوں اور سنت یہ ہے معاویہ کو بادشاہ کہا جائے اور خلیفہ نہ کہا جائے کہ حدیث ہے سفینہ کی میرے بعد خلافت تیس برس ہو گی پھر بھنبھوڑنے والی بادشاہت ہو گی

نعوذ باللہ من تلک الخرافات

ابْنِ شَوْذَبٍ نام کے کسی بھی شخص کا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے

اللہ صحابہ کے حوالے سے بغض سے بچائے

معاویہ متعہ کے فاعل تھے ؟

متعہ نکاح کی ایک قسم تھا جو عربوں میں رائج تھا اس کی اسلام میں اجازت صرف غزوات وغیرہ میں حالتِ سفر میں دی گئی اور اسی میں ان پر پابندی بھی لگائی گئی- سنن سعید بن المنصور کی روایت ہے سَبْرَةَ الْجُهَنِيّ کہتے ہیں

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: نا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فتح مکہ کے سال منع فرمایا

فتح مکہ رمضان ۸ ہجری میں ہوئی خیبر ۷ ہجری میں ہوئی

عبد اللہ ابن عبّاس کی ولادت ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی اور سن ۸ ہجری میں آپ عبّاس رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ مدینہ پھنچے یعنی آپ ۱۱ سال کے تھے چونکہ اپ بہت چھوٹے تھے لہٰذا بالغوں کے مسائل سے اگاہ نہیں تھے اور نکاح المتعہ جو عربوں میں رائج تھا اس کی ممانعت آپ تک نہیں پہنچی اور آپ اس کے قائل رہے

ان کے بر عکس دیگر اصحاب اور اہل بیت اس کی ممانعت سے اگاہ تھے لہٰذا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے ان کو اگاہ کیا

صحیح مسلم اور سنن سعید بن المنصور کے مطابق

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: نا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ عَبْدَ اللهِ، وَالْحَسَنَ، ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ يُحَدِّثَانِ عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى زَمَنَ خَيْبَرَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دنوں میں اس سے منع کیا اور پالتو گدھے کے گوشت سے بھی

لیکن شاید وہ پھر بھی قائل نہیں ہو سکے کیونکہ بعض روایات میں اس کی ممانعت فتح مکہ کے سال کہی گئی ہے یہاں تک کہ اس حوالے سے ان کا ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اختلاف بھی ہوا

عامہ اصحاب اور تابعین اس کے قائل نہیں تھے سنن سعید بن المنصور کے مطابق حسن بصری کہتے تھے

حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: نا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا مَنْصُورٌ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: «إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ مِنَ النِّسَاءِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَمْ يَكُنْ قَبْلَ ذَلِكَ وَلَا بَعْدَهُ

حسن بصری کہتے ہیں متعہ صرف تین دن تھا نہ اس سے پہلے نہ بعد میں

اس تناظر میں ظاہر ہے ابن عباس کسی کا متعہ کرنا سنتے تو اس کو غلط نہیں گردنتے اب مصنف عبد الرزاق کی روایت دیکھیے

عبد الرزاق عن ابن جريج عن عطاء قال : لاول من سمعت منه المتعة صفوان بن يعلى ، قال : أخبرني عن يعلى أن معاوية استمتع بامرأة بالطائف ، فأنكرت ذلك عليه ، فدخلنا على ابن عباس ، فذكر له بعضنا ، فقال له : نعم ، فلم يقر في نفسي ، حتى قدم جابر ابن عبد الله ، فجئناه في منزله ، فسأله القوم عن أشياء ، ثم ذكروا له المتعة ، فقال : نعم ، استمتعنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وأبي بكر ، وعمر ، حتى إذا كان في آخر خلافة عمر استمتع عمرو بن حريث بامرأة — سماها جابر فنسيتها — فحملت المرأة ، فبلغ ذلك عمر ، فدعاها فسألها ، فقالت : نعم ، قال : من أشهد ؟ قال عطاء : لا أدري قالت : أمي ، أم وليها ، قال : فهلا غيرهما ، قال : خشي أن يكون دغلا الاخر ، قال عطاء : وسمعت ابن عباس يقول : يرحم الله عمر ، ما كانت المتعة إلا رخصة من الله عزوجل ، رحم بها أمة محمد صلى الله عليه وسلم ، فلو لا نهيه عنها ما احتاج إلى الزنا إلا شقي

ابن جریج عطا سے روایت کرتے ہیں کہ پہلا شخص کے جس سے میں نے متعہ کے بارے میں سنا، وہ صفوان بن یعلی تھا۔ اس نے کہا کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ معاویہ نے طائف میں متعہ کیا؛ مگر میں نے اس کی تردید کی۔ سو ہم ابن عباس سے ملے، اور اس کا کچھ تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ مگر میں نے نہ مانا۔ یہ رہا یہاں تک کہ ہم جابر بن عبداللہ سے ملے، ہم ان کے گھر آئے، اور لوگوں نے ان سے سوال پوچھے۔ پھر متعہ کی بات چھڑی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے نبی پاک کی زندگی میں متعہ کیا، پھر ابو بکر کی زندگی میں، اور پھر عمر کے زمانے میں یہاں تک کہ ان کی خلافت کے آخری عرصے میں عمرابن حریث نے متعہ کیا ایک عورت کے ساتھ، جابر نے اس کا نام لیا تا ہم میں بھول گیا۔ وہ حاملہ ہو گئی، اور یہ بات عمر تک پہنچی، عمر نے اسے بلایا اور اس بارے میں پوچھا عطا نے پھر کہا کہ میں نے ابن عباس سے سنا کہ اللہ عمر پر رحم کرے، متعہ اللہ کی جانب سے ایک رخصت تھی امت محمدیہ کے لیے۔ اگر اسے منع نہ کیا جاتا، تو سوائے شقی کے، کوئی زنانہ کرتا

یہ روایت ان وجوہات کی بنا پر صحیح نہیں

اول ابن جریج مدلس ہیں عن سے روایت کر رہے ہیں یہ جلیل القدر تبہ تابعین میں سے ہیں—عَطاء بن اِبِی رَبَاح المتوفی ۱۱۵ھ ہیں الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں کہتے ہیں وُلِدَ: فِي أَثْنَاءِ خِلاَفَةِ عُثْمَانَ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پیدا ہوئے۔

دوم اس میں کہا گیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا جو تاریخی طور پر صحیح نہیں ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں تو یہ ثابت ہی نہیں ہے

سوم صفوان بن يعلى بْنِ أُمَيَّةَ التَّمِيمِيُّ کو ان کے باپ نے خبر دی کہ معاویہ نے متعہ کیا یہ بھی عجیب ہے جس کو سن کر ابن عباس کو کہنا چاہیے تھا اس میں کیا برائی ہے، کیونکہ ایک طرف تو روایات ہیں کہ ابن عباس خود اس کے قائل تھے کہ متعہ جائز ہے اور دوسری طرف کوئی اور رائے معلوم کرے تو وہ اپنا موقف واضح نہیں کرتے

الغرض معاویہ رضی اللہ عنہ کا متعہ کرنا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس روایت کا متن دیگر روایات سے متصادم اور سند غیر مظبوط ہے[11]

---

[11] بعض روایات میں ہے کہ ابن عباس نے اس رائے سے رجوع کر لیا تھا- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي أَوَّلِ الإِسْلاَمِ، كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ بِقَدْرِ مَا يَرَى أَنَّهُ يُقِيمُ فَتَحْفَظُ لَهُ مَتَاعَهُ، وَتُصْلِحُ لَهُ شَيْئَهُ، حَتَّى إِذَا نَزَلَتِ الآيَةُ: {إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ}، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَى هَذَيْنِ فَهُوَ حَرَامٌ.
متعہ اوّل اسلام میں جائز تھا یہاں تک کہ آیت (الّا علیٰ ازواجھم اوماملکت ایمانھم)نازل ہوئی تو وہ منسوخ ہو گیا اس کے بعد ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زوجہ اور مملوکہ کے علاوہ ہر طرح کی شرمگاہ سے استمتاع حرام ہے۔" (ترمذی١/١٣٣)
ابو بکر جصاص ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے رجوع کے متعلق لکھتے ہیں
تمام صحابہ رضی اللہ عنہ میں سوائے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے کوئی بھی حلت متعہ کا قائل نہیں اور انہوں نے بھی متعہ کے جواز سے اس وقت رجوع کر لیا تھا جب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعہ کی حرمت ان کے ہاں تواتر کے ساتھ ثابت ہو گئی۔" (احکام القرآن٢/١٥٦)

البانی كتاب إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل میں لکھتے ہیں

أن ابن عباس رضی اللہ عنہ روی عنہ فی المتعة ثلاثة أقوال:

الأول: الإباحة مطلقا.

الثانی: الإباحة عند الضرورة.

نماز وتر کا ایک قصہ

مشکل الاثار میں ہے

أَنَّ أَبَا غَسَّانَ مَالِكَ بْنَ يَحْيَى الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ , قَالَ: أنا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ , عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ نَتَحَدَّثُ حَتَّى ذَهَبَ هَزِيعٌ مِنَ اللَّيْلِ , فَقَامَ مُعَاوِيَةُ , فَرَكَعَ رَكْعَةً وَاحِدَةً , فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «مِنْ أَيْنَ تُرَى أَخَذَهَا الْحِمَارُ«

عمران نے عکرمہ سے روایت کیا کہ میں ابن عباس اور معاویہ کے ساتھ تھا ہم نے کلام کیا یہاں تک کہ رات آئی پس معاویہ کھڑے ہوئے اور ایک رکعت پڑھی- ابن عباس نے کہا اس گدھے نے کہاں سے یہ لیا؟

والآخر: التحريم مطلقا , وهذا مما لم يثبت عنه صراحة , بخلاف القولين الأولين , فهما ثابتان عنه.

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سے متعلق تین اقوال ہیں

اول مطلق مباح ہے

دوم ضرورتا مباح ہے

سوم مطلق حرام ہے اور یہ وہ قول ہے جو صراحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے

الغرض ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کے قائل تھے پھر انہوں نے اس سے رجوع کیا ابو بکر الجصاص کی رائے میں اور البانی کی رائے ہے انہوں نے رجوع نہیں کیا – راقم کہتا ہے کہ ابن عباس بھی اس کو عموم نہیں مانتے تھے بلکہ ایک اضطراری کیفیت میں جائز کہتے جب عورتیں کم ہوں اور عمل جنسی کرنے کی شدید خواہش ہو ظاہر ہے عورتیں کم کب ہوں گی جب اپ اپنے علاقے میں نہ ہوں اور دوران سفر ہوں

و اللہ اعلم

1720 – حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا عِمْرَانُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقُلِ الْحِمَارُ وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ «أَصَابَ مُعَاوِيَةُ» عَلَى التَّقِيَّةِ لَهُ , أَيْ أَصَابَ فِي شَيْءٍ آخَرَ لِأَنَّهُ كَانَ فِي زَمَنِهِ , وَلَا يَجُوزُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنْ يَكُونَ مَا خَالَفَ فِعْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي قَدْ عَلِمَهُ عَنْهُ صَوَابًا. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ أَنَّهُ ثَلَاثٌ

عِمْرانُ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے اس میں گدھا نہیں ہے اور جائز ہے ابن عباس نے کہا ٹھیک کیا معاویہ نے – بطور تقیہ – یعنی اس دور میں یہ کر سکتے ہیں اور ہمارے نزدیک جائز نہیں جو رسول اللہ کے عمل کے مخالف ہو جو انہوں نے ہم کو سکھایا اور ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے کہ وتر تین ہیں

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: " هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ، فَإِنَّهُ [ص:29] مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ؟ قَالَ: «أَصَابَ، إِنَّهُ فَقِيهٌ»"

ابن عباس سے کہا گیا کہ معاویہ نے ایک وتر پڑھا تو انہوں نے کہا ٹھیک کیا وہ فقیہ ہیں

بیہقی نے معرفہ سنن والاثار میں کہا

وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْمِلَ قَوْلَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى التُّقْيَةِ مِنْهُ؛ فَابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْ أَنْ يَخَافَ مُعَاوِيَةَ فِي سُكُوتِهِ عَنْ فِعْلٍ أَخْطَأَ فِيهِ،

اور کسی کے لئے حلال نہیں کہ ابن عباس کے قول کو تقیہ قرار دے کیونکہ وہ لوگوں اس سے سب سے دور تھے کہ معاویہ سے خوف کھاتے اور ان کی غلطی پر چپ رہتے

سنن دار قطنی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ , ثنا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ , ثنا مُحَمَّدُ [ص:361] بْنُ يَزِيدَ , ثنا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ , عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ , قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَلَا تَعْجَبُ مِنْ مُعَاوِيَةَ إِنَّهُ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ , قَالَ: «أَحْسَنَ إِنَّهُ فَقِيهٌ»

ابن عباس نے کہا اچھا کیا یہ فقیہ ہیں

صحیح بخاری کی دوسری روایت ہے

حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا المُعَافَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ العِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: «دَعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ نے کہا کہ معاویہ نے عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا اور وہاں ابن عباس کا ایک مولی تھا (راقم کہتا ہے یہ عکرمہ ہو گا) وہ ابن عباس کے پاس پہنچا اور ان سے سوال کیا ابن عباس نے کہا معاویہ کو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہے

ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ اور عکرمہ کے بیان میں فرق ہے- عکرمہ کہتا ہے یہ وتر پڑھنا ابن عباس کے سامنے ہوا اور جب معاویہ پڑھ رہے تھے ابن عباس نے سر گوشی میں ان کو گدھا کہا جبکہ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ کے مطابق عکرمہ وہاں اکیلا تھا بعد میں ابن عباس کے پاس آ کر اس نے سوال کیا

راقم کے خیال میں اس بات کو عکرمہ مولی ابن عباس نے بدلا ہے کیونکہ وہ خوارج جیسی سوچ رکھتا تھا لہذا عکرمہ نے ابن عباس کے الفاظ کو بدل دیا۔ عکرمہ اگر خارجی تھا تو اس کے نزدیک تقیہ یا کتمن جائز تھا۔ ابن عباس کے دیگر شاگرد ایسا بیان نہیں کرتے۔ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ نے ابن عباس سے الگ قول منسوب کیا ہے

الکامل از ابن عدی میں عکرمہ پر سخت جرح ہے

ان کو كَانَ يرى رأي الخوارج رأي الصفرية کہا گیا یعنی گمراہ

ان کو ابن سیرین نے کذاب کہا

ان کا جنازہ اکثریت نے چھوڑ دیا

معاویہ اور منبر النبی کی منتقلی کا قصہ

ذکر اس خبر کا کہ معاویہ کا ارادہ ہوا کہ منبر نبی کو شام منتقل کر دیں- طبقات ابن سعد میں ہے

ذِكْرُ إِرَادَةِ مُعَاوِيَةَ نَقْلَ الْمِنْبَرِ مِنَ الْمَدِينَةِوَفِي هَذِهِ السَّنَةِ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بِمِنْبَرِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – أَنْ يُحْمَلَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الشَّامِ، وَقَالَ: لَا يُتْرَكُ هُوَ وَعَصَا النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، بِالْمَدِينَةِ وَهُمْ قَتَلَةُ عُثْمَانَ، وَطَلَبَ الْعَصَا، وَهُوَ عِنْدُ سَعْدٍ الْقَرَظِ، فَحُرِّكَ الْمِنْبَرُ فَكُسِفَتِ الشَّمْسُ حَتَّى رُؤِيَتِ النُّجُومُ بَادِيَةً، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَتَرَكَهُ. وَقِيلَ أَتَاهُ جَابِرٌ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَقَالَا لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَصْلُحُ أَنْ تُخْرِجَ مِنْبَرَ رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – مِنْ مَوْضِعٍ وَضَعَهُ، وَلَا تَنْقُلْ عَصَاهُ إِلَى الشَّامِ، فَانْقُلِ الْمَسْجِدَ، فَتَرَكَهُ، وَزَادَ فِيهِ سِتَّ دَرَجَاتٍ وَاعْتَذَرَ مِمَّا صَنَعَ.فَلَمَّا وَلِيَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ هَمَّ بِالْمِنْبَرِ، فَقَالَ لَهُ قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ: أُذَكِّرُكَ اللَّهَ أَنْ تَفْعَلَ! إِنَّ مُعَاوِيَةَ حَرَّكَهُ فَكُسِفَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «مَنْ حَلَفَ عَلَى مِنْبَرِي [آثِمًا] فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» ، فَتُخْرِجُهُ مِنَ الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُقَطَّعُ الْحُقُوقِ عِنْدَهُمْ بِالْمَدِينَةِ

کہا جاتا ہے کہ معاویہ نے ارادہ کیا کہ منبر شام منتقل کریں تو منبر ہلا، سورج کو گرہن لگ گیا اور آسمان پر تارے نظر آئے

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَحَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عبد الرحمن ابن خاطب، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أنا أنظر إِلَى عثمان يخطب على عصا النبي ص الَّتِي كَانَ يخطب عَلَيْهَا وأبو بكر وعمر رضي اللَّه عنهما، فَقَالَ لَهُ جَهْجَاه: قم يا نعثل، فانزل عن هَذَا

الْمِنْبَر، وأخذ العصا فكسرها عَلَى ركبته اليمنى، فدخلت شظية منها فِيهَا، فبقي الجرح حَتَّى أصابته الأكلة،فرأيتها تدود، فنزل عُثْمَان وحملوه وأمر بالعصا فشدوها، فكانت مضببة، فما خرج بعد ذَلِكَ الْيَوْم إلا خرجة أو خرجتين حَتَّى حصر فقتل.

واقدی نے کہا اسَامَۃُ بْنُ زَید اللَّیْثِیُّ نے بیان کیا انہوں نے یَحْیَی بْنِ عبد الرحمٰن ابن خاطب، سے روایت کیا انہوں نے اپنے باپ سے کہ عثمان منبر پر خطاب کر رہے تھے جس پر ابو بکر اور عمر نے خطاب کیا، عصا النبی کو لئے اور میں دیکھ رہا تھا کہ جَہْجَاہ نے کہا اٹھ اے نعثل اس منبر سے اتر اور عثمان کے ہاتھ سے عصا چھین لیا اور اس کا سیدھا حصہ توڑ ڈالا

واقدی کے بقول یہ سب عصا النبی کے ساتھ شیعان علی نے کیا، اس وجہ سے معاویہ نے کہا مدینہ والوں نے عثمان کا قتل کیا اور انہوں نے ارادہ کیا کہ منبر اور عصا شام منتقل کریں لیکن آسمان کو گرہن لگ گیا

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بن سعيد بن دينار، عن أبيه، قال:قَالَ مُعَاوِيَة: إني رأيت أن منبر رَسُول اللهِ ص وعصاه لا يتركان بِالْمَدِينَةِ، وهم قتلة أَمِير الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَان وأعداؤه، فلما قدم طلب العصا وَهِيَ عِنْدَ سعد القرظ، فجاءه أَبُو هُرَيْرَةَ وجابر بن عَبْدِ اللَّهِ، فقالا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، نذكرك اللَّه عَزَّ وَجَلَّ أن تفعل هَذَا، فإن هَذَا لا يصلح، تخرج منبر رسول الله ص من موضع وضعه، وتخرج عصاه إِلَى الشام، فانقل المسجد، فأقصر وزاد فِيهِ ست درجات، فهو اليوم ثماني درجات، واعتذر إِلَى النَّاسِ مما صنع.

معاویہ نے کہا عصا النبی اور منبر مدینہ میں نہیں رہنا چاہیے

سند میں یحیٰی بن سعید بن دینار المدنی مجہول ہے دوسرا قول ہے کہ سورج کو گرہن لگا

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبَانِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، قَالَ:كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ قَدْ هَمَّ بِالْمِنْبَرِ،

فَقَالَ لَهُ قَبِيصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ: أُذَكِّرُكَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَفْعَلَ هَذَا، وَأَنْ تُحَوِّلَهُ! إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ حَرَّكَهُ فَكَسَفَتِ الشمس، [وقال رسول الله ص: مَنْ حَلَفَ عَلَى مِنْبَرِي آثِمًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ،] فَتَخَرَّجَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُقَطِّعُ الْحُقُوقِ بَيْنَهُمْ بِالْمَدِينَةِ! فَأَقْصَرَ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ ذَلِكَ، وَكَفَّ عَنْ أَنْ يَذْكُرَهُ فَلَمَّا كَانَ الْوَلِيدُ وَحَجَّ هَمَّ بِذَلِكَ

سند میں إسحاق بن عبد اللہ بن إبي فروة متروک ہے

معاویہ کو منبر پر ہی قتل کر دو

عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزی اپنی کتاب الأنساب للسمعانی میں لکھتے ہیں کہ

وهو الّذي روى عن شريك عن عاصم عن زرّ عن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم معاوية على منبري فاقتلوه.

الأنساب از عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (المتوفى: 562هـ) میں ہے

قال أبو حاتم بن حبان: عباد بن يعقوب الرواجني من أهل الكوفة، يروى عن شريك، حدثنا عنه شيوخنا، مات سنة خمسين ومائتين في شوال، وكان رافضيا داعية إلى الرفض، ومع ذلك يروى المناكير عن أقوام مشاهير فاستحق الترك، وهو الّذي روى عن شريك عن عاصم عن زرّ عن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم معاوية على منبري فاقتلوه. قلت روى عنه جماعة من مشاهير الأئمة مثل أبى عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري لأنه لم يكن داعية إلى هواه، وروى عنه حديث أبى بكر رضي الله عنه أنه قال لا يفعل خالد ما أمر به، سألت الشريف عمر بن إبراهيم الحسيني بالكوفة عن معنى هذا الأثر فقال: كان أمر خالد بن الوليد أن يقتل عليا ثم ندم بعد ذلك فنهى عن ذلك

ابن حبان نے کہا عباد بن یعقوب ایک بد مذھب کی دعوت دیتا ہے یہی ہے جو روایت کرتا ہے کہ معاویہ منبر پر دیکھو تو قتل کرو اور ابو بکر نے خالد کو بھیجا کہ علی کو قتل کرے

معاویہ نے حسن کو زہر دلوایا؟

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے --اِبو بکر بن حفص بن عمر بن سعد بن اِبی وقاص سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور حسن بن علی کی وفات معاویہ کے دور میں ہوئی تو وہ دیکھتے تھے ان دونوں کو زہر دیا گیا-

2694

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، ثنا يَحْيَى – بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ أَنَّ سَعْدًا وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَاتَا فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَيَرَوْنَ أَنَّهُ سَمَّهُ ”
اِبِي بَكْرِبْنِ حَفْصٍ نے کہا سعد اور حسن دونوں کی موت دور معاویہ میں ہوئی تو میں سمجھتا ہوں ان کو زہر دیا گیا

یہ نرا گمان ہے-   أبو بكر بن حفص بن عمر بن سعد بن أبي وقاص عن جده الأعلى سعد قال أبو زرعة مرسل –

أبو بكر بن حفص بن عمر بن سعد بن أبي وقاص کا اپنے پڑ دادا سے روایت کرنا، اِبو زرعۃ نے کہا مرسل ہے

یہ بات احمقانہ ہے- یہ ایسا ہی ہے کہ ۱۰۰ سال پہلے کے واقعہ پر کہا جائے کہ پڑ دادا کو ہو سکتا ہے زہر دیا گیا ہو- کوئی سنے کا تو ہنسے گا

مصنف ابن ابی شیبہ 37359 میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَرَجُلٌ عَلَى [ص:477] الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ نَعُودُهُ , فَجَعَلَ يَقُولُ لِذَلِكَ الرَّجُلِ: «سَلْنِي قَبْلَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِي» , قَالَ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ شَيْئًا , يُعَافِيكَ اللَّهُ , قَالَ: فَقَامَ فَدَخَلَ الْكَنِيفَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ: «مَا خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ حَتَّى لَفَظْتُ طَائِفَةً مِنْ كَبِدِي أُقَلِّبُهَا بِهَذَا الْعُودِ , وَلَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ مِرَارًا مَا شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ هَذِهِ الْمَرَّةِ» , قَالَ: فَغَدَوْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَإِذَا هُوَ فِي السُّوقِ , قَالَ: وَجَاءَ الْحُسَيْنُ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ: يَا أَخِي , مَنْ صَاحِبُكَ؟ قَالَ: «تُرِيدُ قَتْلَهُ؟» قَالَ: نَعَمْ , قَالَ: «لَئِنْ كَانَ الَّذِي أَظُنُّ , لَلَّهُ أَشَدُّ نِقْمَةً , وَإِنْ كَانَ بَرِيئًا فَمَا أُحِبُّ أَنْ يُقْتَلَ بَرِيءٌ»

عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ نے کہا میں اور ایک شخص حسن بن علی کی عیادت کے لئے داخل ہوئے تو وہ اس شخص سے یہ کہنے لگے مجھ سے سوال کر لو قبل اس کے کہ سوال نہ کر پاؤ–اس شخص نے کہا مجھے کوئی سوال نہیں کرنا اللہ اپ کی صحت و عافیت دے- کہا وہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلاء میں گئے پھر نکلے اور کہا میں تم پر نہیں نکلا لیکن میں اپنے جگر میں سے اس کو نکال رہا ہوں اور بار بار اس زہر میں پانی ملا رہا ہوں – کہا پھر دوسرے دن بازار میں ملے اور انہوں نے کہا حسین آیا تھا میرے سرہانے بیٹھا اور بولا بھائی جان اپ کے صاحب کون ہیں ؟ میں نے پوچھا قاتل کا پوچھ رہے ہو؟ کہا جی- حسن نے کہا میں سمجھتا ہوں اللہ بدلہ لینے میں سخت ہے اور اگر وہ (قاتل) بے گناہ ہے تو میں بے گناہ کو قتل نہیں کرنا چاہتا

روایت کے مطابق حسن اپنے قاتل سے لا علم تھے ان کا گمان تھا کہ فلاں شخص نے زہر دیا ہے لیکن ان کو یقین نہیں تھا اور نام بھی حسین کو نہیں بتایا

عمیر بن إسحاق القرشی کتاب العلل از امام احمد اور امام مالک کے مطابق مجهول ہے

وقال عبد الله: حدثنا أحمد بن إبراهيم الموصلي، قال: سئل مالك بن أنس، عن عمير بن إسحاق، فقال: لا أعرفه، وقد حدث عنه رجل وحسبكم به، يعني ابن عون.
«العلل» (4442 و4443) .

ابن معین کہتے ہیں کسی قابل نہیں

حَدَّثَنا مُحَمد بن أحمد الرازي، حَدَّثَنا عباس، عَن يَحْيى، قال عُمَير بْن إِسْحَاق لا يساوي شيئا ولكنه يكتب حديثه

امام مالک مدینہ کے ہیں اور حسن کی وفات مدینہ میں ہوئی عمیر بن إسحاق بھی مدینہ کا ہے

حاکم کا مستدرک میں کہنا ہے مدینہ کے راوی پر امام مالک کا قول سب پر بھاری ہے

الاستیعاب لابن عبدالبر میں ہے

قال ابن عبد البرّ ذكر ابو زيد عمر بن شبہ وابو بكر بن ابي خيثمة قالا حدّثنا « موسي بن إسماعيل قال حدّثنا ابو بلال عن قتادة قال دخل الحسين علي الحسن فقال يا اخي ! إنّي سقيت السمّ ثلاث مرّات لم اسق مثل هذه المرّة إنّي لاضع كبدي فقال الحسين من سقاک يا اخي ؟ قال ما سؤالک عن هذا اتريد ان تقاتلہم ؟ اكلهم إلي الله فلمّا مات ورد البريد بموتہ علي معاوية فقال يا عجبا من الحسن شرب شربہ من عسل بماء رومة فقضي نحبہ.»

حسین رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ کے پاس ائے اور کہا اے بھائی ! میں نے کئی بار تین بار زہر پیا ہے لیکن اس مرتبہ کی طرح کبھی نہیں پلایا گیا میرا جگر نکلتا جا رہا ہے حسین رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی ! اپ کو کس نے زہر پلایا ہے؟ فرمایا اس بارے میں اپ کے سوال کا کیا مطلب ہے؟ کیا اپ ان سے لڑائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں ان

کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں جب حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس اپ کی موت کا پیغام پہنچا تو اپ کہنے لگے افسوس ہے کہ حسن نے رومہ کے پانی کے ساتھ شہد کا ایک جام پیا اور فوت ہو گئے

تبصرہ اس کی سند سخت ترین ضعیف ہے اس کا راوی محمد بن سلیم ابو ہلال الراسبی ضعیف ہے

وقال الهيثم بن عدي دسّ معاوية إلي ابنة سهيل بن عمرة امراة الحسن ماة الف « دينار علي ان تسقيه شربة بعث بها إليها ففعلت.»

ہیثم بن عدی نے کہا ہے کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی سہیل بنت عمرہ کو ایک ہزار دینا کے عوض حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلانے پر اکسایا اس نے زہر اس کے پاس بھیجی تو اس نے ایسا کر دیا (انساب الاشراف لاحمد بن یحییٰ البلاذری)

تبصرہ یہ روایت موضوع (جھوٹ کا پلندا) ہے

اس کا راوی ہیثم بن عدی بالاتفاق کذاب اور متروک الحدیث ہے

قال الإمام ابن سعد انا محمّد بن عمر نا عبدالله بن جعفر عن عبد الله بن حسن « قال كان الحسن بن علي رجلا كثير نكاح النساء وكنّ اقلّ ما يحظين عنده وكان قلّ امراة يتزوّجها إلّا احبّته وضنت به فيقال إنّه كان سقي ثم افلت ثم سقي فافلت ثمّ كانت الآخرة توفّي فيها فلمّا حضرته الوفاة قال الطبيب وهو يختلف إليه هذا رجل قد قطع السم امعاءه فقال الحسين يا ابا محمّد ! خبّرني من سقاك السمّ قال ولم يا اخي ؟ قال اقتله والله قبل ان ادفنك او لا اقدر عليه او يكون بارض اتكلّف الشخوص إليه فقال يا اخي ! إنّما هذه الدنيا ليال فانية دعه حتّى التقي انا وهو عند الله فابي ان يسمّيه وقد سمعت بعض من يقول كان معاوية قد تلطّف لبعض خدمه ان يسقيه سمّا.»

تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ہے

عبداللہ بن حسن بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ عورتوں سے بہت زیادہ نکاح کرتے تھے عورتیں ان کے پاس بہت کم عرصہ گزار پاتیں تقریباً سب عورتیں جن سے اپ شادی کرتے وہ اپ سے محبت کرتیں کہا جاتا ہے کہ ان کو زہر پلایا گیا لیکن وہ جانبر ہو گئے پھر زہر پلایا گیا لیکن وہ پھر جانبر ہو گئے جب اخری دفعہ تھی تو وہ اس میں فوت ہو گئے جب ان کی وفات کا وقت حاضر ہوا تو طبیب نے ان کی طرف اتے ہوئے کہا یہ ایسا ادمی ہے جس کی انتڑیاں زہر نے کاٹ دی ہیں حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو محمد ! مجھے بتایئے کہ اپ کو زہر کس نے پلایا ہے؟ حسن نے پوچھا کیوں اے بھائی؟ حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں اسے اپ کو دفن کرنے سے پہلے قتل کر دوں گا یا اس پر قادر نہ ہو سکوں گا یا وہ ایسی زمین میں ہو گا جہاں میرا داخل ہونا مشکل ہو گا اس پر حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بھائی ! یہ دنیا چند فانی راتوں پر مبنی ہے اس شخص کو چھوڑ میں اسے اللہ کے ہاں مل لوں گا یہ کہہ کر انہوں نے اس کا نام بتانے سے انکار کر دیا میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسین رضی اللہ عنہ کے کسی خادم کو زہر پلانے پر ورغلایا تھا (تاریخ ابن عساکر)

سند ضعیف ہے اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ زہر کس نے دیا

ابنِ جعد کا قول ہے

كانت جعدة بنت الاشعب بن قيس تحت الحسن بن علي فدسّ إليها يزيد ان سمي » حسنا إنّي مزوّجك ففعلت فلمّا مات الحسن بعثت إليه الجعدة تسال يزيد الوفاء بما وعدها فقال إنّا و الله لم نرضك للحسن فنرضاك لانفسنا.»

جعدہ بنت الاشعث بن قیس حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں یزید نے اسے بہلایا کہ تُو حسن کو زہر دے دے تو میں تجھ سے نکاح کر لوں گا اس نے ایسا کر دیا جب حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو جعدہ نے یزید سے

اپنے وعدے کو وفا کرنے کا مطالبہ کیا اس نے کہا اللہ کی قسم ! ہم نے تجھے حسن کے لیے پسند نہیں کیا تھا اپنے لیے کیسے کریں (تاریخ ابن عساکر المنتظم لابن الجوزی)

اس روایت کی سند میں یزید بن عیاض بن جعد اللیثی سخت مجروح ہے

تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ہے

قَالَ مُحَمَّدُ بن سعد: وأنا يحيى بن حمال أَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أُمِّ مُوسَى أَنْ جَعْدَةَ بِنْتَ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ سَقَتِ الْحَسَنَ السُّمَّ فَاشْتَكَى مِنْهُ شَكَاةً، قَالَ فكان يوضع تحت طشت وَيُرْفَعُ آخَرُ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا.

ام موسی بیان کرتی ہیں کہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس نے حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلایا اس سے اپ بیمار ہو گئے اپ کے نیچے ایک برتن رکھا جاتا اور دوسرا اُٹھایا جاتا تقریباً چالیس دن تک یہ معاملہ رہا (تاریخ ابن عساکر)

تبصرہ اس کی سند ضعیف ہے — اس میں یعقوب راوی مجہول الحال ہے اور ام موسی کون ہے اس کا سماع بھی سوال طلب ہے

کتاب المحن از محمد بن أحمد بن تميم التميمي المغربي الإفريقي، أبو العرب (المتوفى: 333هـ) میں ہے

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ الْعَلاءِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ دِعَامَةَ أَنَّ الْحَسَنَ بن عَلِيّ سمته امْرَأَته جعدة بِنْتُ الأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيِّ

قتادہ کا قول ہے کہ حسن کی بیوی جعدۃ بِنْتُ الأَشْعَثِ نے ان کو زہر دیا

قتادہ بصری نے دور حسن نہیں دیکھا

قابل غور ہے کہ شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں اصول الکافی الکلینی اور الفصول المہم للجر العاملی میں لکھا ہے

.إنّ الائمّة يعلمون متي يموتون وإنّهم لا يموتون إلّا باختيارهم

ائمہ جانتے ہیں کہ کب موت سے ہمکنار ہوں گے اور وہ اپنے اختیار سے ہی وفات پاتے ہیں

معلوم ہوا کہ حسن وہ امام نہیں تھے جن پر عقیدہ امامت رکھا جاتا ہے

حسن ۴۷ یا ۴۹ سال کے تھے جب وفات ہوئی

افسوس کہ حسن کی معصوم بیوی پر رافضیوں کی جانب جھوٹا الزام لگایا گیا۔ اور سنی سنائی آگے کرنے والے سنیوں نے بھی یہ قول پھیلایا۔ جعدہ بعد میں حیات رہیں ان کی ابن عباس کے بیٹے العباس بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم سے شادی ہوئی اور ان سے محمد بن عباس اور قریبہ بن عباس پیدا ہوئے —ماشاء اللہ۔ محمد بن العباس وقريبة بنت العباس وأمهما جعدة بنت الأشعث بن قيس بن معدى كرب بن معاوية بن جبلة الكندى

اگر جعدہ نے زہر دیا ہوتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ کبھی بہو نہیں بن سکتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ بنو عباس کے دور میں رافضیوں نے ان قصوں کو مشہور کیا کہ ابن عباس کی بہو سازشی تھیں

معاویہ کا جشن منانا

معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت سنن ابی داود ۴۱۳۲ میں ہے کہ

حدَّثنا عَمرُو بنُ عُثمانَ، حدَّثنا بقيةُ، عن بَحِيْرٍ، عن خالد، قال: وفد المقدام بن مَعدِي كَرِبَ وعمرو بنُ الأسودِ، ورَجُلٌ من بني أسدٍ من أهل قِنَّسرِينَ إلى معاويَة بن أبي سفيانَ، فقال معاويةُ لِلمقدام: أعَلِمْتَ أن الحسنَ بنَ علي تُوفِّي؟ فرجَّعَ المِقدَامُ، فقال له رجل: أترَاها مُصِيبَةً؟ قال له: ولم لا أراها مُصيبةً وقد وضعه رسولُ الله – صلَّى الله عليه وسلم – في حَجرِه، فقال: "هذا مِنِّي وحُسينٌ مِنْ علي"؟! فقال الأسَديُّ: جمرةٌ أطفأها اللهُ عزَّ وجلَّ، قال: فقال المقدامُ: أما أنا، فلا أبرحُ اليومَ حتى أُغيِّظَكَ وأُسمِعَكَ ما تَكرَه، ثم قال: يا معاويةُ، إن أنا صدقَتُ فصدِّقني، وإن أنا كذبتُ فكذِّبْني، قال: أفْعَلُ: قال: فأنشُدُكَ بالله، هلْ سمعتَ رسولَ الله – صلَّى الله عليه وسلم – ينهى عن لبسِ الذَّهَبِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فأنشدُكَ باللهِ، هل تَعْلَمُ أن رسولَ الله – صلَّى الله عليه وسلم – نهى عن لبسِ الحريرِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فأنشُدُكَ بالله، هل تَعْلَمُ أن رسولَ الله – صلَّى الله عليه وسلم – نهى عن لبسِ جلود السَّباع والرُّكوب عليها؟ قال: نَعَمْ. قال: فواللهِ لقد رأيتُ هذا كُلَّه في بيتِك يا معاويةُ، فقال معاويةُ: قد علِمتُ أني لن أنجوَ مِنْكَ يا مقدامُ، قال خالدٌ: فأمر له معاويةُ بما لم يأمُرْ لِصاحبَيه، وفَرَضَ لابنِه في المئتينِ، ففرَّقها المقدامُ على أصحابه قال: ولم يُعطِ الأسديُّ أحداً شيئاً مما أخذَ، فبلغ ذلك معاويةَ، فقال أما المقدامُ فرجلٌ كريمٌ بَسَطَ يدَه، وأما الأسديُّ فرجلٌ حسنُ الأمساكِ لشيئه

بقیۃ ابن الولید الحمصی کہتے ہیں ہم سے بَحِيرٍ بن سعد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے خالد ابن مَعدان نے بیان کیا کہا ایک وفد جس میں المقدام بن مَعدِی کَرِب اور عمرو بن الأسودِ اور ایک شخص بنی إسدِ کا قِنَّسرِینَ والوں میں سے تھے

معاویۃ بن اِبی سفیانَ کے پاس گئے پس معاویۃ بن اِبی سفیانَ نے المقدام سے کہا آپ کو پتا چلا حسن بن علی کی وفات ہو گئ؟ پس مقدام نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اس پر ایک شخص نے کہا تو کیا تم اس [الحسن ابن علی] کے مرنے کو ایک مصیبت تصور کرتے ہیں؟ اس پر مقدام نے جواب دیا: میں اسے مصیبت کیسے نہ سمجھوں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حسن کو اپنی گود میں لیتے تھے اور کہتے تھے کہ حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہیں-اس ہر بنی اسد کے شخص نے کہا: وہ [حسن] ایک جلتا ہوا انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا۔

مقدام نے کہا آج میں آپ کو ناپسندیدہ بات سنائے، اور ناراض کئے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر انہوں نے کہا معاویہ اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کریں، اور اگر میں جھوٹ کہوں تو جھٹلادیں، معاویہ بولے میں ایسا ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ معاویہ نے کہا ہاں۔ پھر کہا میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا ہاں معلوم ہے، پھر کہا میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے؟ کہا ہاں معلوم ہے۔ تو انہوں نے کہا معاویہ قسم اللہ کی میں یہ ساری چیزیں آپ کے گھر میں دیکھ رہا ہوں؟ تو معاویہ نے کہا مقدام مجھے معلوم تھا کہ میں تمہاری نکتہ چینیوں سے بچ نہ سکوں گا۔ خالد کہتے ہیں پھر معاویہ نے مقدام کو اتنا مال دینے کا حکم دیا جتنا ان کے اور دونوں ساتھیوں کو نہیں دیا تھا اور ان کے بیٹے کا حصہ دو سو والوں میں مقرر کیا، مقدام نے وہ سارا مال اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا، اسدی نے اپنے مال میں سے کسی کو کچھ نہ دیا، یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا مقدام سخی آدمی ہیں جو اپنا ہاتھ کھلا رکھتے ہیں، اور اسدی اپنی چیزیں اچھی طرح روکنے والے آدمی ہیں۔

اس روایت کو شعَیب الأرنؤوط - محمَّد کامِل قره بللي نے سنن ابو داود کی تحقیق میں ضعیف قرار دیا ہے

اس روایت کو اہل حدیث مولویوں مثلا زبیر علی زئی اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے جبکہ یہ منکر ہے

اس کی سند میں بقية ابن الوليد الحمصي المتوفی ۱۱۰ھ ہے ان سے بخاری نے تعلیق میں روایت لی ہے اور صحیح روایت نہیں لی مسلم نے بھی شواہد میں حدیث لکھی ہے

نسائی کہتے ہیں قال النسائی : إذا قال : حدثنا و أخبرنا فهو ثقة

اگر یہ اخبرنا یا حدثنا کہے تو ثقہ ہے

لیکن اس کی سند میں نہ اس نے اخبرنا کہا ہے نہ حدثنا، لہٰذا یہ روایت تدلیس کی وجہ سے قابل رد ہے

سیر الاعلام از الذھبی کے مطابق

.ابْنِ عُيَيْنَةَ: لاَ تَسْمَعُوا مِنْ بَقِيَّةَ مَا كَانَ فِي سُنَّةٍ، وَاسْمَعُوا مِنْهُ مَا كَانَ فِي ثَوَابٍ وَغَيْرِه

سفیان ابْنِ عُيَيْنَةَ کہتے ہیں بَقِيَّةَ سے سنت پر کچھ نہ سنو البتہ ثواب کی روایت سنو

تدلیس پر لکھی جانے والی کتابوں کے حساب سے ان کی تدلیس مجہولین اور ضعیف راویوں سے ہوتی ہے

کتاب ذکر اسماء من تکلم فیہ وہو موثق از الذھبی کے مطابق

مختلف في الحتجاج به

ان سے دلیل لینا مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے

روایت امام احمد کے اصول پر قابل قبول ہے

«وقال عبد الله: قال أبي: بقية إذا حدث عن المعروفين مثل بحير بن سعد وغيره (قُبل) . «العلل (3141) .

جب بقیہ معروفین مثلا بحیر بن سعد سے روایت کرے تو قبول کر لو

لیکن یہ بھی علم رجال میں موجود ہے

وقال أحمد بن الحسن الترمذي: سمعت أحمد بن حنبل، رحمه الله، يقول: توهمت أن بقية لا يحدث

المناكر إلا عن المجاهيل فإذا هو يحدث المناكير عن المشاهير، فعلمت من أين أتي. «المجروحون لابن حبان» 191/1.
احمد بن حسن نے کہا میں نے احمد کو کہتے سنا مجھ کو وہم ہوا کہ بقیہ صرف مجھول راویوں سے مناکیر روایت کرتا ہے پس جب یہ ثقات سے بھی منکر روایت کرے تو جان لو کہ کہاں سے یہ آئی ہے

یعنی بقیہ نے ثقات سے بھی منکر روایت بیان کی ہیں اور ایسا ہی اس روایت میں ہے کہ اس نے ایک منکر بات پیش کی ہے اس کا تفرد بھی ہے

یہ روایت امام ابن ابی حاتم کے نزدیک بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی

کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال از ابن عدی کے مطابق

حَدَّثني عَبد المؤمن بن أحمد بن حوثرة، حَدَّثَنا أَبُو حاتم الرازي، قالَ: سَألتُ أبا مسهر عَن حديث لبقية فَقَالَ احذر أحاديث بَقِيَّة وكن منها عَلَى تقية فإنها غير نقية.
أَبُو حاتم الرازي نے کہا میں نے أبا مسهر سے بقیہ کی روایات کے بارے میں پوچھا کہا ان سے دور رہو ہو سکتا ہے اس میں تقیہ ہو کیونکہ یہ صاف (دل) نہ تھا

ابن ابی حاتم نے علل الحدیث میں بقیہ بن الولید کی بجیر بن سعد سے ایک روایت کو منکر بھی قرار دیا ہے

وسألتُ (2) أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ بَحِير (3) بْنِ سَعْدٍ (4) ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِير بْنِ مُرَّة، عن
عائِشَةَ، عن النبيِّ (ص) أنه قال لها النبيُّ (ص) : أَطْعِمِينَا يا عَائِشَةُ. قَالَتْ: مَا عِنْدَنَا شيءٌ، فَقَالَ أَبُو بكرٍ: إنَّ المرأةَ المؤمنةَ لا تَحلِفُ (1) أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدَهَا شيءٌ وَهِيَ عندها، فقال النبيُّ (ص) : وَمَا يُدْرِيكَ أَمُؤْمِنَةٌ هِيَ أَمْ لاَ؛ إنَّ (2) المَرْأَةَ المُؤْمِنَةَ فِي النِّسَاءِ كَالْغُرَابِ الأَبْقَعِ (3) فِي الغِرْبَانِ ؟
قَالَ أَبِي: لَيْسَ هَذَا بشيءٍ
اس روایت پر ابی حاتم نے کہا کوئی چیز نہیں

روایت میں بقیہ نے حدثنا کہا ہے

کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال از ابن عدی کے مطابق

أَبَا التَّقِيِّ هِشَامُ بْنُ عَبد الْمَلِكِ يقُول: مَن، قَال: إنَّ بَقِيَّةَ، قَال: حَدَّثَنا فَقَدْ كَذَبَ مَا قَالَ بَقِيَّةُ قَطُّ إلا، حَدَّثَني فلان

أَبَا التَّقِيِّ هِشَامُ بْنُ عَبد الْمَلِكِ کہتے جو یہ کہے کہ بقیہ نے کہا حدثنا وہ جھوٹ ہے بقیہ نے کبھی بھی یہ نہیں بولا بلکہ کہتا حدثنی فلاں

یعنی بقیہ اپنے اپ کو محدث کا خاص شاگرد باور کراتا کہ اس نے مجمع میں نہیں بلکہ خاص شیخ نے اس کو سنائی

بقیہ کو ثقہ بھی کہا گیا اور بے کار شخص بھی کہا گیا ہے- عقیلی کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں

بیہقی کہتے ہیں وقد اجمعوا علی ان بقیۃ لیس بحجۃ وفیہ نظر اس پر اجماع ہے کہ اس کی روایت حجت نہیں اور اس پر نظر ہے- ابن حزم: ضعیف کہا ہے- بہر حال اس راوی کی عدالت میں نقص ہے اور راقم اس پر مطمئن نہیں ہے کہ اس کو صحیح قرار دے-

الجور قانی (المتوفی: 543ھ-) الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير میں کہتے ہیں

بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ هُوَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ.

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيُّ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: يُكْتَبُ حَدِيثُ بَقِيَّةَ، وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ

علل ابو حاتم میں بقیہ کی ایک روایت پر ہے

وكان بَقِيَّةُ يدلِّسُ؛ فظنُّوا هؤلاءِ (4) أَنَّهُ يقولُ فِي كلِّ حديثٍ: حدَّثنا، ولا يَفْتَقِدُونَ الخبَرَ منه

بقیہ نے ان تمام شاگردوں نے گمان کیا کہ وہ ہر حدیث پر حدثنا کہتا ہے اور انہوں نے سماع کی تحقیق نہیں کی

ابن رجب نے "فتح الباری" (479/5) میں لکھا ہے

وقد ذكر أبو حاتم نحو هذا في أصحاب بقية بن الوليد؛ أنهم يروون عنه عن شيوخه ويصرحون بتحديثه عنهم، من غير سماع له منهم

اصحاب بقیہ اپنے شیوخ سے روایت کرتے تھے اور اس میں تحدیث کی تصریح کرتے لیکن انہوں نے اس سے سنا بھی نہیں ہوتا تھا

سلفی مکتب فکر والے پبلشر دار السلام کے حاشیہ بردار اہل حدیث مولویوں نے لکھا ہے

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حق بات کہنے میں بڑے جری تھے۔ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ کی امارت سے کوئی خوف نہ آیا اور بے دھڑک حق بات کہہ دی۔ ② اس مکالمے کے شروع میں جو آیا ہے: ”ایک آدمی نے کہا“ اس کے قائل شاید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی ہوں۔ جسے ادباً مبہم رکھا گیا ہے۔ (عون المعبود) ③ بنو امیہ اور اہل بیت کے خاندانوں میں سیاسی امور میں ان کے خاص رجحانات تھے۔ یہ تاریخ اسلام کا انتہائی پریشان کن دور تھا جو گزر گیا۔ اب ہم تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا گو ہیں اور کسی کے متعلق اپنے دل میں کوئی بغض نہیں رکھتے۔ ایک مؤرخ کو حسب وقائع کسی بھی جانب میلان کا حق حاصل ہے مگر خیال رہے کہ دوسری جانب بھی جلیل القدر صحابہ ہیں ......رضی اللہ عنهم وارضاهم...... ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (الحشر:١٠) ④ درندوں کی کھالیں اور ان کی گدیاں استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے ہی مردوں کے لیے سونا اور ریشم بھی مباح نہیں۔ ⑤ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو ذکر ہوا کہ ان کے گھر میں ریشم اور درندوں کی کھالیں استعمال ہوتی تھیں تو شاید فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تاویل کرتے ہوں گے۔ واللہ اعلم.

إحمد بن محمد بن إبي بكر بن خلكان اپنی کتاب وفیات الأعیان وإنباء إبناء الزمان جلد ٢ صفحہ ٦٦ اور ٦٧ پر لکھتے ہیں کہ

ولما بلغه موته سمع تكبيراً من الحضر، فكبر أهل الشام لذلك التكبير فقالت فاختة زوجة معاوية: أقر الله عينك يا أمير المؤمنين، ما الذي كبرت له قال: مات الحسن، قالت: أعلى موت ابن فاطمة تكبر قال: والله ما كبرت شماتة بموته ولكن استراح قلبي. وكان ابن عباس بالشام، فدخل عليه فقال: يا ابن عباس، هل تدري ما حدث في أهل بيتك قال: لا أدري ما حدثإلا أني أراك مستبشراً وقد بلغني تكبيرك وسجودك، قال: مات الحسن، قال: إنا لله، يرحم الله أبا محمد، ثلاثاً؛ ثم قال: والله يا معاوية لا تسد حفرته حفرتك ولا يزيد نقص عمره في يومك، وإن كنا أصبنا بالحسن لقد أصبنا بإمام المتقين وخاتم النبيين، فسكن الله تلك العبرة وجبر تلك المصيبة وكان الله الخلف علينا من بعده.

یہ بات إحمد بن محمد بن عبد ربہ الأندلسی بھی اپنی کتاب العقد الفرید جلد ٥ صفحہ ١١٠ پر لکھتے ہیں

ولما بلغ معاوية موت الحسن بن عليّ خرّ ساجدا لله، ثم أرسل إلى ابن عباس وكان معه في الشام، فعزاه وهو مستبشر، وقال له. ابن كم سنة مات أبو محمد؟ فقال له:

.سنه كان يسمع في قريش، فالعجب من أن يجهله مثلك
.قال: بلغني أنه ترك أطفالا صغارا
:قال: كل ما كان صغيرا يكبر، وإن طفلنا لكهل، وإنّ صغيرنا لكبير! ثم قال
ما لي أراك يا معاوية مستبشرا بموت الحسن بن علي؟ فو الله لا ينسأ في أجلك، ولا يسدّ حفرتك؛ وما أقلّ بقاءنا بعده

جب حسن کی موت کی خبر پہنچی تو معاویہ نے تکبیر کہی پس اہل شام نے تکبیر کہی پس فاختہ نے کہا اللہ اپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے اے امیر المومنین کس بنا پر اپ نے تکبیر بولی

معاویہ نے کہا حسن کی موت ہوئی

بیوی بولی ابن فاطمہ کی موت پر تکبیر کہہ کر اپ نے اس کو اونچا کر دیا

معاویہ نے کہا اللہ کی قسم میں ایک گالی دینے والے کی موت پر تکبیر نہیں کہی بلکہ قلبی سکون کی بنا پر کہی ہے

اور ابن عباس شام میں تھے وہ معاویہ کے پاس گئے پس معاویہ نے کہا ابن عباس کیا تم کو پتا ہے اہل بیت کیا کہتے ہیں ؟

ابن عباس نے کہا مجھے نہیں پتا کیا کہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں اپ بہت خوش ہیں اور مجھ تک اپ کی تکبیروں اور سجدوں کی خبر پہنچی ہے

معاویہ نے کہا حسن مر گیا

.... ابن عباس نے کہا بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں – اللہ ابو محمد پر رحم کرے تین بار کہا پھر کہا

اہل سنت کی حدیث یا تاریخ کی کسی کتاب میں یہ روایت سندا نہیں ملی

حسن رضی اللہ عنہ کی سن ۵۰ ھجری میں وفات ہوئی – سن ۵۱ ہجری میں یزید بن معاویہ نے الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ پر حملہ کر کے امّت میں اپنی امیر کی صلاحیتوں کو منوالیا – اس حملے میں جلیل القدر اصحاب رسول بھی ساتھ تھے –

معاویہ اور حجر کا قتل

حجر بن عدی المتوفی ۵۳ھ یا ۵۱ھ کے قتل کا ذکر- حجر بن عدي بن جبلة الكندي، علی کے خاص اصحاب میں سے تھے اور معرکہ صفین میں ایک بہادر مشہور ہوئے اور ناسک یعنی زاہد منش تھے- عصر حاضر میں داعش والوں نے ان کی قبر بم سے اڑادی ہے—ابن حبان نے مشاہیر علماء الأمصار وإعلام فقهاء الأقطار میں اس کا شمار عباد التابعین میں کیا ہے- امام بخاری نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے قتل فِي عهد عَائِشَةَ اس کا قتل دور عائشہ میں یعنی ام المومنین رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ہوا ہے—متاخرین میں الذھبی، ابن عبد البر، ابن حجر نے اس کا شمار اصحاب رسول میں کر دیا ہے—جبکہ ابن سعد نے طبقات میں ابن قُطْلُوْبَغَا نے الثقات ممن لم يقع فى الكتب الستة میں اس صغیہ تمریض میں ذکر کیا ہے کہ قیل إن له صحبة کہا جاتا ہے یہ صحابی ہے- ابن سعد نے اس کو الطبقة الاولى من تابعى إہل الكوفة میں شمار کیا ہے—جبکہ المعارف میں إبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينورى (المتوفى: 276ھ-) نے اس کا شمار صحابی میں کیا ہے-

حجر بن عدی میں بغاوت اور مخالفت اہل بیت کے جراثیم آ چکے تھے- یہاں تک کہ یہ کھل کر حسن رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر تنقید کرتے اور حسین کو اپنے بھائی حسن سے ورغلاتے تھے- شیعہ کتاب الاخبار الطوال میں ہے:

(صلح کے بعد) حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ملاقات سب سے پہلے حجر بن عدی سے ہوئی۔ اس نے حسن کو ان کے اس فعل (صلح) پر شرم دلائی اور دعوت دی کہ وہ (معاویہ سے) دوبارہ جنگ شروع کریں اور کہا: "اے رسول اللہ کے بیٹے! کاش کہ میں یہ واقعہ دیکھنے سے پہلے مر جاتا۔ آپ نے ہمیں انصاف سے نکال کر ظلم میں مبتلا کر دیا۔ ہم جس حق پر قائم تھے، ہم نے وہ چھوڑ دیا اور جس باطل سے بھاگ رہے تھے، اس میں جا گھسے۔ ہم نے خود ذلت

اختیار کر لی اور اس پستی کو قبول کر لیا جو ہمارے لائق نہ تھی۔" حسن کو حجر بن عدی کی یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے فرمایا: ”میں دیکھتا ہوں کہ لوگ صلح کی طرف مائل ہیں اور جنگ سے نفرت کرتے ہیں۔ آپ کیوں اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میں لوگوں پر وہ چیز مسلط کروں جسے وہ ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے خاص طور پر اپنے شیعوں کی بقا کے لیے یہ صلح کی ہے۔ میری رائے کہ جنگوں کے اس معاملے کو مرتے دم تک ملتوی کر دیا جائے۔ یقیناً اللہ ہر روز نئی شان میں ہوتا ہے۔“ اب حجر حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، ان کے ساتھ عبیدہ بن عمرو بھی تھے۔ یہ دونوں کہنے لگے: "ابو عبداللہ! آپ نے عزت کے بدلے ذلت خرید لی۔ زیادہ کو چھوڑ کر کم کو قبول کر لیا۔ آج ہماری بات مان لیجیے، پھر عمر بھر نہ مانیے گا۔ حسن کو ان کی صلح پر چھوڑ دیجیے اور کوفہ وغیرہ کے باشندوں میں سے اپنے شیعہ کو جمع کر لیجیے۔ یہ معاملہ میرے اور میرے ساتھیوں کے سپرد کر دیجیے۔ ہند کے بیٹے (معاویہ) کو ہمارا علم اس وقت ہو گا جب ہم تلواروں کے ذریعے اس کے خلاف جنگ کر رہے ہوں گے۔“ حسین نے جواب دیا: "ہم بیعت کر چکے اور معاہدہ کر چکے۔ اب اسے توڑنے کا کوئی راستہ نہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں باغی شیعان علی نے جو حسن سے متفق نہیں تھے انہوں نے مل کر کوفہ میں گورنر المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی – کہا جاتا ہے کہ ایک روز نماز جمعہ میں مغیرہ نے دیر کی وہ خطبہ دے رہے تھے، حجر بن عدی اپنے بارہ ساتھیوں کے ساتھ اٹھے اور چلتے بنے۔

امام احمد نقل کرتے ہیں

قال عبد الله بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو بكر بن عياش. قال: سمعت أبا يحيى، يعني القتات، منذ سبعين سنة. قال: قال حجر بن عدي: أبلغوا عنا معاوية، أنا والله ما افتتنا، ولا أتت علينا ليلة إلا صليناها. «العلل» (3626) .

حجر کہا کرتا ہماری یہ بات معاویہ کو پہنچا دو، نہ ہم اس کے پاس جائیں گے نہ وہ ہمارے پاس رات میں (شب خون مارنے) آئے سوائے اس کے کہ ہم اس کی نماز (جنازہ) پڑھیں

یعنی حجر نے معاویہ کی بیعت نہیں کی اور کھلم کھلا بغاوت پر اتر آیا اور منہ بھر دھمکیاں دیتا تھا–اس کے بر عکس حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بیعت کر چکے تھے یہ باغی بنا رہا- جب اس نے جتھا بندی کرنا شروع کی کہ ۱۲ افراد کو لے کر مسجد سے نکلا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی حرکت کو بھانپ لیا اور اس پر باغی کا صحیح حکم لگایا اور اسی کی پاداش میں یہ قتل ہوا

معرفہ والتاریخ از یعقوب بن سفیان میں ہے کہ معاویہ و عائشہ میں اس حوالے سے کلام ہوا

قال يعقوب بن سفيان: ثنا عمرو بن عاصم، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زيد عن سعيد بن المسيب عن مروان بن الحكم قال: دخلت مع معاوية على أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها فقالت: يا معاوية قتلت حجرا وأصحابه وفعلت الّذي فعلت، أما خشيت أن أخبأ لك رجلا فيقتلك؟ قال: لا. اني في بيت أمان، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: الايمان قيد الفتك لا يفتك، لا يفتك مؤمن يا أم المؤمنين.

كيف أنا فيما سوى ذلك من حاجاتك؟ قالت: صالح. قال: فدعيني وحجرا حتى نلتقي عند ربنا عز وجل

سند میں عَلِيِّ بْنِ زید شیعہ ہے

بہر حال باغی کے حوالے سے یہ سنت معاویہ مشہور ہوئی کہ وہ اس کا قتل کریں گے

مورخین نے اپنی طرف سے فرضی اضافے کیے ہیں کہ حجر اصل میں علی پر سب و شتم برداشت نہ کر سکے وغیرہ وغیرہ جبکہ یہ تمام روایات صحت کے درجے پر نہیں پہنچتیں

کتاب الاحاد والمثانی از ابن ابی عاصم کی ہے

أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِينَةَ فَاسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ فَأَذِنَتْ لَهُ وَحْدَهُ، وَلَمْ يَدْخُلْ مَعَهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا دَخَلَ قَالَتْ عَائِشَةُ: «أَكُنْتَ تَأْمَنُ أَنْ أُقْعِدَ

لَكَ رَجُلًا فَيَقْتُلَكَ كَمَا قَتَلْتَ أَخِي مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ؟» قَالَ: مَا كُنْتِ تَفْعَلِينَ ذَلِكَ. قَالَتْ: «لِمَ؟» قَالَ: إِنِّي فِي «بَيْتِ أَمْنٍ. قَالَتْ: «أَجَلْ

معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے گئے۔ان کے ساتھ کوئی اندر نہ گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھاکہ تمہیں کونسی چیز اس بات سے امن میں رکھے گی کہ میں ایک شخص کو لا کر نہ بیٹھاؤں جو تمہارا قتل کر دے جیساکہ تم نے میرے بھائی محمد بن ابو بکر کا کیا۔اس پر معاویہ نے کہاکہ آپ ایسا نہیں کریں گی۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیوں؟ معاویہ نے کہاکہ میں امن والے گھر میں داخل ہو چکا ہوں-عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ٹھیک ہے

معمر عن الزہری کی سند سے روایت قبول کی گئی ہے لیکن ابن معین کا قول ہے کہ معمر نے تمام روایات نہیں سنی ہیں بعض میں تدلیس ہے

کتاب جامع التحصیل از صلاح الدین إبو سعید خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ الدمشقی العلائی (المتوفی: 761ھ)کے مطابق امام ابن معین کہتے ہیں کہ راوی معمر بن راشد نے امام الزہری سے ہر روایت نہیں سنی-ایک روایت پر فرمایا

يقول فيه معمر أخبرت عن الزهري يعني لم يسمعه منه

اس سند میں معمر نے زہری سے خبر دی ہے یعنی معمر نے اس کو زہری سے نہیں سنا

معمر مدلس تھے اور یہ روایت بھی عن سے ہے لہذا قابل رد ہے

مستدرک حاکم کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَّابٍ الْعَبْدِيُّ بِبَغْدَادَ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ النَّرْسِيُّ، ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ:

دَخَلْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ، عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: يَا مُعَاوِيَةُ، قَتَلْتَ حُجْرًا وَأَصْحَابَهُ وَفَعَلْتَ الَّذِي فَعَلْتَ أَمَا تَخْشَى أَنْ أَخْبَأَ لَكَ رَجُلًا فَيَقْتُلَكَ؟ قَالَ: لَا إِنِّي فِي بَيْتِ أَمَانٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْإِيمَانُ قَيْدُ الْفَتْكِ، لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ»

مروان بن حکم کہتے ہیں کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا کہ اے معاویہ تم نے حجر اور اس کے ساتھیوں کو مار ڈالا، اور وہ کیا جو کیا۔ کیا تم اس سے خوفزدہ نہیں کہ میں کسی کو بلا لوں تاکہ تم کو قتل کر دے۔ معاویہ نے کہا نہیں میں امن والے گھر میں ہوں۔ اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایمان بربادی کو قید کر لیتی ہے۔ مومن بربادی یا تباہی نہیں کرتا

سند میں علی بن زید بن جدعان ہے جس کو دار قطنی ضعیف کہتے ہیں المعلمی فوائد میں ضعیف کہتے ہیں

ابن معین اور احمد لیس بشی کہتے ہیں

الغرض یہ روایات ضعیف ہیں

معاویہ کی بیوی نصرانی جاسوس؟

سن ۲۰۱۳ ع میں شائع شدہ کتاب اربعین حسین از عبداللہ دانش، مرکز الحرمین فیصل آباد میں امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ میسون بنت بحدل بن أُنیف بن دلجة کے حوالے سے انکشاف کیا گیا ہے وہ ایک نصرانی جاسوس تھیں — نعوذ باللہ۔

رومی عیسائی سازش

☐ (قیصر روم اپنی چال چلتا رہا۔ بڑی اسکیم کے تحت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر عیسائی عورت میسون کو مسلمان بنا کے داخل کیا اسی سے یزید پیدا ہوا جس کی پرورش عیسائی قبیلے کے ننھیال میں ہوئی۔ اس نومسلم بیوی کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے طلاق بھی دے دی تھی۔ عیسائیوں کی گہری سازش تھی کہ مرکزی مسلم حکومت میں اپنے مشنری لوگ داخل کرے۔ انہی میں سے یہ خصوصی مشیر ”سرجون“ بھی تھا۔

جس نے یزید کو ابن زیاد کا مشورہ دیکر گورنر کوفہ بنوایا۔ اور میدان کربلا میں خاندان نبوت کو کچل دیا۔ اور عیسائی دنیا اپنے مباہلہ کی ہزیمت کا انتقام لینے میں کامیاب ہوئی۔

راقم کہتا ہے ان لوگوں کا حال یہ ہو گیا ہے کہ گویا

عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ

غصے میں اپنی انگلیاں چبا لیں گے (ال عمران)

شرم وحیا سے عاری یہ جھوٹے لوگ اس درجہ نیچے گر جائیں گے، سوچا بھی نہیں تھا- کس ظالم نے یہ خبر دی کہ معاویہ کی بیوی ایک نصرانی جاسوس تھیں؟ الإكمال في رفع الارتياب عن المؤتلف والمختلف في الأسماء والكنى از ابن ماکولا (المتوفى: 475ھ) میں ہے

فميسون بنت بحدل بن أنيف بن دلجة بن قنافة بن عدي، بن زهير بن حارثة بن جناب بن هبل الكلبية أم يزيد بن معاوية، روت عن معاوية بن أبي سفيان زوجها عن النبي صلى الله عليه وسلم،

میسون یہ یزید کی ماں ہیں یہ اپنے شوہر معاویہ سے روایت کرتیں اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

معاویہ کی مشہور بدعات

عید کے خطبات نماز سے پہلے کیے جانے لگے ؟

صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ بن أسلم عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلاَةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ، فَيَعِظُهُمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ، فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهْوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ فَجَبَذَنِي فَارْتَفَعَ، فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: غَيَّرْتُمْ وَاللَّهِ. فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ. فَقُلْتُ مَا أَعْلَمُ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا لاَ أَعْلَمُ. فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلاَةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلاَةِ."

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ جاتے اور سب سے پہلے عید نماز پڑھاتے اور سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے، لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ و نصیحت فرماتے اور نیکی کا حکم دیتے، پھر اس کے بعد اگر کسی مہم پر صحابہ کرام کو روانہ کرنا ہوتا تو افراد چن کر روانہ کر دیتے، یا کسی کام کا حکم دینا ہوتا تو حکم دے کر گھروں کی جانب واپس روانہ ہوتے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : لوگوں کا اسی پر عمل جاری وساری رہا، یہاں تک کہ میں مدینہ کے گورنر مروان کے ساتھ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے موقع پر عید گاہ گیا ، جب ہم عید گاہ پہنچے تو وہاں کثیر بن صلت نے منبر بنایا ہوا تھا، تو مروان نے نماز سے قبل منبر پر چڑھنا چاہا تو میں نے اس کے کپڑے سے کھینچا، تو مروان اپنا کپڑا چھڑوا کر منبر پر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے لوگوں سے خطاب کیا، اس پر میں [ابو سعید] نے کہا: اللہ کی قسم ! تم نے دین بدل دیا ہے تو مروان نے کہا: ابو سعید جو باتیں تم جانتے ہو [ان کا دور] اب نہیں رہا

ابو سعید نے جواب دیا: اللہ کی قسم جو باتیں میرے علم میں ہیں وہ ان سے کہیں بہتر ہیں جو میرے علم میں نہیں ہیں۔ مروان نے کہا: لوگ نماز کے بعد ہمارے خطاب کیلیے بیٹھتے نہیں تھے، اس لیے میں نے اپنے خطاب کو ہی نماز سے پہلے کر دیا

اس میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا قصور کیا ہے اس دور میں کوئی ان کو ایس ایم ایس میسج بھیج کر بتا دیتا کہ مدینہ میں مروان نے ایسا کیا تو وہ اس کو روک دیتے اور کیا یہ خطبہ سننے سے بچنے کے لیے لوگ چلے گئے یہ کیا صحیح تھا؟ اگر یہ لوگ عید کا خطبہ نہیں سننا چاہتے تھے تو یہ تو واجب نماز تھی –فرض جمعہ میں کیا ہوتا تھا اس پر کتب خاموش ہیں کون کون اس خطبہ جمعہ کو چھوڑتا تھا؟

اسنادی نکات: روایت عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ المتوفی ۷۴ ھ کی سند سے ہے

محدثین کے مطابق یہ سماع صحیح ہے البتہ ثقات ابن حبان میں ہے

عِيَاض بْن عَبْد الله يروي عَن أَبِيه عَن أبي سعيد الْخُدْرِيّ روى عَنهُ سَلمَة بْن كهيل وَلَيْسَ هَذَا بِابْن أبي سرح

عِیَاض بْن عَبْد اللہ جو اپنے باپ سے وہ ابو سعید سے روایت کرتا ہے وہ ابن ابی سرح نہیں ہے

مسئلہ یہ ہے کہ عِیَاض بْن عَبْد اللہ کا سماع ابو سعید سے اگر ہے تو مدینہ میں ہی دیگر اصحاب نبی مثلا جابر بن عبد اللہ سے کیوں نہیں ہے جبکہ یہ بھی ایک ہی دور کے مدنی اصحاب رسول ہیں دوسری طرف محدثین میں سے بعض نے کہا ہے یہ مکہ کے ہیں

و قال ابن یونس: عیاض بن عبد اللہ بن سعد بن إبي سرح ولد بمکۃ، ثم قدم مصر، فکان مع إبیہ، ثم خرج إلی مکۃ، فلم یزل بہا حتی مات

ابن یونس نے کہا عِیاض بن عبد اللہ بن سعد بن إبي سرح مکہ میں پیدا ہوا پھر باپ کے ساتھ مصر گیا پھر مکہ لوٹا اور وہیں رکے یہاں تک کہ وفات ہوئی

جبکہ تاریخ الکبیر امام بخاری میں ہے یُعَدُّ فی إہل المَدِینۃ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے– ثقات ابن حبان میں ہے عِدَادُہُ فی إہل الْمَدِینَۃ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے

راقم کو عِیاض بن عبد اللہ بن سعد بن إبي سرح کی جابر رضی اللہ عنہ سے کوئی مسند روایت نہیں ملی

عِیاض بن عبد اللہ بن سعد بن إبي سرح کا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نہ کرنا عجیب بات ہے جبکہ جابر رضی اللہ عنہ کی وفات کہا جاتا ہے ۷۸ میں ہوئی ہے

راقم کہتا ہے یہ روایت دور عثمان کی ہے دور مروان یا دور معاویہ کی نہیں ہے

مصنف عبد الرزاق کی روایت 5644 ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، لَمَّا رَأَى النَّاسَ يَنْقُصُونَ فَلَمَّا صَلَّى حَبَسَهُمْ فِي الْخُطْبَةِ».

یُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّہِ بْنِ سَلَامٍ کہتے ہیں کہ عید کے دن نماز سے پہلے خطبہ دینا عمر رضی اللہ عنہ نے شروع کیا جب دیکھا کہ لوگ کم ہونے لگے ہیں

یہی بات یوسف نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی بولی

اور امام الزہری کہتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو شروع کیا

معمر کہتے ہیں ان کو پہنچا کہ عثمان اپنی خلافت کے آخری دور میں ایسا کرتے تھے

ابن حجر فتح الباری ج ۲ ص ۴۵۰ میں لکھتے ہیں کہ نماز عید سے پہلے خطبہ عثمان بھی دیتے تھے

وَسَيَاتِی فِی الْبَابِ الَّذِی بَعْدَهُ إِنَّ عُثْمَانَ فَعَلَ ذَلِكَ أَيْضًا لَكِنْ لِعِلَّةٍ أُخْرَى

اور آگے باب میں ہے کہ عثمان بھی ایسا کرتے تھے لیکن اس کی وجہ اور ہے

كتاب : كوثَر المَعَانی الدَّرَارِی فی كَشْفِ خَبَايا صَحِيحُ البُخَاری از محمَّد الخَضِر بن سيد عبد الله بن إحمد الجكنی الشنقيطی (المتوفى : 1354ھ-) کے مطابق عید کی نماز سے پہلے خطبہ دینا

وقيل بل سبقه إليه عثمان؛ لأنه رأى ناسًا لم يدركوا الصلاة فصار يقدم الخطبة رواه ابن المنذر بإسناد صحيح إلى الحسن البصري

عثمان نے کیا کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ لوگ نماز میں نہیں آ رہے پس خطبہ کو پہلے کیا اس کو ابن المنذر نے صحیح اسناد سے حسن بصری سے روایت کیا ہے

ابو مسعود عقبۃ بن عمرو بن ثعلبۃ رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۹ یا ۴۰ ہجری میں ہوئی اور مصنف عبد الرزاق کی روایت 5648 ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: «خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ – أَوْ أَضْحَى – هُوَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي مَسْعُودٍ حَتَّى أَفْضَيْنَا إِلَى الْمُصَلَّى، فَإِذَا كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ الْكِنْدِيُّ قَدْ بَنَى لِمَرْوَانَ مِنْبَرًا مِنْ لَبِنٍ وَطِينٍ، فَعَدَلَ مَرْوَانُ إِلَى الْمِنْبَرِ حَتَّى حَاذَى بِهِ فَجَاذَبْتُهُ

لِيَبْدَأَ بِالصَّلَاةِ»، فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، تُرِكَ مَا تَعْلَمُ، فَقَالَ: كَلَّا وَرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَا تَأْتُونَ بِخَيْرٍ مِمَّا نَعْلَمُ ثُمَّ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ

عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ کہتے ہیں کہ ابو سعید سے سنا کہ میں مروان کے ساتھ یوم فطر یا عید الاضحیٰ پر نکلا اور میرے اور مروان کے درمیان ابی مسعود تھے یہاں تک کہ نماز کی جگہ پہنچے پس کثیر بن الصلت نے مروان کے لئے ایک منبر بنوایا ہوا تھا جس پر مروان چڑھا پھر اس پر سے نماز کے لئے اٹھا پس کہا اے ابو سعید چھوڑ دیا جس کو تم جانتے تھے اس پر ابو سعید نے کہا ہر گز نہیں مشارق و مغارب کے رب کی قسم تم اس خیر تک نہیں پہنچو گے جس کو ہم جانتے ہیں— پھر خطبہ شروع کیا

عینی عمدہ القاری میں لکھتے ہیں

وَزَاد عبد الرَّزَّاق عَن دَاوُد ابْن قيس وَهُوَ بيني وَبَين أبي مَسْعُود، يَعْنِي: عقبَة بن عَمْرو الْأنْصَارِيّ

ابی مسعود سے مراد عقبَة بن عَمْرو الْأنْصَارِيّ ہیں

کثیر بن صلت کے لئے ابن سعد طبقات میں واقدی کے حوالے سے لکھتے ہیں

وَلَهُ دَارٌ بِالْمَدِينَةِ كَبِيرَةٌ فِي الْمُصَلَّى وَقِبْلَةُ الْمُصَلَّى فِي الْعِيدَيْنِ إِلَيْهَا.

ان کا ایک بڑا گھر مدینہ میں تھا مصلی کے ساتھ اور اس میں عیدین کے لئے مصلی کا قبلہ تھا

یہ روایت المسند الصَّحِيح المُخَرّج عَلى صَحِيح مُسلم از أبو عَوانة يَعْقُوب بن إسحَاق الإسفرَايينيّ (المتوفى 316ھ-) میں بھی ہے جہاں اس میں ابی مسعود صحابی کا ذکر ہے

سیر الاعلام النبلاء میں الذھبی کہتے ہیں

قال المدائني وغيره: تُوُفيّ سنة أربعين. وقال خليفة تُوُفيّ قبل الأربعين وقال الواقدي: مات في آخر خلافة معاوية بالمدينة.

المدائني اور دیگر نے کہا کہ ان کی وفات ٤٠ ھ میں ہوئی اور خلیفہ نے کہا ٤٠ سے بھی پہلے اور واقدی نے کہا کہ معاویہ کی خلافت میں مدینہ میں

ابن حبان، مشاہیر علماء الأمصار وإعلام فقہاء الأقطار میں کہتے ہیں

مات بالكوفة في خلافة على بن أبى طالب وكان عليها واليا له

ان کی وفات کوفہ میں علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی ان کی طرف سے وہاں کے والی تھے

الأعلام میں الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396ھ) کہتے ہیں ابی مسعود: ونزل الكوفة. وكان من إصحاب علي، فاستخلفه عليها لما سار إلى صفين (انظر عوف بن الحارث) وتوفي فيها کی وفات کوفہ میں ہوئی

جمہور محدثین و مورخین کے مطابق ابی مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات دور علی میں کوفہ میں ہوئی

یعنی ابی مسعود تو کوفہ میں دور علی میں وفات پا گئے تو اب وہ مروان کا دور کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ دور معاویہ کا ہے ہی نہیں –یہ دور عثمان کا ہو گا جب مروان کو کسی بنا پر امیر مقرر کیا گیا ہو گا اور مروان اور ابی مسعود اور ابو سعید الخدری نے ساتھ نماز پڑھی

اگرچہ متاخرین شارحین نے جمہور کا قول چھوڑ کر واقدی کے قول پر اعتماد کیا ہے اور دعوی کیا ہے ابی مسعود نے معاویہ کے دور میں وفات پائی

راقم کہتا ہے واقدی کا منفرد قول جمہور کے مقابلے پر شاذ ہے ابی مسعود کا انتقال دور علی میں ہوا

عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جمعہ کی نماز بازار میں ہوتی تھی کیونکہ لوگ زیادہ تھے –اسی طرح عید کی واجب نماز میں ابن منذر کے بقول انہوں نے خطبہ پہلے دیا کہ لوگ جمع ہو لیں

راقم کی رائے میں روایت میں ابی مسعود کی موجودگی سے پتا چلتا ہے کہ یہ دور معاویہ کا واقعہ ہے ہی نہیں

شیعہ عالم کتاب الدرجات الرفيعة- السيد على ابن معصوم ، عقبة بن عمرو رضی اللہ عنہ پر کہتے ہیں

وقال أبو عمرو كان قد نزل الكوفة وسكنها واستخلفه على في خروجه إلى صفين. ومات سنة احدى أو اثنتين أو أربعين والله أعلم

ابو عمر نے کہا کہ یہ کوفہ آئے اور اس میں رکے اور علی نے ان کو صفین جاتے وقت امیر کوفہ کیا اور یہ سن ٤٢ یا ٤١ میں مرے

یعنی شیعوں اور سنیوں کے بقول عقبة بن عمرو رضی اللہ عنہ دور معاویہ سے پہلے دور حسن میں انتقال کر گئے تھے

تو پھر راقم کہتا ہے کھینچ تان کر کے اس روایت کو دور معاویہ تک کیسے لایا جا سکتا ہے؟

سن ۳۱ ہجری کا واقعہ ہے جو صحیح البخاری میں ہی ہے

حدیث نمبر: 3717حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: "اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: عُثْمَانُ وَقَالُوا، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ".

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی

اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے، انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

یعنی یہ خطبہ کو پہلے کرنے کا واقعہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیماری کی وجہ سے پیش آیا جس میں اپ حج پر نہ جا سکے اور اتنے بیمار ہوئے کہ وصیت تک کر دی- عقبة بن عمرو بن ثعلبة الخزرجي، ابو مسعود البدری کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ دور عثمان کا ہے اور مدینہ کا ہے تو خطبہ عید دینا عثمان رضی اللہ عنہ کا کام ہے مروان کا نہیں ہے–مروان کا یہ کام کرنا بطور علت ہے جس کی وجہ نکسیر پھوٹنے کی بیماری ہے اس کے علاوہ کوئی اور وجہ نہیں ہو سکتی

مصنف عبد الرزاق میں ہے

ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، لَمَّا رَأَى النَّاسَ يَنْقُصُونَ فَلَمَّا صَلَّى حَبَسَهُمْ فِي الْخُطْبَةِ».

یوسف نے کہا جس نے عید کی نماز میں خطبہ پہلے کیا وہ عمر ہیں جب دیکھا کہ لوگ کم ہو گئے ہیں

تاریخ ابی زرعۃ الدمشقی میں ہے

حدثنا خلف بن ہشام المقرئ قال: حدثنا حماد بن زید عن یحییٰ بن سعید قال: غدوت مع یوسف بن عبد اللہ بن سلام فی یوم عید، فقلت لہ: کیف کانت الصلاۃ علی عہد عمر؟ قال: کان یبدا بالخطبۃ، قبل الصلاۃ۔

یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام کے ساتھ عید کے دن پوچھا کہ عہد عمر میں عید کی نماز کیسی تھی؟ کہا عمر بن خطاب خطبہ دیتے نماز عید سے پہلے

ان آثار کو محدثین نے غریب یعنی منفرد کہا ہے لیکن اس کو رد نہیں کیا کیونکہ سند میں کوئی ایسی علت نہیں کہ ان کو غیر صحیح قرار دیا جائے۔ معلوم ہوا کہ عموم یہ ہے کہ نماز پہلے پھر خطبہ دیا جاتا تھا لیکن کسی وجہ سے اس کو آگے پیچھے عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی کیا ہے

الأوسط از ابن المنذر میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ كَانُوا يُصَلُّونَ ثُمَّ يَخْطُبُونَ، فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ عُثْمَانَ رَأَى أَنَّهُمْ لَا يُدْرِكُونَ الصَّلَاةَ خَطَبَ ثُمَّ صَلَّى

حسن بصری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ابی بکر کے دور میں عمر کے دور میں عثمان کے دور میں نماز ہوتی پھر خطبہ لیکن جب لوگ زیادہ ہوئے دور عثمان میں تو انہوں نے دیکھا کہ لوگ نماز کو نہیں پاتے تو انہوں نے خطبہ کیا پھر نماز

یعنی لوگوں کو اتے اتے وقت لگتا اور نماز چھوٹ جاتی لہذا آسانی کی وجہ سے ہوا– بہر حال حسن بصری نے ان تمام ادوار کو نہیں دیکھا لہذا کسی نے ان کو خبر دی ہو گی اس کے بر عکس یوسف نے ان ادوار کو دیکھا ہے

کتاب الام میں شافعی نے جو روایت دی وہ ہے

أخبرنا الرَّبِيعُ قال أخبرنا الشَّافِعِيُّ قال أخبرنا إبْرَاهِيمُ قال حدثني دَاوُد بن الْحُصَيْنِ عن عبد اللَّهِ بن يَزِيدَ الْخِطْمِيِّ أَنَّ النبي صلى اللَّهُ عليه وسلم وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَبْتَدِئُونَ بِالصَّلَاةِ قبل الْخُطْبَةِ حتى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فَقَدَّمَ الْخُطْبَةَ.

رسول اللہ، ابو بکر عمر اور عثمان سب نماز کے بعد خطبہ عید دیتے لیکن جب معاویہ آئے تو انہوں نے خطبہ پہلے کر دیا

راقم کہتا ہے اس کی سند میں إبراهيم بن إبي يحيٰی الأسلمی ہے جو متروک الحدیث ہے

فتح الباری میں ابن حجر نے لکھا ہے

وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عُثْمَانُ فَعَلَ ذَلِكَ أَحْيَانًا بِخِلَافِ مَرْوَانَ فَوَاظَبَ عَلَيْهِ فَلِذَلِكَ نُسِبَ إِلَيْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ مِثْلُ فِعْلِ عُثْمَانَ قَالَ عِيَاضٌ وَمَنْ تَبِعَهُ لَا يَصِحُّ عَنْهُ وَفِيمَا قَالُوهُ نَظَرٌ لِأَنَّ عَبْدَ الرَّزَّاقِ وبن أبي شيبَة روياه جَمِيعًا عَن بن عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَهَذَا إِسْنَاد صَحِيح

اور احتمال ہے اس طرح خطبہ پہلے کرنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی کبھی کیا ہے…اور روایت کیا گیا ہے کہ ایسا عمر نے بھی کیا ہے اور قاضی عیاضؒ اور ان کی اتباع کرنے والوں نے کہا ہے یہ صحیح نہیں اس پر نظر ہے اور مصنف عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ میں دونوں نے اس کو . . یوسف بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے

إبو العبّاس إحمَدُ بنُ الشيخِ کتاب المفہم لما إشکل من تلخیص کتاب مسلم میں کہتے ہیں

وقد رُوِيَ أنَّ أوَّلَ مَنْ فعل ذلك عمر بن الخَطَّاب ، وقيل : عثمان ، وقيل : عَمَّار ، وقيل : ابن الزبير ، وقيل : معاوية - رضى الله عنهم - ... فإنْ صحَّ عن واحدٍ مِنْ هؤلاء أنَّه قدَّم ذلك ، فلعلَّه إنما فعل ؛ لمَا رأى من انصرافِ الناسِ عن الخُطْبة ، تاركين لسماعها مستعجلين ، ، أو ليدرك الصلاةَ مَنْ تأخَّر وبَعُدَ منزلُهُ.

اور روایت کیا گیا ہے سب سے عید کی نماز کرنا پھر خطبہ دینا عمر نے کیا اور کہا جاتا ہے عثمان نے کیا اور کہا جاتا ہے عمار نے کیا اور کہا جاتا ہے ابن زبیر نے کیا اور کہا جاتا ہے معاویہ نے کیا پس اگر یہ ان سب سے صحیح ہیں جن کا ذکر کیا تو ہو سکتا ہے انہوں نے ایسا کیا ہو جب دیکھا کہ لوگ خطبہ پر جا رہے ہیں اور جلدی میں خطبہ نہیں سن رہے اور نماز میں دیر کر رہے ہیں

راقم کہتا ہے اگر کوئی بیماری عام ہو یا کوئی اور وجہ ہو مثلا قحط وغیرہ تو ایسا کیا جا سکتا ہے

نمازیں لیٹ پڑھائی جانے لگیں ؟

معاویہ و یزید پر یہ الزام ثابت نہیں ہے یہ عبد الملک بن مروان کے دور کا ذکر ہے کہ اس میں کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف نماز وقت پر نہیں پڑھاتا تھا

صحیح میں ہے

وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، أَنَّ الحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ، عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَيْفَ

تَصْنَعُ فِي المَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: «إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلاَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ»، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: «صَدَقَ، إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالعَصْرِ فِي السُّنَّةِ»، فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: أَفَعَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: «وَهَلْ تَتَّبِعُونَ فِي ذَلِكَ إِلَّا سُنَّتَهُ»

حجاج بن یوسف کو یوم عرفہ میں نماز میں جمع کرنا بتایا گیا

بعض روایات میں ہے کہ وہ نماز لیٹ کرتا تھا لیکن ان میں ایک راوی کا تفرد ہے

مسند ابو داود الطیالسی کی روایت ہے کہ حجاج نماز میں تاخیر کرتا جس پر محمد بن عمرو بن الحسن نے جابر بن عبد اللہ سے سوال کیا

ثنا شعبة، عن سعد بن إبراهيم، قال: سمعت محمد بن عمرو بن الحسن يقول: لما قدم الحجاج بن يوسف كان يؤخر الصلاة، فسألنا جابر بن عبد الله عن وقت الصلاة، فقال: كان رسول الله – عليه السلام – يصلي الظهر بالهجير أو حين تزول، ويصلي العصر والشمس مرتفعة، ويصلي المغرب حين تغرب الشمس، ويصلي العشاء يؤخر أحيانًا ويعجل أحيانًا، إذا اجتمع الناس عَجَّل، وإذا تأخروا أَخَّر، وكان يصلي الصبح بغلس أو قال: كانوا يصلونها بغلس قال أبو داود: هكذا قال شعبة.

مسند دارمی میں ہے

أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فِي زَمَنِ الْحَجَّاجِ – وَكَانَ يُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ – فَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عَلَيهِ وسَلم يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ, وَالْعَصْرَ,

صحیح مسلم میں ہے

وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ الْحَجَّاجُ يُؤَخِّرُ الصَّلَوَاتِ، فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ

ان تمام میں سعد بن إبراهيم بن عبد الرحمٰن بن عوف کا تفرد ہے جو امام مالک کے نزدیک متروک ہے

امام بخاری نے اسی کی سند سے باب وقتِ المغرب میں اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں یہ الفاظ کہ حجاج نماز لیٹ کرتا تھا بیان نہیں کیے جس کا مطلب ہے یہ الفاظ ان کے نزدیک غیر محفوظ تھے

عن محمد بن عمْرو بن الحسن بن علي قال: قدِمِ الحَجَّاج فسألْنا جابرَ بن عبدِ اللهِ [عن صلاة النبي – صلى الله عليه وسلم] فقالَ: كان النبيُّ – صلى الله عليه وسلم – يصَلي الظهرَ بالهاجرةِ، والعصرَ والشمسُ نقيَّةٌ، والمغربَ إذا وَجبتْ، والعشاءَ أحياناً وأحياناً؛ إذا رآهم اجتمَعوا عجَّل، وإذا رآهُمْ أبطَؤا أخَّر، والصبحَ كانوا أو كانَ النبيُّ – صلى الله عليه وسلم – يصَليها بغلَسٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۵۹ ہجری میں ہوئی سنن نسائی میں ایک حدیث ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

ما صلَّيتُ وراءَ أحدٍ أشبَهَ صلاةً برسولِ اللَّهِ من فلانٍ ، فصلَّينا وراءَ ذلِكَ الإنسانِ وَكانَ يطيلُ الأولَيينِ منَ الظُّهرِ ، ويخفِّفُ في الأخريينِ ، ويخفِّفُ في العصرِ ، ويقرأُ في المغربِ بقصارِ المفصَّلِ ، ويقرأُ في العشاءِ ب الشَّمسِ وضحاها وأشباهِها . ويقرأُ في الصُّبحِ ، بسورتينِ طويلتين(صحيح النسائي:982)

میں نے کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو فلاں شخص سے بڑھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھاتا ہو۔ ہم نے اس شخص کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ ظہر کی پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا تھا اور آخری وہ ہلکی پڑھاتا تھا۔ وہ عصر کی نماز بھی ہلکی پڑھاتا تھا۔ وہ مغرب کی نماز میں چھوٹی مفصل سورتیں پڑھتا تھا اور عشاء کی نماز میں (والشّمس وضحھا) اور اس جیسی سورتیں پڑھتا تھا۔ اور صبح کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھتا تھا۔

بنو امیہ کے گورنروں کے پیچھے نماز پڑھنے والے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ شہادت کافی ہے

معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ پر عتبہ کو پھر سعید بن ابی العاص کو پھر مروان بن الحکم کو گورنر مقرر کیا یہ تمام اموی ہیں اور اغلبًا ان تین میں سے کسی ایک کی نماز پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رائے ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی تھی

بعض اہل سنت نے اس میں شخص سے مراد عمر بن عبد العزیز کو لیا ہے جبکہ ان کی پیدائش سن ٦١ ہجری کی ہے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدائش ہوئی ہے

حج میں تلبیہ پڑھنے سے روکا جانے لگا ؟

امام نسائی نے سنن میں، ابن خزیمہ نے صحیح میں، امام حاکم مستدرک میں یہ روایت بیان کی اور کہا هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ کہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی روایت ہے کہ

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں عرفات میں ابن عبّاس رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا وجہ کے کہ لوگ لبیک نہیں کہہ رہے؟ میں نے کہا کہ لوگ معاویہ سے خوف زدہ ہیں. پھر ابن عبّاس باہر آئے لبیک کہا اور کہا کہ علی سے بغض کی وجہ سے انہوں نے سنت رسول ترک کر دی

سند ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ: مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ، مِنْ فُسْطَاطِهِ، فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ

اس کی سند میں منہال بن عمرو ہے جس کو امام جوزجانی سی المذہب یعنی بد عقیدہ کہتے ہیں اور یہ الفاظ جوزجانی شیعہ راویوں کے لئے کہتے ہیں

اس روایت کو البانی صحیح الإسناد کہتے ہیں بعض لوگوں کے بقول یہ روایت خالد بن مخلد القطوانی المتوفی ۲۱۳ ھ شیعہ کی وجہ سے صحیح نہیں جس کی وفات خلیفہ مامون کے دور میں ہوئی ہے حالانکہ اس کی سند میں قرن اول کے راوی المنھال کا تفرد اہم ہے-ظاہر قرن سوم کے شخص کا تفرد تو بعد میں آ ئے گا

صحیح ابن خزیمہ، بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّلْبِيَةِ بِعَرَفَاتٍ، وَعَلَى الْمَوْقِفِ، إِحْيَاءً لِلسُّنَّةِ إِذْ بَعْضُ النَّاسِ قَدْ كَانَ تَرَكَهُ فِي بَعْضِ الْأَزْمَانِ کی روایت ۲۸۳۰ ہے

ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، ثنا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ - قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَةَ، فَقَالَ لِي: يَا سَعِيدُ! مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ فَقُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ. قَالَ: فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ، فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس کے ساتھ عرفات میں تھا تو وہ کہنے لگے: میں کیوں لوگوں کو تلبیہ پکارتے ہوئے نہیں سنتا۔ سعید نے کہا

لوگ معاویہ سے ڈر رہے ہیں، تو ابن عباس اپنے خیمے سے باہر نکلے، اور کہا: «لبیک اللھم لبیک لبیک» علی سے بغض میں لوگوں نے سنت چھوڑ دی ہے

سنن نسائی میں ہے

أخبرنا أحمد بن عثمان بن حكيم الأودي، قال: حدثنا خالد بن مخلد، قال: حدثنا علي بن صالح، عن ميسرة بن حبيب، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، قال كنت مع ابن عباس، بعرفات، فقال: «ما لي لا أسمع الناس يلبون؟» قلت: "يخافون من معاوية، فخرج ابن عباس، من فسطاطه، فقال: «لبيك اللهم لبيك، لبيك فإنهم قد تركوا السنة من بغض علي

مستدرک الحاکم میں ہے

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْهَاشِمِيُّ بِالْكُوفَةِ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرْزَةَ الْغِفَارِيُّ، ثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِيُّ، وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ الْمُؤَذِّنُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْإِمَامُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَةَ، فَقَالَ لِي: يَا سَعِيدُ مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ فَقُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ، فَقَالَ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سنن الکبری بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْعَلَوِيُّ , أنبأ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الشَّرْقِيِّ , ثنا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ النَّسَوِيُّ , ثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ , ثنا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ , عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ النَّهْدِيِّ , عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو , عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ , قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَةَ , فَقَالَ: " يَا سَعِيدُ مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ " فَقُلْتُ: يَخَافُونَ مُعَاوِيَةَ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ , فَقَالَ: " لَبَّيْكَ اللهُمَّ لَبَّيْكَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ مُعَاوِيَةَ اللهُمَّ الْعَنْهُمْ فَقَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ"

اس کی سند میں قرن اول کے المنھال بن عمرو کا تفرد ہے جس کے بارے میں امام جوزجانی کا کہنا ہے کہ یہ بد مذھب ہے

خالد بن مخلد المتوفی ۲۱۳ھ کی پیدائش سے قبل یہ روایت علی بن صالح کے نسخے میں میسرۃ بن حبیب، عن المنہال بن عمرو، عن سعید بن جبیر، کی سند سے تھی۔ روایت میں کہا گیا کہ تلبیہ میدان عرفات میں لوگ نہیں کہہ رہے تھے کیونکہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں کیا جارہا تھا؟

راقم کہتا ہے یہ متن مکمل معلومات فراہم نہیں کرتا کہ اس کو صحیح سمجھا جاسکے۔ البتہ اس کا مبہم میسج یہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخالف سنت بنا کر پیش کیا جائے۔ یہ روایت منکر ہے اور اغلباً یہ سبائی المنھال کی گھڑنت ہے

یہی راوی منہال بن عمرو روایت کرتا تھا کہ

علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا

أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَأَخُو رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ، لَا يَقُولُهَا بَعْدِي إِلَّا كَذَّابٌ

میں عبد اللہ ہوں اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا بھائی ہوں اور میں سب سے بڑا صدیق ہوں، اس کا دعوی میرے بعد کوئی نہیں کرے گا سوائے کَذَّابٌ کے

امت آج تک صرف ابو بکر صدیق کو ہی صدیق کہتی آئی ہے جب کہ یہ راوی کہتا ہے کہ علی سب سے بڑے صدیق ہیں

علی پر جمعہ اور عید کے خطبوں میں لعن کیا جانے لگا ؟

جس وقت معاویہ و حسن رضی اللہ عنہما میں معاہدہ ہوا تو اس کی شق تھی کہ خلافت قبول کرنے کے بعد علی رضی اللہ عنہ پر کوئی تنقید ہماری یعنی اہل بیت کے سامنے نہیں ہو گی ـ چونکہ حسن رضی اللہ عنہ بہت سمجھ دار تھے اور جانتے

تھے کہ اقتدار جب منتقل کر دیں گے تو فتنہ پرداز لوگ اس قسم کی باتیں کر سکتے ہیں لہٰذا انہوں نے اس کو ایک شق بنا دیا اور اس پر عمل ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص نہیں کی جاتی تھی

ابو اسحاق کی روایت

معاویہ رضی اللہ عنہ کے گورنر صحابی رسول الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ کے لئے ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے

وَكَانَ إِذْ كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ عَلَى الْكُوفَةِ إِذَا ذَكَرَ عَلِيًّا فِي خُطْبَتِهِ يَتَنَقَّصُهُ بَعْدَ مَدْحِ عُثْمَانَ

اور الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ کوفہ میں خطبہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کے بعد علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے تھے

اس روایت میں گالیاں دینے کا ذکر نہیں دوم اس کی سند ابن کثیر دیتے ہیں

وَقَدْ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ. قَالَ قَالَ سَلْمَانُ لِحُجْرٍ

اس کی سند کمزور ہے۔ أَبِي إِسْحَاقَ السبيعي ایک کوفی شیعہ مدلس راوی ہے۔ یہ روایت راقم کو مسند احمد میں نہیں ملی

سیر الاعلام النبلاء کے مطابق علی اور مغیرہ میں مخاصمت ہوئی کہ مغیرہ نے علی سے قتل عثمان کے بعد کہا کہ تم گھر میں رہو اور اپنی طرف دعوت مت دو، اگر تم مکہ سے قریب ہوتے تو تمہاری کوئی بیعت نہ کرتا

أَنَّ المُغِيْرَةَ بنَ شُعْبَةَ، قَالَ لِعَلِيٍّ حِيْنَ قُتِلَ عُثْمَانُ: اقْعُدْ فِي بَيْتِكَ، وَلاَ تَدْعُ إِلَى نَفْسِكَ، فَإِنَّكَ لَوْ كُنْتَ فِي جُحْرٍ بِمكَّةَ لَمْ يُبَايِعُوا غَيْرَكَ وَقَالَ لِعَلِيٍّ: إِنْ لَمْ تُطِعْنِي فِي هَذِهِ

الرَّابِعَةِ، لأَعْتَزِلَنَّكَ، ابْعَثْ إِلَى مُعَاوِيَةَ عَهْدَهُ، ثُمَّ اخْلَعْهُ بَعْدُ فَلَمْ يَفْعَلْ، فَاعْتَزَلَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاليَمَنِ فَلَمَّا شُغِلَ عَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ، فَلَمْ يَبْعَثُوا إِلَى المَوْسِمِ أَحداً؛ جَاءَ المُغِيْرَةُ، فَصَلَّى بِالنَّاسِ، وَدَعَا لِمُعَاوِيَةَ

ہو سکتا ہے اس نصیحت کا ذکر مغیرہ خطبہ میں کرتے ہوں جو انہوں نے علی کو کی لیکن راویوں نے نمک مرچ چھڑک کر اس کو سب و شتم میں تبدیل کر دیا

اسی کی ایک دوسری روایت ہے جو ابو عبداللہ الْجَدَلِیّ سے ہے- مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ لِي: أَيُسَبُّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللهِ، أَوْ سُبْحَانَ اللهِ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ سَبَّ عَلِيًّا، فَقَدْ سَبَّنِي

ابو عبداللہ الْجُدَلِیّ نے ہم سے بیان کیا کہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو آپ نے مجھے فرمایا، کیا تم میں رسول اللہ کو سب و شتم کیا جاتا ہے؟ میں نے کہا معاذاللہ یا سبحان اللہ یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی-

ابن حجر کہتے ہیں ابو عبداللہ الْجُدَلِیّ ثقة رمی بالتشيع ثقہ ہیں لیکن شیعیت سے متصف ہیں

طبقات ابن سعد کے مطابق

كان شديد التشيع. ويزعمون أنه كان على شرطة المختار

یہ شدید شیعہ تھے اور دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ مختار ثقفی کے پہرے دار تھے

قال الجوزجاني: كان صاحب راية المختار

الجوزجاني کہتے ہیں یہ المختار کا جھنڈا اٹھانے والوں میں سے ہیں

کذاب مختار کے ان صاحب کی بات اصحاب رسول کے لئے کس طرح قبول کی جا سکتی ہے

الْحَجَّاجِ مَوْلَى بَنِي ثَعْلَبَةَ کی روایت

مسند احمد کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنِ الْحَجَّاجِ مَوْلَى بَنِي ثَعْلَبَةَ، عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ، عَمِّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: نَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مِنْ عَلِيٍّ، فَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: قَدْ عَلِمْتَ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَى عَنْ سَبِّ الْمَوْتَى» ، فَلِمَ تَسُبُّ عَلِيًّا وَقَدْ مَاتَ؟

زید بن علاقہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں: مغیرہ بن شُعبَہَ نے علی ابن ابی طالب کو گالیاں دی، تو اس پر زید بن ارقم کھڑے ہو گئے اور کہا: تمھیں علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردہ لوگوں کو گالیاں دینے سے منع کیا ہے، تو پھر تم علی ابن ابی طالب پر کیوں سب کر رہے ہو جب کہ وہ وفات پا چکے ہیں؟

اس کی سند میں حجاج ابن ابی ایوب مولی بنی ثعلبة ہے جس کا حال مجھول ہے

مستدرک الحاکم میں اس کی دوسری سند ہے جس کو حاکم صحیح کہتے ہیں

عمرو بن محمد بن أبي رزين الخزاعي، عن شعبة، عن مسعر، عن زياد بن علاقة، عن عمه قطبة بن مالك

لیکن اس کی مخالف حدیث مسند احمد میں موجود ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے مردوں کو برا کہنے سے منع کیا ہے

ایک طرف تو وہ خود یہ حدیث بیان کریں اور پھر اس پر عمل نہ کریں ہمارے نزدیک ممکن نہیں ہے

بکیر بن مسمار کی روایت

مسلم کی بھی ایک روایت ہے

عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلاَثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَلَنْ أَسُبَّهُ لأَنْ تَكُونَ لِي ---

سعد بن ابی وقاص کے بیٹے عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے سعد کو (ایک) حکم دیا پس معاویہ نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روکا ہے کہ آپ ابوتراب [علی] پر سب وشتم نہ کریں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں اُن تین ارشادات نبوی کو یاد کرتا ہوں جو رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے علی کے متعلق فرمائے تھے تو میں ہر گز ان پر سب وشتم نہیں کر سکتا۔ ان تین مناقب میں سے اگر ایک منقبت بھی میرے حق میں ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی

اس کی سند میں بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ ہے جن کے لئے امام بخاری کہتے ہیں

في حديثه بعض النظر

اس کی بعض حدیثیں نظر میں ہیں

امام بخاری اس روایت کے راوی پر جرح کرتے ہیں لیکن امام مسلم اس کو صحیح میں لکھتے ہیں

فیہ نظر بخاری کی جرح کا انداز ہے- ابن حجر کی رائے میں اس نام کے دو لوگ ہیں ایک ثقہ اور ایک ضعیف لیکن بخاری کے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں اور انہوں نے اس سے صحیح میں کچھ نہیں لکھا- مسلم نے بھی تین روایات لکھی ہیں جن میں سے دو میں علی پر سب و شتم کا ذکر ہے اور یہی سند دی ہے

عبد العزیز بن ابی حازم کی روایت

صحیح مسلم: كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِؓ (بَاب مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍؓ) صحیح مسلم: کتاب: صحابہ کرامؓ کے فضائل و مناقب

(باب: حضرت علیؓ کے فضائل)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ «انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ . 6229

رَاقِدٌ، فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ «قُمْ أَبَا التُّرَابِ قُمْ أَبَا التُّرَابِ»

ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہا: کہ مدینہ میں مروان کی اولاد میں سے ایک شخص حاکم ہوا تو اس نے سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کو بلایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کا حکم دیا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تو وہ شخص بولا کہ اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ کہ ابوتراب پر اللہ کی لعنت ہو۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا اور وہ اس نام کے ساتھ پکارنے والے شخص سے خوش ہوتے تھے۔ وہ شخص بولا کہ اس کا قصہ بیان کرو کہ ان کا نام ابوتراب کیوں ہوا؟ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ وہ بولیں کہ مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں اور وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ! علی مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے الگ ہو گئی تھی اور (ان کے بدن سے) مٹی لگ گئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی پونچھنا شروع کی اور فرمانے لگے کہ اے ابوتراب! اٹھ۔ اے ابوتراب! اٹھ۔

یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے لیکن اس میں لعنت کا ذکر نہیں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا، جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي

البَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ أَيْنَ هُوَ» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي المَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: «قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ» , (خ) 6280

ادب المفرد از امام بخاری میں بھی ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خَلِيلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ، فَقَالَ: هَذَا فُلَانٌ – أَمِيرٌ مِنْ أُمَرَاءِ الْمَدِينَةِ – يَدْعُوكَ لِتَسُبَّ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ: أَقُولُ مَاذَا؟ قَالَ: تَقُولُ لَهُ: أَبُو تُرَابٍ، فَضَحِكَ سَهْلٌ فَقَالَ: وَاللَّهِ، مَا سَمَّاهُ إِيَّاهُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ، دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ، فَقَالَ: "أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟"، قَالَتْ: هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ، وَيَقُولُ: "اجْلِسْ أَبَا تُرَابٍ" وَاللَّهِ مَا كَانَ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ مَا سَمَّاهُ إِيَّاهُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کے مطابق ایک شخص امیر کی طرف سے آیا اور اس نے خاص سھل بن سعد کو حکم دیا کہ منبر پر علی پر سب و شتم کریں

محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے اس میں عبد العزیز بن ابی حازم اپنے باپ سے روایت کر رہا ہے جس پر اس کو ضعیف کہا جاتا ہے

سیر الاعلام النبلاء از الذھبی کے مطابق

وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ زُهَيْرٍ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ: ابْنُ أَبِي حَازِمٍ لَيْسَ بِثِقَةٍ فِي حَدِيْثِ أَبِيْهِ، كَذَا جَاءَ هَذَا

ابن معین نے کہا یہ اپنے باپ سے روایت کرنے میں ثقہ نہیں ہے

یہی احمد بن زھیر کا قول ہے

.قَالَ أَحْمَدُ بنُ زُهَيْرٍ: قِيْلَ لِمُصْعَبٍ الزُّبَيْرِيِّ: ابْنُ أَبِي حَازِمٍ ضَعِيْفٌ فِي حَدِيْثِ أَبِيْهِ

میزان الاعتدال کے مطابق

.وقال الفلاس: ما رأيت ابن مهدي حدث عن ابن أبي حازم بحديث

امام ابن المہدی اس سے کوئی روایت نہیں کرتے تھے

ابن المديني: كان حاتم بن إسماعيل يطعن عليه في أحاديث رواها عن أبيه

علی المدینی کہتے ہیں عبد العزیز کی باپ سے روایات پر طعن ہے

لہذا یہ مظبوط روایت نہیں ہے اگرچہ امام بخاری و مسلم نے اس کو صحیح سمجھا ہے لیکن ان کے استادوں کے نزدیک یہ ضعیف روایت ہے

محمد بن اسحاق کی روایت

ابن کثیر لکھتے ہیں

وقال أبو زرعة الدمشقي: ثنا أحمد بن خالد الذهبي أبو سعيد، ثنا محمد بن إسحاق، عن عبد الله بن أبي نجيح، عن أبيه قال: لما حج معاوية أخذ بيد سعد بن أبي وقاص.فقال: يا أبا إسحاق إنا قوم قد أجفانا هذا الغزو عن الحج حتى كدنا أن ننسى

بعض سننه فطف نطف بطوافك.قال: فلما فرغ أدخله دار الندوة فأجلسه معه على سريره، ثم ذكر علي بن أبي طالب فوقع فيه.فقال: أدخلتني دارك وأجلستني على سريرك،ثم وقعت في علي تشتمه ؟والله لأن يكون في إحدى خلاله الثلاث أحب إلي من أن يكون لي ما طلعت عليه الشمس، ولأن يكون لي ما قال حين غزا تبوكاً ((إلا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي ؟))أحب إلي مما طلعت عليه الشمس، ولأن يكون لي ما قال له يوم خيبر: ((لأعطين الراية رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يفتح الله على يديه، ليس بفرار)) (ج/ص: 377/7)أحب إليّ مما طلعت عليه الشمس، ولأن أكون صهره على ابنته ولي منها الولد ماله أحب إليّ من أن يكون لي ما طلعت عليه الشمس، لا أدخل عليك داراً بعد هذا اليوم، ثم نفض رداءه ثم خرج.

ابوزرعہ الدمشقی .... عبداللہ بن ابی نجیح کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب معاویہ نے حج کیا تو وہ سعد بن ابی وقاص کا ہاتھ پکڑ کر دارالندوہ میں لے گیا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پھر علی ابن ابی طالب کا ذکر کرتے ہوئے انکی عیب جوئی کی۔ اس پر سعد بن ابی وقاص نے جواب دیا: آپ نے مجھے اپنے گھر میں داخل کیا، اپنے تخت پر بٹھایا، پھر آپ نے علی ابن ابی طالب کے حق میں بد گوئی اور سب و شتم شروع کر دیا۔ خدا کی قسم، اگر مجھے علی کے تین خصائص و فضائل میں سے ایک بھی ہو تو وہ مجھے اس کائنات سے زیادہ عزیز ہو جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ کاش کہ رسول اللہ نے میرے حق میں یہ فرمایا ہوتا جب آپ غزوہ تبوک پر تشریف لے جارہے تھے تو آپ نے علی کے حق میں فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو کہ ہارون کو موسی سے تھی سوائے ایک چیز کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہ ارشاد میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تر ہے۔ پھر کاش کہ میرے حق میں وہ بات ہوتی جو آپ نے خیبر کے روز علی کے حق میں فرمائی تھی کہ میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول ص اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ اسکے ہاتھ پر فتح دے گا اور یہ بھاگنے والا نہیں یہ ارشاد بھی مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز تر ہے۔ اور کاش کہ مجھے رسول

اللہ کی دامادی کا شرف نصیب ہوتا اور اپ کی صاحبزادی سے میرے ہاں اولاد ہوتی جو علی کو حاصل ہے، تو یہ چیز بھی میرے لیے دنیا ومافیہا سے عزیز تر ہوتی۔ آج کے بعد میں تمہارے گھر کبھی داخل نہ ہوں گا۔ پھر سعد بن ابی وقاص نے اپنی چادر جھٹکی اور وہاں سے نکل گئے۔

یہ روایت تاریخ کے مطابق غلط ہے

اول تاریخ ابوزرعہ الدمشقی میں یہ موجود نہیں

دوم سعد آخری وقت تک معاویہ کے ساتھ رہے

سوم اس کی سند میں مدلس محمد بن اسحاق ہے جو عن سے روایت کرتا ہے اور اس پر شدید جرح ہے

چہارم معاویہ نے حج کے خطبہ میں علی پر سب و شتم کیوں نہیں کیا یہ موقعہ ہاتھ سے کیوں جانے دیا؟

ابن سابط کی روایت

ابن ماجہ کی بھی ایک روایت ہے

حدثنا علي بن محمد حدثنا أبو معاوية حدثنا موسى بن مسلم عن ابن سابط وهو عبد الرحمن عن سعد بن أبي وقاص قال قدم معاوية في بعض حجاته فدخل عليه سعد فذكروا عليا فنال منه فغضب سعدوقال تقول هذا لرجل سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه وسمعته يقول أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي وسمعته يقول لأعطين الراية اليوم رجلا يحب الله ورسوله

حج پر جاتے ہوئے سعد بن ابي وقاص کی ملاقات معاویہ سے ہوئی اور جب کچھ لوگوں نے علی کا ذکر کیا تو اس پر معاویہ نے علی کی بدگوئی کی۔ اس پر سعد بن ابي وقاص غضبناك ہو گئے اور کہا کہ تم علی کے متعلق ایسی بات کیوں کہتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ص کو کہتے سنا ہے کہ جس جس کا میں مولا، اُس اُس کا یہ علی مولا، اور یہ کہ اے علی آپکو مجھ سے وہی نسبت ہے جو کہ ہارون ع کو موسیٰ ع سے تھی سوائے ایک چیز کہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، اور میں نے [رسول اللہ] سے یہ بھی سنا ہے کہ کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے۔

اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن سابط وقیل ابن عبد اللہ بن سابط المتوفی ۱۱۸ھ ہیں جن کو ابن حجر کہتے ہیں ثقة كثير الإرسال – کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل کے مطابق

وقال يحيى بن معين لم يسمع من سعد بن أبي وقاص

یحیی بن معین کہتے ہیں انہوں نے سعد بن أبي وقاص سے نہیں سنا

ابن ماجہ کی اس روایت کو البانی صحیح کہتے ہیں جبکہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے

هِلَال بن يسَاف کی روایت

سنن ابو داود کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ حُصَيْنٌ: أَخْبَرَنَا عَنْ هِلالِ بْنِ يِسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الْكُوفَةِ، اسْتَعْمَلَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، قَالَ: فَأَقَامَ خُطَبَاءَ يَقَعُونَ فِي عَلِيٍّ، قَالَ: وَأَنَا إِلَى جَنْبِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ: فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَخَذَ بِيَدِي، فَتَبِعْتُهُ فَقَالَ: أَلا تَرَى إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الظَّالِمِ لِنَفْسِهِ الَّذِي

يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ (مسند احمد رقم 1644 سنن ابوداؤد رقم 4650)
جب معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو مغیرہ بن شعبۃ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کا ذکر برائی کے ساتھ کیا اس پر سعید بن زید رضی اللہ عنہ غصہ میں اپنا ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور کہا کیا اس ظالم شخص کو نہیں دیکھا جو کسی کے لیے ایک جنتی شخص کو لعنت دے رہا ہے۔

اس کی سند منقطع ہے النسائی فضائل الصحابہ میں اس روایت کو پیش کرتے اور کہتے ہیں

هِلَال بن يسَاف لم يسمعهُ من عبد الله بن ظَالِم

هِلَال بن يسَاف نے عبد الله بن ظَالِم سے نہیں سنا

محدثین کے مطابق ان دونوں کے درمیان ابن حیان ہے جس کو میزان الاعتدال میں الذھبی نے مجہول قرار دیا ہے

ابن حيان [س] .عن عبد الله بن ظالم – لا يعرف

سنن أبي داؤد: كِتَابُ السُّنَّةِ (بَابٌ فِي الْخُلَفَاءِ) سنن ابو داؤد: کتاب: سنتوں کا بیان

(باب: خلفاء کا بیان) ۴٦۴۸

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ، أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، .
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ وَسُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ ذَكَرَ سُفْيَانُ رَجُلًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ فُلَانٌ إِلَى الْكُوفَةِ، أَقَامَ فُلَانٌ خَطِيبًا، فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا الظَّالِمِ، فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ إِنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ إِيثَمْ!- قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ, وَالْعَرَبُ: تَقُولُ: آثَمُ- قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ عَلَى حِرَاءٍ: <اثْبُتْ حِرَاءُ! إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ>، قُلْتُ: وَمَنِ

التِّسْعَةُ؟ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ. قُلْتُ: وَمَنِ الْعَاشِرُ؟ فَتَلَكَّأَ هُنَيَّةً، ثُمَّ قَالَ: أَنَا. قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ ابْنِ حَيَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

عبداللہ بن ظالم مازنی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے سید نا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا: جب فلاں کوفے میں آیا اور اس نے فلاں کو خطبے میں کھڑا کیا (عبداللہ نے کہا) تو سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ دبائے اور کہا: کیا تم اس ظالم (خطیب) کو نہیں دیکھتے ہو، (غالباً وہ خطیب سید نا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہہ رہا تھا۔) میں نو افراد کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں، اگر دسویں کے بارے میں کہوں تو گناہ گار نہیں ہوں گا۔ ابن ادریس نے کہا عرب لوگ «آثم» کا لفظ بولتے ہیں (جبکہ سید نا سعید نے «لم إيثم»)۔ عبداللہ کہتے ہیں، میں نے پوچھا: وہ نو افراد کون سے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پر کھڑے ہوئے تھے: "اے حراء ٹھر جا! تجھ پر سوائے نبی کے یا صدیق کے یا شہید کے اور کوئی نہیں ہے۔" میں نے کہا اور وہ نو کون کون ہیں؟ کہا: رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، (مالک) اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ میں نے پوچھا اور دسواں کون ہے؟ تو وہ لمحے بھر کے لیے ٹھٹھکے پھر کہا میں۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اشجعی نے سفیان سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ہلال بن یساف سے، انہوں نے ابن حیان سے، انہوں نے عبداللہ بن ظالم سے اسی کی سند سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا ہے۔

دوسری مسند احمد کی روایت ہے

حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن حُصين عن هلال بن يِسَاف عن عبد الله بن ظالم قال: خطب المغيرةُ بن شعبة فنال من عليّ، فخرج سعيد بن زيد فقال: ألا

تَعجب من هذا، يَسبُّ عليًّا!! أشهد على رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أنا كنَّا على حرَاء أو أُحُدٍ، فقال النبيُّ – صلى الله عليه وسلم -: "اثبُتْ حراءُ أو أُحُدُ، فإنما عليك صِدِّيق أو شهَيد"، فسَمَّى النبي – صلى الله عليه وسلم – العشرةَ، فسمَّى أبا بكر، وعمر، وعثمان، وعلياً، وطلحة، والزبير، وسعداً، وعبد الرحمن بن عوف، وسمَّى نفسَه سعيدا

اس روایت کو امام بخاری نے رد کیا ہے- اتفاق سے الکامل از ابن عدی میں اس روایت کا ذکر کر کے نقل کیا گیا ہے کہ یہی روایت امام بخاری کے نزدیک ضعیف ہے

سمعتُ ابن حماد يقول: قال البُخارِيّ عَبد الله بن ظالم عن سَعِيد بن زيد عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ ولم يصح.

حَدَّثَنَا مُحمد بْنُ صَالِحِ بْنِ ذريح، حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شيبة، حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلالِ بْنِ يَسَاف عَنْ عَبد الله بن ظالم عن سَعِيد بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى تِسْعَةٍ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَصَدَقْتُ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِرَاءٍ، وأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وعثمان، وَعلي وطلحة والزبير

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْبُتْ حِرَاءُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ، قَالَ: قُلتُ فَمَنِ الْعَاشِرُ قَالَ أَنَا.

وهذا الحديث هو الذي أراده البُخارِيّ ولعل ليس لعبد الله بن ظالم غيره

حُصَيْنٍ عَنْ هِلالِ بْنِ يَسَاف عَنْ عَبد الله بن ظالم عن سَعِيد بْنِ زَيْدٍ نے فرمایا کہ نو لوگ جنتی ہیں اور اگر دس کی گواہی دوں تو بھی سچا ہوں – رسول اللہ حرا پر تھے اور ابو بکر ، عمر ، عثمان ، علی ، طلحہ ، زبیر اور ابن عوف بھی تھے پس آپ نے فرمایا حرا رکا رہ کہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق ، یا شہید ہیں – میں نے کہا دسواں کون ہے - سعید نے کہا میں

یہ حدیث امام بخاری کے نزدیک صحیح نہیں

راقم کہتا ہے یہ روایت ضعیف ہے

سعید بن زید المتوفی ۵۱ ہجری ہیں المغیرۃ بن شعبۃ المتوفی ۵۰ ہجری ہیں

عبد الرحمٰن بن الاخنس کی روایت

مسند احمد میں ہے

حدثنا وكيع حدثنا شعبة عن الحرّ بن الصيَّاح عن عبد الرحمن بن الأخنس قال: خَطَبَنا المغيرةُ بن شعبة، فنال من عليّ، فقام سعيد بن زيد فقال: سمعتُ رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يقول: "النبي في الجنة، وأبو بكر في الجنة، وعمر في الجنة، وعثمان في الجنة، وعلي في الجنة، وطلحة في الجنة، والزبير في الجنة، وعبد الرحمن بن عوف في الجنة، وسعد في الجنة"، ولو شئت أن أسمي العاشر.

عبد الرحمٰن بن الاخنس نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اس میں علی پر کلام کیا

دوسری میں ہے عبد اللہ بن ظالم نے یہی بات کہی ہے- سند ا عبد الرحمٰن بن الاخنس. جو المُغِيرَةَبْنَ شُعْبَةَ کا خطبہ اور کلام نقل کر رہا ہے مجہول ہے مستور ہے لا یعرف ہے- اس کا جوڑی دار عَبد اللہ بن ظالم ضعیف ہے [12]

12

كتاب العلل لابن أبي حاتم میں ہے

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ عبد العزيز الدَّراوَرْدي ، عن عبد الرحمن بن حُمَيد بن عبد الرحمن بْنِ عَوْف، عَنْ أبيه، عَنِ جدِّه (2) عبد الرحمن بن عَوْف، عن النبيّ (ص) قَالَ: عَشَرَةٌ فِي الجَنَّةِ. وَرَوَاهُ مُوسَى بْن يعقوب الزَّمْعي ، عَنِ عمر بن سعيد بن شُرَيح ، عن عبد الرحمن ابن حُمَيد، عَنْ أَبيه، عَنْ سَعِيد بن زيد، عن النبيّ (ص) .

قلتُ لأَبِي: أيُّهما أشبهُ؟

قَالَ: حديثُ مُوسَى أشبهُ؛ لأنَّ الحديثَ يُروى عَنْ سَعِيدٍ (2) مِنْ طُرُقٍ شَتَّى، ولا يُعرَف عن عبد الرحمن بن عَوْف، عن النبيِّ (ص) ، في هذا – شيء

رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ   کی روایات

سنن ابو داود میں روایت 4650 ہے

حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْمُثَنَّى النَّخَعِيُّ، حَدَّثَنِي جَدِّي رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ فُلَانٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ، فَجَاءَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فَرَحَّبَ بِهِ وَحَيَّاهُ وَأَقْعَدَهُ عِنْدَ رِجْلِهِ عَلَى السَّرِيرِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، يُقَالُ لَهُ قَيْسُ بْنُ عَلْقَمَةَ فَاسْتَقْبَلَهُ فَسَبَّ وَسَبَّ، فَقَالَ سَعِيدٌ: مَنْ يَسُبُّ هَذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: يَسُبُّ عَلِيًّا، قَالَ أَلَا أَرَى أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ ثُمَّ لَا تُنْكِرُ، وَلَا تُغَيِّرُ، أَنَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَإِنِّي لَغَنِيٌّ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَيَسْأَلَنِي عَنْهُ غَدًا إِذَا لَقِيتُهُ: "أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ" وَسَاقَ مَعْنَاهُ ثُمَّ قَالَ: "لَمَشْهَدُ

میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ حدیث جو عبد العزيز الدَّرَاوَرْدِي نے عن عبد الرحمن بن حُمَيد بن عبد الرحمن بْنِ عَوْف، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ جَدِّهِ عبد الرحمن بن عَوْف، عن النبيّ کی سند سے روایت کی ہے کہ فرمایا دس جنت میں ہیں- اس کو مُوسَى بْن يعقوب الزَّمْعي نے عمر بن سعيد بن شُرَيح ، عن عبد الرحمن ابن حُمَيد، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بن زيد، عن النبيّ (ص) کی سند سے بھی روایت کیا ہے – میں نے پوچھا کون سی اچھی ہے ؟

میرے باپ نے کہا موسی کی حدیث اچھی ہے کیونکہ یہ حدیث سعید سے مختلف طرق سے آئی ہے اور عبد الرحمن بن عَوْف کا نبی سے کچھ روایت کرنا میں نہیں جانتا

ابی حاتم کے نزدیک اس کی سند عبد الرحمن بن حُمَيد بن عبد الرحمن بْنِ عَوْف، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ سَعِيدِ بن زيد، عن النبيّ والی اچھی ہے – راقم کہتا ہے اس کی سند میں عمر بن سعيد بن شُرَيح ہے جس کو خود ابی حاتم نے ضعیف کہا ہے

مضطرب الحديث، ليس بقوي

یعنی سند کو اچھا کہنا اس بنا پر ہے کہ سعید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں ضعیف راوی ہے اور یہ روایت صحیح سند سے ابی حاتم کے پاس نہیں ہے

رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ، وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ" , (د) 4650 [قال الألباني]: صحيح

اس میں رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ ہے جو مستور ہے اور مجهول الحال کے درجہ پر ہے اس کو ثقہ ابن حبان نے کہا ہے

راقم کہتا ہے یہ بھی ضعیف ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي جَدِّي رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ الْأَكْبَرِ وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ فَجَاءَهُ رَجُلٌ يُدْعَى سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ فَحَيَّاهُ الْمُغِيرَةُ وَأَجْلَسَهُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ عَلَى السَّرِيرِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَاسْتَقْبَلَ الْمُغِيرَةَ فَسَبَّ وَسَبَّ فَقَالَ مَنْ يَسُبُّ هَذَا يَا مُغِيرَةُ قَالَ يَسُبُّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ يَا مُغِيرَ بْنَ شُعْبَ يَا مُغِيرَ بْنَ شُعْبَ ثَلَاثًا أَلَا أَسْمَعُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ لَا تُنْكِرُ وَلَا تُغَيِّرُ فَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ أَرْوِي عَنْهُ كَذِبًا يَسْأَلُنِي عَنْهُ إِذَا لَقِيتُهُ أَنَّهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ وَتَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ لَسَمَّيْتُهُ قَالَ فَضَجَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ يُنَاشِدُونَهُ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ مَنْ التَّاسِعُ قَالَ نَاشَدْتُمُونِي بِاللَّهِ وَاللَّهِ الْعَظِيمِ أَنَا تَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَاشِرُ ثُمَّ أَتْبَعَ ذَلِكَ يَمِينًا قَالَ وَاللَّهِ لَمَشْهَدٌ شَهِدَهُ رَجُلٌ يُغَبِّرُ فِيهِ وَجْهَهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَام

ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، ان کے دائیں بائیں اہل کوفہ بیٹھے ہوئے تھے، اتنی دیر میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ آگئے، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں

خوش آمدید کہااور چار پائی کی پائنتی کے پاس انہیں بٹھالیا، کچھ دیر کے بعد ایک کوفی حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر کھڑا ہوااور کسی کو گالیاں دینے لگا، انہوں نے پوچھا مغیرہ! یہ کسے برا بھلا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، انہوں نے تین مرتبہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو ان کا نام لے کر پکارا اور فرمایا آپ کی موجودگی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا کہا جارہا ہے اور آپ لوگوں کو منع نہیں کررہے اور نہ اپنی مجلس کو تبدیل کررہے ہیں؟ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میرے کانوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا ہے اور میں ان سے کوئی جھوٹی بات روایت نہیں کرتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر جنت میں ہوں گے، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہم اور ایک نواں مسلمان بھی جنت میں ہوگا، جس کا نام اگر میں بتانا چاہتا تو بتا سکتا ہوں۔ اہل مسجد نے باآواز بلند انہیں قسم دے کر پوچھا کہ اے صحابی رسول! وہ نواں آدمی کون ہے؟ فرمایا تم مجھے اللہ کی قسم دے رہے ہو، اللہ کا نام بہت بڑا ہے، وہ نواں آدمی میں ہی ہوں اور دسویں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اس کے بعد وہ دائیں طرف چلے گئے اور فرمایا کہ بخدا! وہ ایک غزوہ جس میں کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا اور اس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہوا، وہ تمہارے ہر عمل سے افضل ہے اگرچہ تمہیں عمر نوح ہی مل جائے۔

اس کا ایک طرق سنن ابو داوود میں بھی آیا ہے

سنن أبي داؤد: كِتَابُ السُّنَّةِ (بَابٌ فِي الْخُلَفَاءِ) سنن ابو داؤد: کتاب: سنتوں کا بیان (باب: خلفاء کا بیان)

4650 . حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْمُثَنَّى النَّخَعِيُّ، حَدَّثَنِي جَدِّي رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ فُلَانٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ، وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ، فَجَاءَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، فَرَحَّبَ بِهِ وَحَيَّاهُ، وَأَقْعَدَهُ عِنْدَ رِجْلِهِ عَلَى السَّرِيرِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يُقَالُ لَهُ: قَيْسُ بْنُ عَلْقَمَةَ- فَاسْتَقْبَلَهُ فَسَبَّ وَسَبَّ، فَقَالَ سَعِيدٌ: مَنْ يَسُبُّ هَذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: يَسُبُّ عَلِيًّا، قَالَ: أَلَا

أَرَى أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ! ثُمَّ لَا تُنْكِرُ وَلَا تُغَيِّرُ! أَنَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ- وَإِنِّي لَغَنِيٌّ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ، فَيَسْأَلَنِي عَنْهُ غَدًا إِذَا لَقِيتُهُ-:- >أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ<... وَسَاقَ مَعْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ: لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ, خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ، وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ.

ریاح بن حارث کا بیان ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں فلاں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ (اشارہ ہے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف) اوران کے پاس اہل کوفہ کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ تو سیدنا سعید بن زبیر بن عمرہ بن نفیل رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پس انہوں (مغیرہ) نے انکو مرحبا کہا اور خوش آمدید کہا اور پھر انہیں اپنی چارپائی کی پائنتی کی طرف بٹھالیا۔ پھر اہل کوفہ میں سے ایک شخص آیا جس کا نام قیس بن علقمہ تھا۔ انہوں نے اس کا بھی استقبال کیا۔ پھر اس نے بدگوئی کی اور بدگوئی کی۔ سعید نے پوچھا یہ کسے گالیاں دے رہا ہے؟ کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو۔ تو سعید نے کہا: (تعجب ہے) میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سامنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا جارہا ہے اور آپ ہیں کہ اسے ٹوکتے ہی نہیں اور نہ سمجھاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے، اور مجھے کوئی ایسی نہیں پڑی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسی بات کہہ دوں جو آپ نے نہ کہی ہو پھر کل جب آپ سے میری ملاقات ہو اور وہ مجھ سے پوچھ لیں "ابوبکر جنت میں ہے، عمر جنت میں ہے۔" اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ پھر کہا ان میں سے کسی ایک کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جہاد میں) حاضر رہنا اور اس کے چہرے کا غبار آلود ہو جانا تمہاری ساری زندگی کے اعمال سے کہیں بہتر ہے خواہ تمہیں سیدنا نوح علیہ السلام کی زندگی ہی کیوں نہ مل جائے۔

اس میں رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ ہے جو مستور ہے اور مجھول الحال کے درجہ پر ہے اس کو ثقہ عجلی اور ابن حبان نے کہا ہے جو متساہل ہیں کوئی اور ان کی تعدیل نہیں کرتا

راقم کہتا ہے یہ ضعیف ہے

====================

الغرض معاویہ یا مغیرہ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم ثابت نہیں ہے[13] - مورخین ابن اثیر ابن کثیر نے انہی روایات کو اپس میں ملا کر جرح و تعدیل پر غور کیے بغیر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ باقاعدہ معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو کرواتے تھے جو صحیح نہیں ہے

13

بعض روایات میں کام دور مروان کا بتایا گیا ہے لیکن یہ بھی صحیح اسناد سے نہیں آیا ہے – صحیح مسلم کی حدیث ہے
حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا
ال مروان میں سے ایک شخص نے سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ المتوفی ۸۸ ھ کے سامنے علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کی جس پر انہوں نے اس کو نا پسند کیا
اس سند کا ذکر اوپر گذر چکا ہے کہ اس میں عبد العزیز کی اپنے باپ ابی حازم سے حدیث - صحیح نہیں ہے
طبقات ابن سعد میں ہے
قال: أخبرنا إسماعيل بن إبراهيم الأسدي. عن ابن عون. عن عمير بن إسحاق قال: كان مروان أميرا علينا ست سنين «1» . فكان يسب عليا كل جمعه على المنبر. ثم عزل فاستعمل سعيد بن العاص سنين «2» فكان لا يسبه. ثم عزل. وأعيد مروان. فكان يسبه. فقيل يا حسن ألا تسمع ما

يقول هذا؟ فجعل لا يرد شيئا. قال: وكان حسن يجيء يوم الجمعة فيدخل في حجرة النبي ص فيقعد فيها. فإذا قضيت الخطبة خرج فصلى.
ثم رجع إلى اهله. قال: فلم يرض بذلك «3» حتى أهداه له في بيته. قال:
فأنا لعنده إذ قيل فلان بالباب. قال: أذن له فو الله إني لأظنه قد جاء بشر.
فأذن له فدخل. فقال: يا حسن إني قد جئتك من عند سلطان وجئتك
بعزمه. قال: تكلم. قال: أرسل مروان بعلي وبعلي وبعلي وبك وبك وبك وما وجدت مثلك إلا مثل البغلة يقال لها: من أبوك؟ فتقول: أبي الفرس.
قال: ارجع إليه فقل له: إني والله لا أمحو عنك شيئا مما قلت بأن أسبك]
ولكن موعدي وموعدك الله. فإن كنت صادقا فجزاك «1» الله بصدقك وإن كنت كاذبا فالله أشد نقمة. وقد كرم «2» الله جدي أن يكون مثله أو قال: مثلي مثل البغلة. فخرج الرجل.] [فلما كان في الحجرة لقي الحسين فقال له: يا فلان ما جئت به. قال: جئت برسالة وقد أبلغتها. فقال: والله لتخبرني ما جئت به «3» أو لآمرن بك فلتضربن حتى لا تدري متى رفع عنك. فقال: ارجع فرجع. فلما رآه الحسن قال: أرسله. قال: إني لا أستطيع. قال: لم. قال: إني قد حلفت. قال: قد لج فأخبره. فقالأكل فلان بظر «4» أمه إن لم يبلغه عني ما أقول. فقال: يا حسين. إنه سلطان. قال: آكله إن لم يبلغه عني ما أقول «5» . قل له: بك وبك «6» وبأبيك وبقومك وآية بيني وبينك أن تمسك/ منكبيك من لعنه رسول الله ص. قال: فقال وزاد].
سعید بن عاص گورنر بنے تو وہ علی پر سب نہیں کرتے تھے۔ پھر مروان کو دوبارہ گورنر بنایا گیا تو اس نے پھر سب و شتم شروع کر دیا۔ حضرت حسن کو اس بات کا علم تھا لیکن آپ خاموش رہتے تھے اور مسجد نبوی میں عین اقامت کے وقت ہی داخل ہوتے تھے لیکن مروان اس پر بھی راضی نہ ہوا یہاں تک کہ اس نے حضرت حسن کے گھر میں ایلچی کے ذریعے ان کو اور حضرت علی کو گالیاں دلوا بھیجیں۔ ان لفویات میں سے ایک یہ بات بھی تھی کہ ‘تیری مثال میرے نزدیک خچر کی سی ہے کہ جب اس سے پوچھا جائے کہ تیر باپ کون ہے تو وہ کہے کہ میری ماں گھوڑی ہے۔’ حضرت حسن نے یہ سن کر قاصد سے کہا کہ تو اسکے پاس جا اور اُس سے کہہ دے کہ خدا کی قسم میں تجھے گالی دے کر تیرا گناہ کم نہیں کرنا چاہتا۔ میری اور تیری ملاقات اللہ کے یہاں ہو گی۔ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ اللہ نے میرے نانا جان (ص) کو جو شرف بخشا ہے وہ اس سے بلند و برتر ہے کہ میری مثال خچر کی سی ہو۔ ایلچی نکلا تو جنابِ حسین سے اسکی ملاقات ہو گئی اور انہیں بھی اس نے گالیوں کے متعلق بتایا۔ حضرت حسین نے اسے پہلے تو دھمکی دی کہ خبردار جو تم نے میری بات بھی مروان تک نہ پہنچائی اور پھر فرمایا کہ:
‘اے مروان تو ذرا اپنے باپ اور اسکی قوم کی حیثیت پر بھی غور کر۔ تیرا مجھ سے کیا سروکار، تو اپنے کندھوں پر اپنے اس لڑکے کو اٹھاتا ہے جس پر رسول اللہ (ص) نے لعنت کی ہے’----- اور عمدہ سند کے ساتھ یہ بھی مروی ہے کہ مروان نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو وہ ہے جس کے بارے میں قرآن میں یہ آیت اتری: ‘جس نے کہا اپنے والدین سے کہ تم پر اُف ہے۔’---- عبدالرحمن کہنے لگے: ‘تو نے جھوٹ کہا، بلکہ رسول اللہ (ص) نے تیرے والد پر لعنت کی تھی’۔
سند میں عمير بن إسحاق القرشي ہے
امام مالک کہتے ہیں میں اس کو نہیں جانتا

طبقات میں خود اس کے لئے لکھا ہے
عُمَيْرُ بْنُ إِسْحَاقَ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَتَحَوَّلَ إِلَى الْبَصْرَةِ فَنَزَلَهَا، فَرَوَى عَنْهُ الْبَصْرِيُّونَ، ابْنُ عَوْنٍ وَغَيْرُهُ، وَلَمْ يَرْوِ عَنْهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ شَيْئًا، وَقَدْ رَوَى عُمَيْرُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَغَيْرِهِ
یہ مدینہ کا تھا پھر بصرہ آیا جہاں بصریوں نے اس سے روایت کیا جن میں ابن عون ہیں اور دیگر
اور اہل مدینہ نے اس سے کچھ روایت نہیں کیا اور یہ ابو ہریرہ سے بھی روایت کرتا ہے
یعنی مدینہ میں یہ شخص ایک مجہول تھا عراق میں صرف ابن عون نے روایت کیا ہے
سن ۲۰۰ ہجری کے بعد ابن معین نے کہا
لا يساوي شيئاً کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہے
كتاب ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق میں الذہبی نے اس کے لئے کہا ہے
وفيه جهالة   ا س میں مجہولیت ہے
طبقات ابن سعد کے محقق محمد بن صامل السلمي کہتے ہیں
إسناده ضعيف
كتاب من تكلم فيه وهو موثوق أو صالح الحديث کے محقق عبد الله بن ضيف الله الرحيلي اس عمير بن إسحاق پر کہتے ہیں
الحاصل أن المجهول عند المحدثين، هو "كل من لم يشتهر بطلب العلم في نفسه ولا عرفه العلماء به، ومن لم يعرف حديثه إلا من جهة راوٍ واحد ... "، الكفاية 149، للخطيب، وقد ذكر الخطيب عمير بن إسحاق هذا فيمن مثل به من المجهولين، انظر الكفاية: 150، فعمير بن إسحاق مجهول العين، لأنه لم يرو عنه غير راوٍ واحد
حاصل کلام یہ ہے کہ ... عمير بن إسحاق مجہولین میں سے ہے اور یہ مجهول العين ہے کیونکہ اس سے صرف ابن عون نے روایت کیا ہے
الغرض صحیح سند سے   یہ نہیں ملا کہ دور معاویہ میں علی پر سب و شتم کیا جاتا ہو
عمير بن إسحاق ہی وہ راوی ہے جو کہتا ہے کہ حسن کو زہر دیا گیا

سب و شتم والی روایات کے راوی

راوی	شہر	جرح
أبو عبد الله الجدلى الكوفى ، اسمه عبد بن عبد ، و قيل عبد الرحمن بن عبد	کوفہ	مختار کا ساتھی
هلال بن يساف ، و يقال ابن إساف ، الأشجعى مولاهم ، أبو الحسن الكوفى	کوفہ	سند منقطع
رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ	کوفہ	مجہول
عبد الرحمن بن الأخنس	کوفہ	مجہول
بكير بن مسمار القرشى الزهرى ، أبو محمد المدنى ، مولى سعد بن أبي وقاص	مدینہ	لینہ ابن حبان امام بخاری فیہ نظر
عبد العزيز بن أبي حازم : سلمة بن دينار المخزومى مولاهم ، أبو تمام المدنى المتوفى ١٨٤ هـ	مدینہ	باپ سے روایت ضعیف
محمد بن اسحاق	مدینہ	حسن الحدیث یا دجال
عبد الرحمن بن سابط و قيل ابن عبد الله بن سابط (وهو الصحيح) و قيل ابن عبد الله بن عبد الرحمن بن سابط القرشى الجمحى المكى المتوفى ١١٨ هـ	مکہ	سند منقطع
الحجاج بن أبي أيوب	نامعلوم	مجہول

یہ روایات معاویہ مخالفین راویوں کا پروپیگنڈا ہے اگرچہ ان میں سے بعض پر محدثین نے شیعہ کا حکم نہیں لگایا۔ تحقیق روایات سے ظاہر ہوا ہے کہ تمام محدثین نے ان راویوں کو قابل بھروسہ نہیں گردانہ ہے۔مثلاً جس کو امام علی المدینی نے باپ سے روایت کرنے پر ضعیف کہا تھا اس کو امام بخاری نے صحیح سمجھ لیا ہے۔جس پر امام بخاری نے جرح کی تھی اس کی روایت کو امام مسلم نے صحیح سمجھ لیا ہے۔بعض روایات کی سند منقطع ہے۔بعض راوی مدلس ہیں اور بعض مجہول ہیں

زکاۃ کا بے جا مصرف کیا جانے لگا ؟

إرواء الغليل فی تخریج إحادیث منار السبیل میں البانی نے صدقہ فطر کی ایک روایت پر ح ۸۴۷ کے تحت بحث کی ہے

كنا نخرج زكاة الفطر إذ كان فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم صاعا من طعام , أو صاعا من شعير أو صاعا من تمر , أو صاعا من زبيب , أو صاعا من أقط

پھر اس پر کہا کہ ترمذی میں اضافہ کے کہ ابو سعید نے وہ نہ کیا جو معاویہ نے کہا

فلما جاء معاوية, وجاءت السمراء قال: إرى مدا من ہذا يعدل مدين —زاد الترمذی: من تمر. — قال: فأخذ الناس بذلک, قال إبو سعيد: فلا إزال

: بَابُ صَاعٍ مِنْ زَبِيبٍ: باب: صدقہ فطر میں منقیٰ بھی ایک صاع دینا چاہیے حدیث نمبر -75

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ ، سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَكِيمٍ الْعَدَنِيَّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، قَالَ: حَدَّثَنِيعِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا نُعْطِيهَا فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ ، فَلَمَّا جَاءَ مُعَاوِيَةُ وَجَاءَتِ السَّمْرَاءُ، قَالَ: أُرَى مُدًّا مِنْ هَذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا‘ انہوں نے یزید بن ابی حکیم عدنی سے سنا‘ انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا‘ ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا‘ انہوں نے کہا کہ مجھ سے عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ فطر ایک صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع زبیب (خشک انگور یا خشک انجیر) نکالتے

تھے۔ پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے اور گیہوں کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مد دوسرے اناج کے دو مد کے برابر ہے

یعنی معاویہ نے دوسرے اناج میں ایک کی بجائے دو صاع نکالنے کا حکم دیا جو ایک سے زیادہ ہے ظاہر ہے یہ صدقہ میں اضافہ ہے نہ کہ کمی

صحیح مسلم اور دیگر کتب میں ہے معاویہ نے کہا

إنى أرى أن مدين من سمراء الشام تعدل صاعا من تمر. فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: «فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهُ، أَبَدًا مَا عِشْتُ

میں دیکھتا ہوں کہ گیہوں کے شام کے دو مد، کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں –پس لوگوں نے ایسا کیا لیکن میں نے اس چیز کو نہیں چوڑا جو میں نکالتا تھا جب تک میں زندہ ہوں

اس کا مطلب ہے کہ شام میں مد کا جو پیمانہ چل رہا تھا وہ حجاز کے مد کے پیمانے سے بڑا تھا وہ مدینہ کے صاع کے برابر نہ تھا اس لئے معاویہ جو شام سے آئے تھے ان کے قافلہ کے پاس شامی صاع ہونگے اور انہوں نے اس کو ناپتے ہوئے یہ حکم کیا کہ نیا صاع خریدنے کی بجائے اگر ہم پیمانہ کے تناسب کو لیں تو دو شامی مد، حجاز کے ایک صاع کے برابر ہے

مبارک پوری تحفہ الاحوذی میں لکھتے ہیں

تَنْبِيهٌ اعْلَمْ أَنَّ الصَّاعَ صَاعَانِ حِجَازِيٌّ وَعِرَاقِيٌّ فَالصَّاعُ الْحِجَازِيُّ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثُ رِطْلٍ وَالْعِرَاقِيُّ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ وَإِنَّمَا يُقَالُ لَهُ الْعِرَاقِيُّ لِأَنَّهُ كَانَ مُسْتَعْمَلًا فِي بِلَادِ الْعِرَاقِ مِثْلِ الْكُوفَةِ وَغَيْرِهَا وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّاعُ الْحَجَّاجِيُّ لِأَنَّهُ أَبْرَزَهُ الْحَجَّاجُ الْوَالِي وَأَمَّا الصَّاعُ الْحِجَازِيُّ فَكَانَ مُسْتَعْمَلًا فِي بِلَادِ الْحِجَازِ وَهُوَ الصَّاعُ الَّذِي كَانَ

مُسْتَعْمَلًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ كَانُوا يُخْرِجُونَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ فِي عَهْدِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَأَبُو يُوسُفَ وَالْجُمْهُورُ وَهُوَ الْحَقُّ

تَنْبِيهٌ جان لو لہ صاع دو ہیں ایک حجازی ہے اور عراقی ہے –پس حجازی صاع پانچ اِرْطالٍ یا تین اِرْطالٍ کا ہے –اور عراقی صاع آٹھ اِرْطالٍ کا ہے اور کہا جاتا ہے کہ عراق کے شہروں میں مثلا کوفہ اور دیگر میں جو صاع چلتا ہے اس کو حجاجی کہا جاتا ہے اور جہاں تک حجازی صاع کا تعلق ہے جو حجاز کے شہروں میں استعمال ہوتا ہے تو وہ وہ صاع ہے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چلتا تھا جس سے صدقہ فطر نکالا جاتا تھا دور نبوی میں اور ایسا امام مالک، الشافعی اور احمد اور یوسف اور جمہور کا کہنا ہے جو حق ہے

عراق کا صائع حجاز سے بڑا ہے –اور اسی طرح شام کا صاع کا پیمانہ الگ تھا

اگر یہ بات تھی تو پھر ابو سعید نے کیوں نہیں کیا؟ ابو سعید نے اس لئے نہیں کیا کہ وہ اس کو محبوب رکھتے تھے کہ وہی کریں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اور تناسب والی بات کو باقی اصحاب نے سمجھ پر قبول کر لیا

عمدہ القاری میں علامہ عینی لکھتے ہیں

وَقَالَ النَّوَوِيّ: هَذَا الحَدِيث مُعْتَمد أبي حنيفَة، قَالَ بِأَنَّهُ فعل صَحَابِيّ، وَقد خَالفه أَبُو سعيد وَغَيره من الصَّحَابَة مِمَّن هُوَ أطول صُحْبَة مِنْهُ وَأعلم بِحَال النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، وَقد أخبر مُعَاوِيَة بِأَنَّهُ رَأْي رَآهُ، لَا قَول سَمعه من النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، قُلْنَا: إِن قَوْله: فعل صَحَابِيّ، لَا يمْنَع لِأَنَّهُ قد وَافقه غَيره من الصَّحَابَة الجم الْغَفِير بِدَلِيل قَوْله فِي الحَدِيث: فَأخذ النَّاس بذلك، وَلَفظ النَّاس للْعُمُوم، فَكَانَ إِجْمَاعًا. وَلَا تضر مُخَالفَة أبي سعيد لذَلِك بقوله: أما أَنا فَلَا أَزال أخرجه، لِأَنَّهُ لَا يقْدَح فِي

الْإِجْمَاع، سِيمَا إِذا كَانَ فِيهِ الْخُلَفَاء الْأَرْبَعَة، أَو نقُول: أَرَادَ الزِّيَادَة على قدر الْوَاجِب تَطَوّعا.

امام نووی نے کہا: اس حدیث پر امام ابو حنیفہ نے اعتماد کیا ہے اور کہا یہ صحابی (معاویہ) کا فعل ہے اور ان کی مخالفت کی ہے ابو سعید نے اور دوسرے اصحاب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اور بے شک معاویہ نے خبر دی کہ وہ دیکھتے ہیں نہ کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر سنا- (عینی نے کہا) ہم (جوابا) کہتے ہیں کہ ان (امام ابو حنیفہ) کا کہنا کہ صحابی کا فعل ہے اس سے منع نہیں کرتا کیونکہ اس میں معاویہ کی موافقت اصحاب رسول کے جم غفیر نے کی ہے اس میں دلیل حدیث ہے کہ اس کو لوگوں نے لیا اور لفظ الناس عموم ہے کہ اس پر اجماع ہوا اور ابو سعید کی مخالفت سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اس قول پر کہ جہاں تک میں ہوں تو میں اس (صدقہ فطر) کو نکالوں گا جیسا نکالتا تھا کیونکہ انہوں نے اس اجماع پر قدح نہیں کیا خاص طور.... اس میں ارادہ ہے کہ جو مقدار واجب نفلی تھی اس سے زائد دیا گیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دینار و درہم بھی استعمال ہوتا تھا جو سونے یا چاندی کا تھا
صحیح مسلم کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنِ الْجُلَاحِ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي حَنَشٌ الصَّنْعَانِيُّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ، نُبَايِعُ الْيَهُودَ الْوُقِيَّةَ الذَّهَبَ بِالدِّينَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ

فَضَالَةَبْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کے دن (سن ۶ ہجری) تھے ہم نے یہود سے سونا کا وقیہ دو یا تین دینار کے بدلے خریدا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا سونے کو سونے سے نہ بیچو الا یہ کہ ایک وزن ہو

معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگوں کو درہم کی صورت عطیات یا وظائف ملتے تھے

صحیح مسلم کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: كُنْتُ بِالشَّامِ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ، فَجَاءَ أَبُو الْأَشْعَثِ، قَالَ: قَالُوا: أَبُو الْأَشْعَثِ، أَبُو الْأَشْعَثِ، فَجَلَسَ، فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْ أَخَانَا حَدِيثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: نَعَمْ، غَزَوْنَا غَزَاةً وَعَلَى النَّاسِ مُعَاوِيَةُ، فَغَنِمْنَا غَنَائِمَ كَثِيرَةً، فَكَانَ فِيمَا غَنِمْنَا آنِيَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، فَأَمَرَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا أَنْ يَبِيعَهَا فِي أَعْطِيَاتِ النَّاسِ، فَتَسَارَعَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ، فَبَلَغَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، فَقَامَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ، إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، عَيْنًا بِعَيْنٍ، فَمَنْ زَادَ، أَوِ ازْدَادَ، فَقَدْ أَرْبَى»، فَرَدَّ النَّاسُ مَا أَخَذُوا، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ خَطِيبًا، فَقَالَ: أَلَا مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهُ وَنَصْحَبُهُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ، فَقَامَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَأَعَادَ الْقِصَّةَ، ثُمَّ قَالَ: " لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَرِهَ مُعَاوِيَةُ - أَوْ قَالَ: وَإِنْ رَغِمَ - مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَصْحَبَهُ فِي جُنْدِهِ لَيْلَةً سَوْدَاءَ "، قَالَ حَمَّادٌ هَذَا أَوْ نَحْوَهُ،

اِبِی قِلَابَۃَ کہتے ہیں ہم شام میں ایک حلقہ میں تھے جس میں مسلم بن یسار تھے پس اَبُو الْأَشْعَثِ آئے ہم نے کہا اَبُو الْأَشْعَثِ، اَبُو الْأَشْعَثِ بیٹھیے پس وہ بیٹھے ہم نے ان سے کہا کوئی حدیث جو عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ سے سنی ہو بیان کریں پس بولے ہاں ہم نے غزوات میں حصہ لیا اور معاویہ لوگوں پر امیر تھے اور ہمارے پاس بہت غنیمت آئی یہاں تک کہ کچھ تھے جن کے پاس چاندی کے برتن تھے معاویہ نے ایسوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو عطیات کے بدلے خرید لیں جس کو لوگوں نے جلدی جلدی کیا — اس کی خبر عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ کو ہوئی پس وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے منع کیا ہم کو سونے کو سونے سے خریدنے اور چاندی کو چاندی سے اور گندم کو گندم سے اور جو کو جو سے اور کھجور کو کھجور سے اور نمک کو نمک سے سوائے یہ کہ (کوالٹی

میں) برابر ہوں ایک ہی قسم سے ہوں، پس اس سے اوپر سود ہے –پس لوگوں نے یہ سن کر لوٹا دیا جو لیا اس کی خبر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی انہوں نے خطبہ دیا اور کہا لوگوں کو کیا ہوا کہ رسول اللہ سے منسوب ایسی حدیثیں روایت کرتے ہیں ہم نے بھی ان کو دیکھا ساتھ گزارا ہم نے تو یہ سب نہ سنا اس پر عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ کھڑے ہوئے اور قصہ بیان کیا پھر کہا ہم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ہیں وہی بیان کرتے ہیں چاہے معاویہ کو برا لگے ..

یعنی لوگوں نے چاندی کے برتنوں کو اپنے دوسرے عطیات یا وظائف کے بدلے حاصل کیا اس پر عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ نے جرح کی کہ چاندی کا برتن، چاندی کے برتن سے ہی بدلا جا سکتا ہے کسی وظیفہ یا عطیہ سے نہیں

معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی لہذا ان کا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ سے اختلاف ہوا

ظلم وجبر سے امت کو خاموش کروایا گیا ؟

البانی صاحب کتاب سلسلہ احادیث الصحیحہ میں ایک روایت کے شاہد پر دلیل دیتے ہیں

:كما في تفسير ابن كثير (159/4) – عن عبد الله البهي قال
إني لفي المسجد حين خطب مروان فقال: إن الله تعالى قد أرى أمير المؤمنين في (يزيد) رأياً حسناً وأن يستخلفه، فقد استخلف أبو بكر عمر- رضي الله عنهما-.
فقال عبد الرحمن بن أبي بكر- رضي الله عنهما-: أهرقلية؟! إن أبا بكر- رضي الله عنه- ما جعلها في أحد من ولده، وأحد من أهل بيته، ولا جعلها معاوية إلا رحمة وكرامة لولده! فقال مروان: ألست الذي قال لوالديه: (أفٍّ لكما) ؟ فقال

عبد الرحمن: ألست يا مروان! ابن اللعين الذي لعن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أباك؟! قال: وسمعتهما عائشة- رضي الله عنها-، فقالت: يا مروان! أنت القائل لعبد الرحمنكذا وكذا؟! كذبت! ما فيه نزلت، ولكن نزلت في فلان بن فلان. ثم انتحب
مروان (!) ثم نزل عن المنبر حتى أتى باب حجرتها، فجعل يكلمها حتى انصرف.
.قلت: سكت عنه ابن كثير، وهو إسناد صحيح

جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ

عبداللہ بہی نے کہا کہ ہم مسجد میں تھے جب مروان نے خطبہ دیا کہ اللہ نے معاویہ کو یزید کے بارے میں اچھی رائے دی ہے، کہ وہ انہیں اپنا خلیفہ بنائے جیسے ابو بکر نے عمر کو خلیفہ بنایا۔ عبدالرحمٰن بن ابو بکر نے کہا کہ کیا ہرقل کے مطابق؟ ابو بکر نے اپنی اولاد میں کسی کو نہیں بنایا نہ اپنے گھر والوں میں، معاویہ اپنی اولاد پر رحمت و کرامت کر رہا ہے۔ مروان نے کہا کہ تمہارے لیے یہ آیت آئی ہے۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا یہ اے مروان! کیا تم لعنتی کے بیٹے نہیں جس کے باپ پر اللہ کے رسول نے لعنت کی؟ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے کہا کہ اے مروان! تم عبدالرحمٰن کے لیے فلان فلان چیز کے قائل ہو؟ تم نے جھوٹ بولا، یہ فلان فلان کے لیے نازل ہوئی۔ مروان نیچے اترا جلدی سے، اور آپ کے حجرے پر آیا، کچھ بولا اور پھر چلا گیا۔

میں البانی یہ کہتا ہوں کہ ابن کثیر اس پر چپ رہے ہیں، مگر یہ سند صحیح ہے

عبد اللہ البہی کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے کتاب جامع التحصیل کے مطابق امام احمد کے نزدیک ان کا سماع نہیں ہے

عبد الله البهي سئل أحمد بن حنبل هل سمع من عائشة رضي الله عنها قال ما أرى في هذا شيئا إنما يروي عن عروة

اہم سوال ہے کہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے ہر قل کی سنت پر عمل نہ کیا؟

معاویہ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے ؟

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حدثنا جرير عن مغيرة عن الشعبي قال أول من خطب جالسا معاوية حين كبر وكثر شحمه وعظم بطنه

شعبی نے کہا سب سے پہلے بیٹھ کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا جب وہ بوڑھے ہوئے اور ان پر چربی بڑھ گئی اور پیٹ بڑا ہوا

یہ روایت منقطع ہے شعبی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا

ولا أعلم سمع الشعبي بالشام إلا من المقدام أبي كريمة

شعبی نے شام میں صرف مقدام ابی کریمہ سے سنا ہے

جامع التحصیل فی اِحکام المراسیل

مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا ؟

مودودی کتاب خلافت وملوکیت میں لکھتے ہیں

ہے۔ مختلف خلفائے بنی امیہ کے عہد میں قانون کی پابندی کا کیا حال رہا، اِسے ہم آگے کی سطور میں بیان کرتے ہیں۔

حضرت معاویہؓ کے عہد میں

یہ پالیسی حضرت معاویہؓ کے عہد ہی سے شروع ہو گئی تھی۔

امام زُہری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین کے عہد میں سنت یہ تھی کہ نہ کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے نہ مسلمان کافر کا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانۂ حکومت میں مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور کافر کو مسلمان کا وارث قرار نہ دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آکر اس بدعت کو موقوف کیا۔ مگر ہشام بن عبدالملک نے اپنے خاندان کی روایت کو پھر بحال کر دیا۔[۲۵]

حافظ ابنِ کثیر کہتے ہیں کہ دِیَت کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے سنت کو بدل دیا۔ سنت یہ تھی کہ مُعاہد کی دِیَت مسلمان کے برابر ہو گی، مگر حضرت معاویہؓ نے اُس کو نصف کر دیا اور باقی نصف خود لینی شروع کر دی۔[۲۶]

راقم کہتا ہے مودودی یا کسی اور امام کی فقہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لا يرث المسلم الكافر، ولا يرث الكافر المسلم

رسول اللہ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ایک مسلم ایک کافر کا وارث نہیں ہوتا اور ایک کافر کا ایک مسلم وارث نہیں ہوتا

اس روایت کے راوی کا نام بعض نے عمرو بن عثمان لیا ہے اور بعض نے عمر بن عثمان لیا ہے۔ تہذیب الکمال فی إسماء الرجال از ابو الحجاج، المزی (المتوفى: 742ھ) کے مطابق

قال النَّسَائي : والصواب من حديث مالك، عُمَر بْن عثمان، ولا نعلم أحدا تابع مالكا عَلَى قوله عُمَر.

نسائی نے کہا ٹھیک وہ نام ہے جو امام مالک کی حدیث میں ہے عمر بن عثمان

نسائی نے امام زہری کی حدیث پر شکوک و شبہات کا اظہار بھی کیا – سنن الکبری میں ہے

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَالصَّوَابُ مِنْ حَدِيثِ مَالِكٍ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، وَلَا نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ الزُّهْرِيِّ تَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ، وَقَدْ قِيلَ لَهُ فَثَبَتَ عَلَيْهِ؟

صحیح وہ ہے جو عمرو بن عثمان کی سند سے مالک نے روایت کیا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اصحاب زہری میں سے کسی نے اس روایت کی متابعت کی ہو اور ان سے اس پر کہا گیا کہ کیا یہ حدیث بھی ثابت ہے ؟

نسائی کے نزدیک عمرو بن عثمان مجہول ہے

سنن ترمذی میں ہے

وَرَوَى مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَحْوَهُ وَحَدِيثُ مَالِكٍ وَهْمٌ، وَهِمَ فِيهِ مَالِكٌ، وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَالِكٍ فَقَالَ: عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، وَأَكْثَرُ أَصْحَابِ مَالِكٍ قَالُوا عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ، وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ هُوَ مَشْهُورٌ مِنْ وَلَدِ عُثْمَانَ، وَلَا يُعْرَفُ عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي مِيرَاثِ المُرْتَدِّ، فَجَعَلَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمُ الْمَالَ لِوَرَثَتِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَرِثُهُ وَرَثَتُهُ مِنَ المُسْلِمِينَ، وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَرِثُ المُسْلِمُ الكَافِرَ» وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

اور امام مالک نے الزُّہْرِیِّ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ، عَنِ النَّبِیِّ کی سند سے روایت کیا ہے اور امام مالک کو وہم ہوا ہے .... عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مشہور ہے اور عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ کو کوئی نہیں جانتا اور اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے

اوپر ترمذی کا حوالہ گزر چکا ہے کہ عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ اصلا مجہول ہے اور اس کی صرف یہ روایت ہے جس کو زہری نے روایت کیا ہے تو یہ مجہول الحال کا درجہ ہوا

کتاب جرح و تعدیل میں ہے کہ ابو حاتم نے کہا

حدثنا عبد الرحمن نا صالح نا علي – يعني ابن المديني – قال سمعت يحيى بن سعيد يقول قَالَ مَالِكٌ فِي حَدِيثِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عُمَرَ (7) بْنِ عُثْمَانَ يَعْنِي عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النبي صلى الله عليه وسلم: لا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: فَقُلْتُ لِمَالِكٍ: عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، فَأَبَى أَنْ يَرْجِعَ،

امام یحییٰ القطان نے امام مالک سے کہا کہ نام عمرو بن عثمان ہے نہ کہ عمر بن عثمان تو امام مالک نے اس کی تائید نہیں کی

اور کہا عمر بن عثمان نام کا شخص ہے

نسائی کہتے عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ٹھیک ہے لیکن روایت مشکوک ہے

ترمذی کہتے عَمْرُ بْنُ عُثْمَانَ مجہول ہے

امام مالک اس پر قائم رہے کہ سند میں نام عمر بن عثمان لیا گیا تھا

کتاب بیان خطأ البخاری میں امام ابی حاتم نے ذکر کیا

.عمر بن سويد العجلى الثقفى ليس عمر بن عثمان بن عفان سمع عثمان

.قاله ابراهيم بن عمر. وانما هو عمر بن ابان بن عثمان عن ابيه عن عثمان

ابراہیم بن عمر نے کہا وہ جس نے عثمان سے سنا وہ عمر بن عثمان نہیں بلکہ عمر بن سوید العجلی ہے یا وہ عمر بن ابان بن عثمان عن ابیہ عن عثمان

یعنی عمر بن عثمان کا سماع اپنے باپ عثمان سے نہیں ہے

سند مضطرب اور منقطع اور راوی مجہول ! لہذا یہ روایت صحیح نہیں ہے

سنن الکبری نسائی کی ایک حدیث ہے

أَخْبَرَنِي مَسْعُودُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ الْمَوْصِلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ يَعْنِي ابْنَ بَشِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، كَذَا قَالَ: عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: «قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو الگ ملتوں کے لوگ اپس میں کسی چیز کے وارث نہیں ہوتے

یہاں سند وہی ہے اب لیکن سند میں ابان بن عثمان کا نام ہے لیکن اس سند میں هُشَيْمٌ بْنَ بَشِيرٍ اور زہری دو مدلس ہیں عنعنہ سے روایت کر رہے ہیں

امام زہری نے اس طرح یہ روایات اہل بیت میں امام زین العابدین عَلِيّ بْنِ حُسَيْنٍ اور ال عثمان سے منسوب کی ہیں-اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں کسی جائیداد پر ال عثمان اور اہل بیت کا جھگڑا تھا- سنن ابن ماجہ کے مطابق امام زین العابدین نے اس کا ذکر اس طرح کیا کہ ان کو پتا چلا کہ عقیل نے ابو طالب کی تمام وراثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج سے قبل ہی بیچ دی تھی

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَنْبَأَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ قَالَ: "وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ"، وَكَانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ، فَكَانَ عُمَرُ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ يَقُولُ: لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ، قَالَ أُسَامَةُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ".

زہری کو امام زین العابدین نے خبر دی انہوں نے بیان کیا ان کو عمرو بن عثمان نے خبر دی – عمرو نے

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ مکہ میں اپنے گھر میں ٹھہریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عقیل نے ہمارے لیے گھر یا زمین چھوڑی ہی کہاں ہے"؟ عقیل اور طالب دونوں ابوطالب کے وارث بنے اور جعفر اور علی رضی اللہ عنہما کو کچھ بھی ترکہ نہیں ملا اس لیے کہ یہ دونوں مسلمان تھے، اور عقیل وطالب دونوں (ابوطالب کے انتقال کے وقت) کافر تھے، اسی بناء پر عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مومن کافر کا وارث نہیں ہو گا۔ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہ مسلمان کافر کا وارث ہو گا، اور نہ ہی کافر مسلمان کا"۔

راقم کہتا ہے ابو طالب تو مکہ میں ہی انتقال کر گئے تھے اور ان کے وارث مشرک عقیل ہوئے پھر عقیل ایمان لائے اور اب سوال ہے کہ کیا یہ تمام علی بن حسین کو اپنے رشتہ داروں سے معلوم نہ ہوا بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک مجہول الحال بیٹے سے معلوم ہوا؟ یہ روایت کسی مقصد کے تحت ہے جواب معلوم نہیں ہے- یہ بھی قابل غور ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، وَلَا عَهْدِ عُمَرَ، فَلَمَّا وُلِّيَ مُعَاوِيَةُ وَرَّثَ الْمُسْلِمَ مِنَ الْكَافِرِ وَلَمْ يُوَرِّثِ الْكَافِرَ مِنَ الْمُسْلِمِ»، قَالَ: فَأَخَذَ بِذَلِكَ الْخُلَفَاءُ حَتَّى قَامَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَرَاجَعَ السُّنَّةَ الْأُولَى، ثُمَّ أَخَذَ بِذَلِكَ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، فَلَمَّا قَامَ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذَ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ

امام زہری نے کہا ایک مسلمان کا کافر وارث نہ ہو گا اور ایک کافر کا مسلمان وارث نہ ہو گا یہ عہد النبوی میں تھا اور عہد ابو بکر اور عمر میں- پھر جب معاویہ خلیفہ ہوئے انہوں نے مسلمان کو کافر کا وارث کیا اور کافر کو مسلمان کا وارث نہ

کیا- امام زہری نے کہا کہ پھر اس حکم کو اور خلفاء نے بھی لیا یہاں تک کہ عمر بن عبد العزیز کا دور آیا تو انہوں نے وہی حکم کیا جو سنت اول میں تھا پھر اس کو یزید بن عبد الملک نے لیا لیکن ہشام بن عبد الملک نے سنت خلفاء کو لیا (یعنی ایک کافر کو مومن کا وارث کیا)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء نے بدلا ہے- کیا یہ ممکن ہے کہ یہ خلفاء خلاف رسول حکم کرتے رہیں، نہ ان کو کوئی خیال آئے نہ کوئی روکے ؟ قرن سوم میں اس روایت پر اگرچہ نسائی نے تحفظات کا اظہار کیا تھا فقہاء نے اس کو لیا اور دلیل لی ہے[14] –

14

موطا امام محمد میں ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ، لا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ، وَالْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ، يَتَوَارَثُونَ بِهِ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ مِلَلُهُمْ، يَرِثُ الْيَهُودِيُّ النَّصْرَانِيَّ، وَالنَّصْرَانِيُّ الْيَهُودِيَّ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا

ہم اسی قول کو لیتے ہیں کہ ایک مسلم ایک کافر کا وارث نہ ہوہ اور ایک کافر ایک مسلم کا اور کفر ایک ملت ہیں جو اپنے وارث ہوں گے اور اگر ملتوں کا اختلاف ہو تو ایک یہودی ایک نصرانی کا وارث ہو سکتا ہے اور ایک نصرانی ایک یہودی جا اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور بیشتر فقہاء کا

ان فقہاء کے دور میں قدری، رافضی، خارجی، شیعہ، معتزلی یہ سب فرقے موجود تھے لیکن ان میں سے کسی امام نے یہ فتوی نہیں دیا کہ اہل سنت کا کوئی شخص ان فرقوں کا وارث نہ ہو گا- ملت کا مطلب وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مانتے ہوں اور کعبہ کو قبلہ قرار دیتے ہوں - ان فقہاء کے نزدیک امت مسلمہ کا فرد

تحفہ الأحوذی میں ہے

وَذَهَبَتْ طَائِفَةٌ إِلَى تَوْرِيثِ الْمُسْلِمِ مِنَ الْكَافِرِ وَهُوَ مَذْهَبُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَمُعَاوِيَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَمَسْرُوقٍ وَغَيْرِهِمْ

ایک طائفہ کا مذھب ہے کہ مسلم کافر کا وارث ہو گا یہ مذھب معاذ بن جبل اور معاویہ اور سعید بن المسیب اور مسروق کا ہے

راقم کہتا ہے یہی صحیح مذھب ہے اور اس کے مقابلے پر روایات شاذ ہیں۔ قرآن میں موجود ہے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو اور اِصحاب رسول کو ان اقوام کا وارث کیا جو مشرک تھیں۔

وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا سورہ أحزاب

اور ہم نے تم کو ان کی زمین اور گھروں کا اور اموال کا اور ان زمینوں کا وارث کیا جن پر تمہارا گذر نہیں تھا

كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ سورہ الشعراء

اور اس طرح ہم نے ان (ال فرعون) کا وارث بنی اسرائیل کو کیا

اپنے یہودی، نصرانی، مجوسی، مشرک باپ کا وارث نہ ہو گا—ان فقہاء کے نزدیک جب ایک ہی ملت کے فرقے ہوں تو وہ وارث ہو سکتے ہیں۔ حدیث میں گمراہ فرقوں جو ۷۳ ہیں ان کو بھی میری امت قرار دیا گیا ہے

راقم کے نزدیک ایک مومن اپنے بریلوی یا دیوبندی یا اہل حدیث باپ کا وارث ہو سکتا ہے

کتاب سیرت حضرت امیر معاویہ از محمد نافع میں ہے

اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً حضرت معاذ بن جبل اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ
((یرث المسلم من الکافر من غیر عکس))
اور اس کی دلیل ان حضرات کی طرف سے علماء نے جو لکھی ہے وہ مسند امام احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ میں باسند مذکور ہے:
((عن یحیی بن یعمر عن ابی الاسود الدیلی قال کان معاذ بالیمن فارتفعوا الیه فی یهودی مات وترك اخا مسلما فقال معاذ انی سمعت رسول الله

سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۲۹۷

صلی اللہ علیہ وسلم یقول: "ان الاسلام یزید ولا ینقص" فورثه))[1]
"یعنی ابو الاسود دیلی کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن میں تھے وہاں ایک یہودی مر گیا جس کا بھائی مسلمان ہو چکا تھا۔ لوگوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس کی توریث کا معاملہ پیش کیا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا ہے کہ اسلام بڑھتا اور زیادہ ہوتا ہے، کم نہیں ہوتا۔ پس آپ نے مسلمان بھائی کو یہودی بھائی کا وارث قرار دیا۔"

تنبیہ
بعض روایات میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ
((واول من ورث المسلم من الکافر معاویة))
تو اس کے متعلق اتنی بات معلوم ہونی چاہیے کہ یہ قول ابن شہاب زہری نے اپنی طرف سے ذکر کیا ہے یہ کسی صحابی کا قول نہیں۔ اور زہری کا یہ قول بھی متصل نہیں بلکہ مرسل ہے۔[3] علاوہ ازیں دیگر صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال اس کے برخلاف موجود ہیں۔ ان حالات میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس مسئلہ کے اول قائل قرار دینا درست نہیں۔ (جیسا کہ ماقبل میں درج ہے)۔

مودودی رودادِ جماعتِ اسلامی حصہ سوم صفحہ میں لکھتے ہیں

لیکن یہ تاریخ کے نہایت ناقص مطالعہ کا نتیجہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ صحیح اسلامی نظام صرف تیس سال ہی قائم رہا۔ سیاسی بصیرت کی کمی کی وجہ سے اشخاص کی تبدیلی اور نظام کی تبدیلی میں لوگ فرق نہیں کرتے حالانکہ دونوں باتوں

میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ خلافتِ راشدہ کے بعد جو تبدیلی واقع ہوئی وہ کانسٹی ٹیوشن کی تبدیلی نہیں تھی بلکہ اشخاص و افراد کی تبدیلی تھی۔ ملک کا قانون وہی رہا، حکومت کا دستور وہی رہا۔تعزیرات خدا کی قائم کی ہوئی تھیں، حدود الہ مقرر کئے ہوئے تھے، جائیدادیں قرآن کے بنائے ہوئے قاعدے کے مطابق تقسیم ہوتی تھیں۔ صرف اس نظام کے چلانے والے افراد میں یہ تبدیلی ضرور ہوگئی تھی کہ وہ صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ کی طرح متقی اور خدا ترس نہ تھے، تاہم ان میں سے کسی کے لئے بھی یہ ممکن نہ تھا کہ وہ خدا کے قانون کی جگہ اپنا قانون چلادے

راقم کہتا ہے مودودی کے الفاظ " جائیدادیں قرآن کے بنائے ہوئے قاعدے کے مطابق تقسیم ہوتی تھیں" قابل غور ہیں۔ایک طرف تو ان کے نزدیک دور معاویہ خلافت راشدہ سے کوسوں دور بدترین ملوکیت کی ایک قسم تھا جس میں بقول ان کے غیر شرعی قانون نافذ کیا گیا کہ ایک کافر کا مومن کو وارث کر دیا گیا اور اب کہہ رہے ہیں میراث قرآن کے مطابق تقسیم ہوتی تھی۔راقم کہتا ہے اس تضاد پر سر ہی پیٹا جاسکتا ہے

معاویہ کے خلاف خفیہ پروپیگنڈا

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 279 حدیث مرفوع مکررات 6 متفق علیہ

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا و قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ فَأَتَيْتُهُمْ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَائَهُ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هَذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا وَتَجِيئُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَتَجِيئُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ مُهْلِكَتِي ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيئُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ هَذِهِ هَذِهِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنْ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ إِنْ اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَائَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ لَهُ أَنْشُدُكَ اللَّهَ آنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْوَى إِلَى أُذُنَيْهِ وَقَلْبِهِ بِيَدَيْهِ وَقَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي فَقُلْتُ لَهُ هَذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا وَاللَّهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا قَالَ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ

زہیر بن حرب، اسحاق بن ابراہیم، اسحاق، زہیر، جریر، اعمش، زید بن وہب، عبدالرحمٰن بن عبدرب کعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو عبداللہ بن عمرو بن عاص (رض) کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے

تھے اور لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے میں ان کے پاس آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا تو عبداللہ نے کہا ہم ایک سفر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے ہم ایک جگہ رکے ہم میں سے بعض نے اپنا خیمہ لگانا شروع کردیا اور بعض تیر اندازی کرنے لگے اور بعض وہ تھے جو جانوروں میں ٹھہرے رہے اتنے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منادی نے آواز دی الصلوہ جامعہ (یعنی نماز کا وقت ہوگیا ہے) تو ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جمع ہوگئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے سے قبل کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے ذمے اپنے علم کے مطابق اپنی امت کی بھلائی کی طرف راہنمائی لازم نہ ہو اور برائی سے اپنے علم کے مطابق انہیں ڈرانا لازم نہ ہو اور بے شک تمہاری اس امت کی عافیت ابتدائی حصہ میں ہے اور اس کا آخر ایسی مصیبتوں اور امور میں مبتلا ہوگا جسے تم ناپسند کرتے ہو اور ایسا فتنہ آئے گا کہ مومن کہے گا یہ میری ہلاکت ہے پھر وہ ختم ہو جائے گا اور دوسرا ظاہر ہوگا تو مومن کہے گا یہی میری ہلاکت کا ذریعہ ہوگا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے جہنم سے دور رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اس معاملہ سے پیش آئے جس کے دیئے جانے کو اپنے لئے پسند کرے اور جس نے امام کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دل کے اخلاص سے بیعت کی تو چاہیے کہ اپنی طاقت کے مطابق اس کی اطاعت کرے اور اگر دوسرا شخص اس سے جھگڑا کرے تو دوسرے کی گردن مار دو راوی کہتا ہے پھر میں عبداللہ کے قریب ہوگیا اور ان سے کہا میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنی ہے تو عبداللہ نے اپنے کانوں اور دل کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا میرے کانوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ رکھا تو میں نے ان سے کہا یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچازاد بھائی معاویہ ہمیں اپنے اموال کو ناجائز طریقے پر کھانے اور اپنی جانوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اللہ کا ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے اموال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ ایسی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے کی

جائے اور نہ اپنی جانوں کو قتل کرو بے شک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے راوی نے کہا عبداللہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر کہا اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو۔

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 280

ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن نمیر، ابوسعید اشج، وکیع، ابوکریب، ابومعاویہ، یہ حدیث ان دو اسناد سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 281

محمد بن رافع، ابومنذر، اسماعیل بن عمر، یونس بن ابواسحاق ہمدانی، عبداللہ بن ابی سفر، عامر، عبدالرحمٰن بن عبد رب کعبہ صاعدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک جماعت کو کعبہ کے پاس دیکھا باقی حدیث اسی طرح بیان فرمائی۔

سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 856

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا رَقَبَةَ الْآخَرِ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي قُلْتُ هَذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَفْعَلَ وَنَفْعَلَ قَالَ أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ

مسدد، عیسیٰ بن یونس، اعمش، زید بن وہب، عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ، عبداللہ بن عمر (رض) بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس شخص نے امام کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیا اور اس سے قلبی معاہدہ اقرار کرلیا تو حتی الامکان اس کی اطاعت کرے پس اگر کوئی دوسرا اس سے جھگڑا کرتا ہوا آئے تو اس دوسرے کی گردن مار ڈالو عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ نے خود حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ سنا ہے؟ فرمایا کہ میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا ہے میں نے کہا کہ یہ آپ کے چچازاد بھائی معاویہ ہیں جو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم یہ کام کریں وہ کام کریں فرمایا کہ اللہ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی والے حکموں میں اس کی نافرمانی کرو۔

راقم کہتا ہے یہ روایت ایک ہی سند سے کتابوں میں ہے

عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ

اس میں یہ الفاظ کہ

فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا رَقَبَةَ الْآخَرِ
پس کوئی آئے جو اس سے تنازع کرے تو اس کی گردن مار دو

سن نسائی اور سنن ابو داود میں ہیں

روایت صحیح نہیں ہے اس میں زید بن وھب الجھنی کا تفرد ہے جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور اس نے باقی اصحاب رسول کے خلاف منکرات نقل کی ہیں

مثلا

عثمان سے محبت کرنے والے دجال کے ساتھ ہیں

عمر کہتے میں منافق ہوں

اور اب یہاں کہہ رہا ہے کہ (معاویہ چونکہ علی کی) جو مخالفت کر رہے ہیں ان کی گردن مار دو

خود اس کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو علی کے خلاف بھی بھڑاس نکالی کہ ان کو مردانہ اور زنانہ چادروں کا فرق تک نہ پتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر عورتوں کے لئے علی کو دی تو انہوں نے خود اوڑھ لی اور رسول اللہ کو منہ دوسری طرف کرنا پڑا یہ صحیح مسلم کی روایت اسی زید الجھنی کی ہے

اس قسم کے فضول آدمی کی روایت قابل رد ہے اور یہ امام الفسوی نے خبردار کیا تھا لیکن ان کے ہم عصر محدثین نے مثلا ابو داود اور مسلم نے اس کی رویات لکھ دی ہیں

روایت میں کہا گیا ہے کہ امت کا شروع کا حصہ اچھا ہے اور بعد والا فتنہ میں ہے جبکہ شروع میں ہی فتنہ ہوا جس میں اصحاب رسول نے ایک دوسرے کو قتل کیا ہزاروں لوگ قتل ہوئے عورتیں بیوہ ہوئیں اور بچے یتیم۔ اس حقیقت کی تطبیق اس روایت سے ممکن نہیں ہے چہ جائیکہ اس کو کلام نبوی قرار دیا جائے ۔ روایت کو غور سے پڑھیں یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ زید خود آخری دور میں ہے کہ یہ معاویہ کا دور دور فتن ہے۔ زید بن وہب عن عبد الرحمٰن بن عبد ربّ الكعبة کی سند سے مختلف کتب میں صرف ایک یہی روایت ہے یعنی زید نے عبد الرحمان سے کوئی اور روایت نہیں سنی اور عبد الرحمان نے بھی یہ صرف اس کے کان میں پھونکی

یہ روایت اس دور کی ہے جب معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں اور عبد اللہ بن عمرو مکہ میں ہیں یعنی علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کا واقعہ بتا رہا ہے اس انداز میں کہ اصحاب رسول سے غلطی ہوئی ان کو معاویہ کی گردن مار دینی چاہیے تھی ۔ اگر ایسا ہے تو یہ غلطی کس نے کی؟ یہ غلطی خود علی رضی اللہ عنہ نے کی جنہوں نے معاویہ سے معاہدہ کر لیا۔ راقم کہتا ہے زید بن وہب ایک چھپا خارجی ہے اس کی سوچ کے پیمانے ان کے ہی جیسے ہیں یہاں تک کہ یہ

علی کو بھی نہیں بخشتا- زید کہتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حرام کھانے کا حکم کرتے اور قتل نفس کرتے دلیل میں دو آیات سناتا ہے

مسند احمد میں ہے

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ} [النساء: 29

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

{لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ} [البقرة: 188]

صحیح مسلم میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا} [النساء: 29

اب سوال یہ ہے کہ اس حرام کھانے والے خلیفہ سے حسن رضی اللہ عنہ کا معائدہ کہ ان کو اس لوٹ کے مال میں سے خمس دیا جائے کیا ہے کیا وہ حرام نہیں ہے ؟

یہ روایت سراپا اتہام ہے ال علی پر، علی پر، خلفاء رسول پر

اس زید کی ہر روایت کو غور سے دیکھا جائے کہ یہ چھپا خارجی کیا کر رہا ہے

تاریخ بغداد میں عروہ بن زبیر سے

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحَرَشِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ الْحِمْصِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أبي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْر

کی سند سے منسوب ہے

إن المسور بن مخرمة أخبره : أنه قدم وافدا علٰي معاوية بن أبي سفيان، فقضٰي حاجته، ثم دعاه فأخلاه، فقال : يا مسور ما فعل طعنك على الأئمة؟ فقال المسور : دعنا من هٰذا، وأحسن فيما قدمنا له، قال معاوية : لا، والله ولتكلمن بذات نفسك، والذي تعيب علي، قال المسور : فلم أترك شيئا أعيبه عليه إلا بينته له، قال معاوية : لا برئ من الذنب، فهل تعد يا مسور ما نلي من الإصلاح فى أمر العامة، فإن الحسنة بعشر أمثالها ؟ أم تعد الذنوب وتترك الحسنات ؟ قال المسور : لا، والله ما نذكر إلا ما ترٰي من هٰذه الذنوب، قال معاوية : فإنا نعترف لله بكل ذنب أذنبناه، فهل لك يا مسور ذنوب فى خاصتك، تخشٰي أن تهلكك إن لم يغفرها الله ؟ قال مسور : نعم، قال معاوية : فما يجعلك أحق أن ترجو المغفرة مني ؟ فوالله لما ألي من الإصلاح أكثر مما تلي، ولكن والله لا أخير بين أمرين، بين الله وبين غيره، إلا اخترت الله تعالٰي علٰي ما سواه، وإنا علٰي دين يقبل الله فيه العمل، ويجزي فيه بالحسنات، ويجزي فيه بالذنوب، إلا أن يعفو عمن يشاىٔ، فأنا أحتسب كل حسنة عملتها بأضعافها، وأوازي أمورا عظاما لا أحصيها ولا تحصيها، من عمل لله فى إقامة صلوات المسلمين، والجهاد فى سبيل الله عز وجل، والحكم بما أنزل الله تعالٰي، والـأمور التى لست تحصيها وإن عددتها لك، فتفكر فى ذٰلك، قال المسور : فعرفت أن معاوية قد خصمني حين ذكر لي ما ذكر، قال عروة : فلم يسمع المسور بعد ذٰلك يذكر معاوية إلا استغفر له

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک وفد میں گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی حاجت پوری کی پھر تخلیہ کیا اور کہا مسور امیروں پر طعن کیوں کرتے ہو؟ مسور کہنے لگے : اس کو

رہنے دیں بس اب آگے ہم اچھے ہیں۔ (یعنی منہ بند رکھیں گے) معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: نہیں، اللہ کی قسم تمہیں ضرور اپنے دل کی بات کہنا ہو گی اور اپنے خیال کے مطابق میرے عیوب بیان کرنا ہوں گے۔ مسور کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دل کی تمام بھڑاس نکال ڈالی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی انسان غلطی سے معصوم نہیں۔ اے مسور عوام کے معاملے میں جو اصلاحات ہم نے کی ہیں، کیا آپ انہیں کچھ وقعت دیتے ہیں؟ نیکی تو دس گنا شمار ہوتی ہے۔ کیا آپ گناہوں کو شمار کرتے ہیں اور نیکیوں سے صرفِ نظر کرتے ہیں؟ مسور نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم ہم تو صرف ان گناہوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو نظر میں ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ہر اس گناہ کا اعتراف کرتے ہیں جو ہم سے ہوا، لیکن اے مسور کیا تم سے اپنے خاص لوگوں کے بارے میں کوئی ایسا گناہ سرزرد نہیں ہوا، جس کو اگر اللہ معاف نہ کرے اور تم کو اپنی ہلاکت کا ڈر ہو؟ مسور کہتے ہیں: بالکل ہم سے ایسے گناہ ہوئے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تمہیں اپنے بارے میں مجھ سے بڑھ کر مغفرت کی امید کیوں ہے؟ اللہ کی قسم میں تم سے بڑھ کر اصلاح کی کوشش میں رہتا ہوں اور اگر مجھے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی نافرمانی میں سے انتخاب کا اختیار دیا جائے تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو ترجیح دوں گا۔ ہم ایسے دین کے پیروکار ہیں جس کے مطابق اللہ تعالیٰ عمل کو قبول کرتا ہے، نیکی کی جزا دیتا ہے اور برائی کی سزا دیتا ہے، ہاں جسے چاہے معاف بھی کر دیتا ہے۔ میں نے جو بھی نیکیاں کی ہیں، مجھے ان کے کئی گنا ثواب کی امید ہے اور میں ان امور کو سامنے رکھتا ہوں جنھیں نہ میں شمار کر سکتا ہوں، نہ تم، مثلاً اللہ کی رضا کے لیے مسلمانوں میں نظام صلاۃ کا قیام، اللہ کے راستے میں جہاد، اللہ کے نازل کردہ نظام کا نفاذ اور اسی طرح کے دوسرے امور جن کو میں ذکر بھی کروں تو تم شمار نہیں کر پاؤ گے۔ اس بارے میں غور کرو۔ مسور نے کہا: پس میں جان گیا کہ معاویہ نے جھگڑا شروع کر دیا ہے اور ذکر کیا جو کیا عروہ نے کہا مسور نے اس کے بعد صرف معاویہ کی مغفرت کی

اس کی سند منقطع ہے-ابن معین ، راوی بشر بن شعیب پر کہتے ہیں لم یسمع من ابیہ شیئا اس نے اپنے باپ سے نہیں سنا

مسور بن مخرمہ خود معاویہ کے مقرر کردہ امراء میں سے ہیں اور روایت میں ان پر طعن ہے کہ وہ ضمیر فروشی کے مرتکب ہوئے

معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

کتاب المحبر میں محمد بن حبیب بن اِمیۃ بن عمرو الہاشمی، بالولاء،ابو جعفر البغدادی (المتوفی: 245ھ-) لکھتے ہیں
مات معاوية لهلال رجب من سنة ستين   معاویہ کی موت ہوئی رجب کے ہلال پر سن ٦٠ ہجری میں
- ہلال یعنی مہینے کے شروع میں

تاریخ خلیفۃ بن خیاط کے مطابق مَاتَ مُعَاوِيَة بِدِمَشْق يَوْم الْخَمِيس لثمان بَقينَ من رَجَب
معاویہ دمشق میں فوت ہوئے جمعرات کے دن جب رجب میں آٹھ دن رہ گئے
تاریخ ابن خلدون میں ہے معاویہ وتوفي في منتصف رجب   رجب کے بیچ میں فوت ہوئے
کتاب المنتظم از ابن الجوزی میں ہے توفي معاوية فِي رجب لأربع ليال خلت من سنة ستين
معاویہ کی وفات رجب میں چار رات گزرنے پر ہوئی سن ٦٠ ھ میں

کتاب الکامل فی التاریخ از ابن الأثیر (المتوفی: 630ھ) کے مطابق ثُمَّ مَاتَ بِدِمَشْقَ لِهِلَالِ رَجَبٍ، وَقِيلَ لِلنِّصْفِ مِنْهُ، وَقِيلَ لِثَمَانٍ بَقِينَ مِنْهُ،   پھر دمشق میں معاویہ کی رجب کے ہلال پر وفات ہوئی اور کہا جاتا ہے رجب کے بیچ میں ہوئی اور کہا جاتا ہے جب اس میں آٹھ راتیں رہیں

تحقیق حدیث الدبیلۃ

کتاب معارف از ابن قتیبہ میں ہے

.وولى «معاوية» الخلافة عشرين سنة إلا شهرا. وتوفى ب «دمشق» سنة ستين. وهو ابن اثنتين وثمانين سنة

. [2] وقال ابن إسحاق: مات وله ثمان وسبعون سنة. وكانت علّته الناقبات «2» [1]- يعنى: الدّبيلة

ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات الدّبیلۃ سے ہوئی

صحیح مسلم کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَمَّارٍ: أَرَأَيْتُمْ صَنِيعَكُمْ هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ فِي أَمْرِ عَلِيٍّ، أَرَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ أَوْ شَيْئًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَلَكِنْ حُذَيْفَةُ أَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فِي أَصْحَابِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا، فِيهِمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ، ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ وَأَرْبَعَةٌ» لَمْ أَحْفَظْ مَا قَالَ شُعْبَةُ فِيهِمْ

أَبِي نَضْرَةَ نے قیس بن عباد ابو عبد اللہ الضبعی القیسی البصری سے روایت کیا کہ میں نے عمار سے کہا تم نے اپنا کیا کرایا دیکھا جو تم نے علی کے معاملے میں کیا, تمہاری کیا رائے ہے یا کوئی عہد دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ عمار نے کہا رسول اللہ نے ہم سے کوئی عہد ایسا نہ لیا جو دوسروں سے نہ لیا ہو لیکن حذیفہ نے حدیث بیان کی: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میرے اصحاب میں بارہ منافق ہیں، آٹھ ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے ان میں سے آٹھ کے لئے دبیلہ کافی ہو گا

اور باقی چار، (اِسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ نے کہا) یاد نہیں امام شعبہ نے کیا روایت کیا تھا

مسند احمد میں اسی سند سے ہے

ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ، سِرَاجٌ مِنْ نَارٍ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتَّى يَنْجُمَ فِي صُدُورِهِمْ

ان منافقوں کے کندھوں سے اگ کا شعلہ ظاہر ہو گا یہاں تک کہ ان کی چھاتیاں توڑ کر نکل جائے گا۔

مسند البزار میں ہے

قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ، قَالَ: قُلْنَا لِعَمَّارٍ، أَرَأَيْتَ قِتَالَكُمْ؟ أَرَأْيٌ رَأَيْتُمُوهُ فَإِنَّ الرَّأْيَ يُخْطِيءُ

قیس نے عمار سے پوچھا کہ کیا تم اپنا قتال ان سے دیکھا کیا، تم غلط رائے پر تھے

الجمع بين الصحيحين میں اِبو محمد عبد الحق بن عبد الرحمٰن الاِشبيلي (المتوفى: 582ھ-) کہتے ہیں

قَال الأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: لَمْ أَحْفَظْ مَا قَال شُعْبَةُ فِيهِمْ

اسود بن عامر کو یاد نہیں رہا کہ باقی چار کے بارے میں شعبہ نے کیا کہا

بحث

اس روایت کے متن میں کافی الفاظ میں شک موجود ہے کہ آخر میں میں گمان کرتا ہوں کس کا قول ہے—اس روایت میں محدثین کا اختلاف اس پر ہے کہ آگے کا کلام کس کا ہے؟ مسند احمد اور مسند ابو یعلی میں حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَحَجَّاجٌ کی سند سے ہے

قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُذَيْفَةُ: «إِنَّ فِي أُمَّتِي اثْنَيْ عَشَرَ مُنَافِقًا

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نے کہا امام شعبہ نے گمان کیا کہ حُذَیفَۃُ نے روایت کیا کہ اصحاب رسول میں ۱۲ منافق ہیں

مسند ابو یعلی میں

حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ

کی سند سے ہے

غندر نے کہا قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُذَيْفَةُ

امام شعبہ نے گمان کیا کہ حُذَیفَۃُ نے روایت کیا کہ اصحاب رسول میں ۱۲ منافق ہیں

صحیح مسلم میں مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، کی سند سے ہے

قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُذَيْفَةُ، وَقَالَ غُنْدَرٌ أُرَاهُ

محمد بن جعفر نے کہا: شعبہ نے کہا: میں گمان کرتا ہوں کہ حُذَیفَۃُ نے روایت کیا، اور غندر نے کہا میں دیکھتا ہوں

الجمع بین الصحیحین میں اِبو محمد عبد الحق بن عبد الرحمٰن الِاشبیلی (المتوفی: 582ھ) کہتے ہیں

شك شعبة في هذا الحديث هل هو عَنْ عمَّارٍ عَنِ النَّبِي - صلى الله عليه وسلم -، أَوْ عَنْ عمَّارٍ عَنْ حُذَيفَة عَنِ النَّبِي - صلى الله عليه وسلم -. ولم يخرج البخاري هذا الحديث

اس حدیث میں شعبہ کو شک ہے کہ کیا یہ حدیث عمار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی یا عمار نے حُذَیفَۃ نے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

امام شعبہ جب یہ حدیث سناتے تو خود شک میں آ جاتے کہ کس نے کس کی بات بیان کی، پھر اپنے گمان کو پیش کرتے کہ اغلبًا یہ حُذَیفَۃُ نے کہا ہو گا کہ اصحاب رسول میں ۱۲ منافق ہیں— امام ابو حاتم کا موقف ہے کہ گمان ہے کے الفاظ قیس کے ہی ہیں جن کو لوگ امام شعبہ کا کلام سمجھ رہے ہیں— علل ابن ابی حاتم میں ہے

وسمعتُ أَبِي وسُئِلَ (1) عَنْ حديثِ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَة (2) ، عَنْ قَيْس بْنِ عُبَادٍ؛ قَالَ: قُلْتُ لعمَّار بْنِ يَاسِرٍ: أرأيتُم قِتَالَكُمْ، أَرَأْيٌ رَأَيْتُمُوهُ؛ فإنَّ الرأيَ يُخطِئ ويُصيب، أو عَهْدٌ عَهِدَهُ إليكم النبيُّ (ص) ؟ ... ، وَفِي آخِرِ الْحَدِيثِ قَالَ - وأحسَبُه -: حدَّثني حُذَيفة: أنَّ النبيَّ (ص) قَالَ: فِي أُمَّتِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا؟

فَقَالَ: هَذَا يقولُهُ قَيْس بن عُبَادٍ، عن حُذَيفة، وليس كلُّ إنسانٍ يَقُولُهُ

ابن ابی حاتم نے کہا میں نے اپنے باپ سے سوال کیا حدیث قَتَادَۃ کی اِبِی نَضْرَۃَ سے ان کی قَیْسٍ بن عباد سے کہ میں نے عمار سے کہا تم اپنے قتال کو کیسا دیکھتے ہو تمہاری رائے غلطی کی تھی یا کوئی رسول اللہ سے عہد کر رکھا تھا؟ اور دوسری حدیث میں ہے کہ کہا: انہوں نے گمان کیا کہ حُذَیفۃ نے روایت کیا کہ نبی نے فرمایا کہ میری امت میں ۱۲ منافق ہیں؟

امام ابو حاتم نے فرمایا یہ قَیْسٍ بن عباد نے بیان کیا ہے حُذَیفۃ سے روایت میں اور ایسا سب انسان نہیں کہتے

اس کا مطلب ہے کہ امام ابو حاتم نے نزدیک اس حدیث کے متن میں کلام قیس بن عباد مل گیا ہے—اس کو ادراج کہتے ہیں—دیگر راوی خود شک کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ یہ شاید حذیفہ نے کہا ہو—متن میں اشکال موجود ہے کہ راوی کا ادراج ہے اور وإحسبُه (گمان ہے) کہنے والا قیس ہے نہ کہ صحابی حُذَیفۃ کا ادراج ہے

قیس بن عباد کو امام الذھبی نے تاریخ اسلام میں شِیعِیٌّ قرار دیا ہے—قیس نے خلیفہ عبد الملک کے خلاف خروج بھی کیا اور حجاج نے اس کی گردن اڑا دی—بقول ابو مخنف یہ عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا تھا

ابن حزم نے المحلی میں اس سلسلے میں ایک روایت کو کذب قرار دیا

أما حديث حذيفة فساقط: لأنه من طريق الوليد بن جميع – وهو هالك – ولا نراه يعلم من وضع الحديث فإنه قد روى أخباراً فيها أن أبا بكر، وعمر وعثمان، وطلحة، وسعد بن أبي وقاص – رضي الله عنهم – أرادوا قتل النبي صلى الله عليه وآله وسلم وإلقاءه من العقبة في تبوك – وهذا هو الكذب الموضوع الذي يطعن الله تعالى واضعه – فسقط التعلق به – والحمد لله رب العالمين

اور جہاں تک حذیفة کی حدیث کا تعلق ہے پس ساقط ہے—وہ الولید بن جمیع (الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُمَيْعٍ الزُّهْرِيُّ) کے طرق سے روایت ہے جو ہلاک کرنے والا راوی ہے اور ہم نہیں دیکھتے کہ جان سکیں کہ اس کو کس نے گھڑا ہے (سوائے اسی کے) کیونکہ اس نے روایت کی ہیں خبریں جن میں ہے کہ ابو بکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور ان سے عقبہ تبوک میں ملے اور یہ بات کذب ہے گھڑی ہوئی ہے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ الولید بن جمیع کے طرق سے روایت امام مسلم نے بیان کی ہے

أَبُو أَحْمَدَ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جُمَيْعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ؟ وَبَيْنَ حُذَيْفَةَ بَعْضُ مَا يَكُونُ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللهِ كَمْ كَانَ أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ؟ قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: أَخْبِرْهُ إِذْ سَأَلَكَ، قَالَ: كُنَّا نُخْبَرُ أَنَّهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ، فَإِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ فَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ، وَأَشْهَدُ بِاللهِ أَنَّ اثْنَيْ عَشَرَ مِنْهُمْ حَرْبٌ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ، وَعَذَرَ ثَلَاثَةً، قَالُوا: مَا سَمِعْنَا مُنَادِيَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلِمْنَا بِمَا أَرَادَ الْقَوْمُ، وَقَدْ كَانَ فِي حَرَّةٍ فَمَشَى فَقَالَ: «إِنَّ الْمَاءَ قَلِيلٌ، فَلَا يَسْبِقْنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ» فَوَجَدَ قَوْمًا قَدْ سَبَقُوهُ، فَلَعَنَهُمْ يَوْمَئِذٍ

زہیر بن حرب، ابواحمد کوفی ولید بن جمیع ،ابو طفیل سے روایت ہے کہ اہل عقبہ (گھاٹی والوں) میں سے ایک : آدمی اور حذیفہ (رض) کے درمیان عام لوگوں کی طرح جھگڑا ہوا تو انہوں نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ بتاؤ اصحاب عقبہ کتنے تھے (حذیفہ (رض) سے) لوگوں نے کہا آپ ان کے سوال کا جواب دیں جو انہوں نے آپ سے کیا ہے حذیفہ (رض) نے کہا ہم کو خبر دی جاتی تھی کہ وہ چودہ تھے اور اگر تم بھی انہیں میں سے ہو تو وہ پندرہ ہو جائیں گے میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ ایسے تھے جنہوں نے دنیا کی زندگی میں اللہ اور اس کے رسول کے رضامندی کے لئے جہاد کیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں الولید بن جمیع کہتا ہے کہ عقبہ والے (گھاٹی والوں) شخص أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ تھے جن سے حُذَيْفَةَ کا جھگڑا ہوا تھا گویا اس نے ان کو منافق قرار دیا نعوذ باللہ

الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ حُذَيْفَةَ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ بَعْضُ مَا يَكُونُ بَيْنَ النَّاسِ , فَقَالَ: أُنْشِدُكَ بِاللَّهِ , كَمْ كَانَ أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ: فَأَخْبِرْهُ فَقَدْ سَأَلَكَ , فَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ: قَدْ كُنَّا نُخْبَرُ أَنَّهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ , فَقَالَ حُذَيْفَةُ: " وَإِنْ كُنْتُ فِيهِمْ فَقَدْ كَانُوا خَمْسَةَ عَشَرَ , أَشْهَدُ بِاللَّهِ أَنَّ اثْنَيْ عَشَرَ مِنْهُمْ حِزْبُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ , وَعُذِرَ ثَلَاثَةٌ " , قَالُوا: مَا سَمِعْنَا مُنَادِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا عَلِمْنَا مَا يُرِيدُ الْقَوْمُ

یہ واقعہ معجم طبرانی میں اور مسند البزار میں ولید بن جمیع کی سند سے آیا ہے

حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جُمَيْعٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا فَنَادَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْعَقَبَةَ فَلَا تَأْخُذُوهَا فَسَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَقَبَةِ، وَعَمَّارٌ يَسُوقُ، وَحُذَيْفَةُ يَقُودُ بِهِ فَإِذَا هُمْ بِرَوَاحِلَ عَلَيْهَا قَوْمٌ مُتَلَثِّمُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قُدْ قُدْ، وَيَا عَمَّارُ سُقْ سُقْ» ، فَأَقْبَلَ عَمَّارٌ عَلَى الْقَوْمِ فَضَرَبَ وُجُوهَ رَوَاحِلِهِمْ فَلَمَّا هَبَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَقَبَةِ قَالَ: " يَا عَمَّارُ، قَدْ عَرَفْتُ الْقَوْمَ، أَوْ قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ عَامَّةَ الْقَوْمِ أَوِ الرَّوَاحِلِ أَتَدْرِي مَا أَرَادَ الْقَوْمُ؟ "، قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «أَرَادُوا أَنْ يَنْفِرُوا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللَّهُ عَنْہُ نے کہا جب جنگ تبوک ہوئی اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کا حکم دیا کہ وہ گھاٹی میں سے جائیں گے کوئی اور اس میں سے نہ گزرے پس اپ گھاٹی میں سے گزرے اور عمار اونٹنی ہانک رہے تھے اور اس کی نکیل پکڑے تھے کہ ایک قوم ڈھاٹے باندھے آئی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کو حکم کیا پس عمار آگے بڑھے اور ان کے چہروں پر ضربیں لگائیں نکیل سے پس جب اس گھاٹی سے اترے اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار کیا تم ان کو جانتے ہو؟ یہ کیا چاہتے تھے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں فرمایا: یہ ہمیں (گھاٹی میں) دھکیلنا چاہتے تھے

صفی الرحمن مبارکپوری نے اپنی کتاب "الرحیق المختوم" میں اس واقعہ کو صحیح سمجھتے ہوئے بیان کیا ہے

ورجع الجيش الإسلامي من تبوك مظفرين منصورين، لم ينالوا كيدا، وكفى الله المؤمنين القتال، وفي الطريق عند عقبة حاول اثنا عشر رجلا من المنافقين الفتك بالنبي صلى الله عليه وسلم، وذلك أنه حينما كان يمر بتلك العقبة كان معه عمار يقود بزمام ناقته، وحذيفة بن اليمان يسوقها، وأخذ الناس ببطن الوادي، فانتهز أولئك المنافقون هذه الفرصة، فبينما رسول الله صلى الله عليه وسلم وصاحباه يسيران إذ سمعوا وكزة القوم من ورائهم، قد غشوه وهم ملتثمون، فبعث حذيفة فضرب وجوه رواحلهم بمحجن كان معه، فأرعبهم الله، فأسرعوا في الفرار حتى لحقوا بالقوم، وأخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم

بأسمائهم، وبما هموا به، فلذلك كان حذيفة يسمى بصاحب سر رسول الله صلى الله عليه وسلم، وفي ذلك يقول الله تعالى: وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنالُوا.

اسلامی لشکر تبوک سے مظفر و منصور واپس آیا۔ کوئی ٹکر نہ ہوئی۔ اللہ جنگ کے معاملے میں مومنین کے لیے کافی ہوا۔ البتہ راستے میں ایک جگہ ایک گھاٹی کے پاس بارہ منافقین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی سے گزر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف عمار رضی اللہ عنہ تھے جو اونٹنی کی نکیل تھامے ہوئے تھے اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تھے جو اونٹنی ہانک رہے تھے۔ باقی صحابہ کرام دور وادی کے نشیب سے گزر رہے تھے اس لیے منافقین نے اس موقع کو اپنے ناپاک مقصد کے لیے غنیمت سمجھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قدم بڑھایا۔ ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھی حسب معمول راستہ طے کر رہے تھے کہ پیچھے سے ان منافقین کے قدموں کی چاپیں سنائی دیں۔ یہ سب چہروں پہ ڈھاٹا باندھے ہوئے تھے اور اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً چڑھ ہی آئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کی جانب بھیجا۔ انہوں نے ان کی سواریوں کے چہروں پر اپنی ایک ڈھال سے ضرب لگانی شروع کی، جس سے اللہ نے انہیں مرعوب کر دیا اور وہ تیزی سے بھاگ کر لوگوں میں جا ملے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام بتائے اور ان کے ارادے سے باخبر کیا اسی لیے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا "رازدان" کہا جاتا ہے۔ اسی واقعہ سے متعلق اللہ کا یہ ارشاد نازل ہوا کہ " وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (74:9) انہوں نے اس کام کا قصد کیا جسے وہ نہ پاسکے

الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُمَيْعٍ الزُّهْرِيُّ نے بعض روایات میں ان اصحاب رسول کے نام لئے ہیں جو جلیل القدر ہیں اس کی یہ روایت ابن حزم تک پہنچیں اور انہوں نے اس کو کذب قرار دیا

. قال العقیلی: فِی حدیثہ اضطراب

. و قال ابن حبّان: فحش تفرّدہ

امام مسلم نے حُذَیفَۃَاور ایک شخص کے جھگڑے کی جو روایت نقل کی ہے اسمیں الولید کا تفرد ہے

کتاب التَّکمیل فی الجَرح والتّعدِیل ومَعرِفۃالثّقات والضّعفاء والمجاہیل از ابن کثیر کے مطابق

قال الحاکم: لولم یذکرہ مسلم فی صحیحہ کان اِولی

امام حاکم نے کہا اگر مسلم نے اس کا صحیح میں ذکر نہ کیا ہوتا تو وہ اولی تھا

گھاٹی والا واقعہ ساقط الاعتبار ہے

دلائل النبوہ میں بیہقی نے روایت کیا

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَصْبَغِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: " كُنْتُ آخِذًا بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُودُ بِهِ وَعَمَّارٌ يَسُوقُهُ أَوْ أَنَا أَسُوقُهُ وَعَمَّارٌ يَقُودُهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَقَبَةِ فَإِذَا أَنَا بِاثْنَيْ عَشَرَ رَاكِبًا قَدِ [ص:261] اعْتَرَضُوهُ فِيهَا قَالَ: فَأَنْبَهْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ فَصَرَخَ بِهِمْ فَوَلَّوْا مُدْبِرِينَ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ عَرَفْتُمُ الْقَوْمَ؟» قُلْنَا: لَا يَا رَسُولَ اللهِ كَانُوا مُتَلَثِّمِينَ وَلَكِنَّا قَدْ عَرَفْنَا الرِّكَابَ قَالَ: «هَؤُلَاءِ الْمُنَافِقُونَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُونَ مَا أَرَادُوا؟» قُلْنَا: لَا قَالَ: «أَرَادُوا أَنْ يَزْحَمُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَقَبَةِ فَيُلْقُوهُ مِنْهَا» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ أَوَلَا تَبْعَثُ إِلَى عَشَائِرِهِمْ حَتَّى يَبْعَثَ إِلَيْكَ كُلُّ قَوْمٍ بِرَأْسِ صَاحِبِهِمْ قَالَ: «لَا أَكْرَهُ أَنْ تَحَدَّثَ الْعَرَبُ بَيْنَهَا أَنَّ مُحَمَّدًا قَاتَلَ بِقَوْمٍ حَتَّى إِذَا أَظْهَرَهُ اللهُ بِهِمْ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ يَقْتُلُهُمْ» ثُمَّ قَالَ: «اللهُمَّ ارْمِهِمْ بِالدُّبَيْلَةِ» . قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الدُّبَيْلَةُ قَالَ: «شِهَابٌ مِنْ نَارٍ يَقَعُ عَلَى نِيَاطِ قَلْبِ أَحَدِهِمْ فَيَهْلِكُ»

سند منقطع ہے

جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از صلاح الدین إبو سعید خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ الدمشقی العلائی (المتوفی: 761ھ-) میں ہے

سعيد بن فيروز أبو البختري الطائي كثير الإرسال عن عمر وعلي وابن مسعود وحذيفة وغيرهم رضي الله عنهم

إبو البختری الطائی یہ حذیفة سے ارسال کرتا ہے

اس کا سماع علی رضی اللہ عنہ سے بھی نہیں ہے امام احمد کا قول ہے کہ اس نے علی سے نہیں سنا– حذیفة رضی اللہ عنہ المتوفی ٣٦ھ کی وفات تو عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے کی ہے

المعجم الأوسط از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ، نا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: إِنِّي لَآخِذٌ بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُودُهُ، وَعَمَّارٌ يَسُوقُ بِهِ، أَوْ عَمَّارٌ يَقُودُهُ، وَأَنَا أَسُوقُ بِهِ، إِذِ اسْتَقْبَلَنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مُتَلَثِّمِينَ قَالَ: «هَؤُلَاءِ الْمُنَافِقُونَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» . قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَبْعَثُ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَتَقْتُلَهُ، فَقَالَ: «أَكْرَهُ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ، وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَكْفِيَنهُمْ بِالدُّبَيْلَةِ» ، قُلْنَا: وَمَا «الدُّبَيْلَةُ؟ قَالَ: «شِهَابٌ مِنْ نَارٍ يُوضَعُ عَلَى نِيَاطِ قَلْبِ أَحَدِهِمْ فَيَقْتُلُهُ

راوی عبد اللہ بن سَلِمَةِ پر خود عمرو بن مرة کا قول ہے: کان یحدثنا فنعرف وننکر کان قد کبر. ہم ان سے روایت کرتے تو انکار کرتے یا روایت لے لیتے

عبد اللہ آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے

.حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: كان عبد اللَّه بن سلمة قد كبر، فكان يحدثنا فتعرف وتنكر

شعبہ نے ذکر کیا کہ عمرو نے جب سنا اس وقت تک عبد اللہ بوڑھے ہو چکے تھے پس حدیث سن کر انکار کرتے یا لیتے

یہ سند اس طرح مضبوط نہیں رہتی

بارہ منافق کون تھے ؟

طبرانی کبیر میں ہے

:حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ، قَالَ: " تَسْمِيَةُ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ

الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ نے گھاٹی والے لوگوں پر ذکر کے کہ ان میں تھے

مُعْتِبُ بْنُ قُشَيْرِ بْنِ مُلَيْلٍ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ شَهِدَ بَدْرًا، وَهُوَ الَّذِي قَالَ: يَعِدُنَا مُحَمَّدٌ كُنُوزَ كِسْرَى وَقَيْصَرَ، وَأَحَدُنَا لَا يَأْمَنُ عَلَى خَلَائِهِ. وَهُوَ الَّذِي قَالَ: لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا " قَالَ .الزُّبَيْرُ: " وَهُوَ الَّذِي شَهِدَ عَلَيْهِ الزُّبَيْرُ بِهَذَا الْكَلَامِ

وَدِيعَةُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَهُوَ الَّذِي قَالَ: إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ، وَهُوَ الَّذِي قَالَ: مَالِي أَرَى .قُرَّاءَنَا هَؤُلَاءِ أَرْغَبَنَا بُطُونًا وَأَجْبَنَنَا عِنْدَ اللِّقَاءِ

وَجِدُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَبِيلِ بْنِ الْحَارِثِ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَهُوَ الَّذِي قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا مُحَمَّدُ، مَنْ هَذَا الْأَسْوَدُ كَثِيرٌ شَعْرُهُ، عَيْنَاهُ كَأَنَّهُمَا قِدْرَانِ مِنْ صُفْرٍ، يَنْظُرُ بِعَيْنَيْ شَيْطَانٍ، وَكَبِدُهُ كَبِدُ حِمَارٍ، يُخْبِرُ الْمُنَافِقِينَ بِخَبَرِكَ، وَهُوَ الْمُجْتَرُّ بِخُرْئِهِ؟

وَالْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ الطَّائِيُّ، حَلِيفٌ لِبَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَهُوَ الَّذِي سَبَقَ إِلَى الْوَشَلِ الَّذِي نَهَى رَسُولُ اللهِ .صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَمَسَّهُ أَحَدٌ، فَاسْتَقَى مِنْهُ

وَأَوْسُ بْنُ قَيْظِيٍّ، وَهُوَ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ، وَهُوَ الَّذِي قَالَ: إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ، وَهُوَ جَدُّ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ،

.وَالْجَلَّاسُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ الصَّامِتِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَبَلَغَنَا أَنَّهُ تَابَ بَعْدَ ذَلِكَ

وَسَعْدُ بْنُ زُرَارَةَ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ، وَهُوَ الْمُدَخِّنُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ .أَصْغَرَهُمْ سِنًّا وَأَخْبَثَهُمْ

وَقَيْسُ بْنُ قَهْدٍ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَسُوَيْدٌ

.وَدَاعِسٌ، وَهُمَا مِنْ بَنِي بَلْحُبْلَى وَهُمَا مِمَّنْ جَهَّزَ ابْنُ أُبَيٍّ فِي تَبُوكَ يُخَذِّلَانِ النَّاسَ

وَقَيْسُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ،

.وَزَيْدُ بْنُ اللَّصِيتِ، وَكَانَ مِنْ يَهُودِ قَيْنُقَاعَ، فَأَظْهَرَ الْإِسْلَامَ، وَفِيهِ غِشُّ الْيَهُودِ، وَنِفَاقُ مَنْ نَافَقَ

“ وَسَلَامَةُ بْنُ الْحُمَامِ، مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ، فَأَظْهَرَ الْإِسْلَامَ

زبیر بن بکار کے مطابق یہ منافق تھے

ابن ہشام نے السیرۃ (4:143) میں ان بارہ منافقوں کے نام لئے ہیں جنہوں نے جنگ تبوک سے واپس آنے پر اپ کو مسجد ضرار انے کی دعوت دی

: فقال: وكان الذين بنوه اثنا عشر رجلا

خذام بن خالد من بني عبيد بن زيد أَحَدِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ومن داره أخرج مسجد الشقاق

وثعلبة بن حاطب من بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ

ومعتب بن قشير من بني ضبيعة بن زيد

وأبو حبيبة بن الأعزر من بني ضبيعة ابن زيد

وعباد بن حنيف أخو سهل بن حنيف مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عوف

وجارية بن عامر وابناه

مجمع بن جارية

وزيد بن جارية

ونبتل بن الحرث من بني ضبيعة

وبحزج من بني ضبيعة و

بجاد بن عثمان من بني ضبيعة

.ووديعة بن ثابت وهو من بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ رهط أبي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ

یہ وہ بارہ منافق ہیں جن کے اغلبًا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی حذیفۃ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیے

الدبیلة کا ذکر

شیعہ کتاب الکافی کی روایت ہے

علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن النوفلي، عن السكوني، عن جعفر، عن آبائه عليهم السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إن الله لاإله إلا هو ليدفع بالصدقة الداء و الدبيلة

امام جعفر نے اپنے باپ دادا سے روایت کیا کہ بلا شبہ خدا جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ ہر بیماری والدبیلة کو صدقہ سے ہٹا دیتا ہے

قال الفیروز آبادی: الدبل: الطاعون

الفیروز آبادی نے کہاالدبل سے طاعون مراد ہے

الدبیلہ : الطاعون ، ودمل یظہر فی الجوف ویقتل صاحبہ غالبا. (مجمع البحرین-دبل-5 : 369) ہ

قال ابن الاثیر: ذات الجنب: ہی الدبیلۃ

ابن اثیر کا کہنا ہے ذات الجنب ہی الدبیلۃ ہے

طاعون سے معاذ بن جبل ، ابو درداء رضی اللہ عنہما وغیرہ کی وفات ہوئی ہے اور اہل سنت میں طاعون میں مرنے والے کو حدیث نبوی کی وجہ سے شہید کا درجہ دیا جاتا ہے

محدثین کا معاویہ پر تنقید کرنا

کہا جاتا ہے کہ بعض محدثین معاویہ کو گالیاں دیتے تھے مثلا

وقال قتيبة: ثنا جرير الحافظ المقدم، لكني سمعته يشتم معاوية علانية، وعمر حتى أدرك الخلق

قتیبہ نے کہا جریر بن عبد الحمید بن جریر الضبی نے ہم سے روایت بیان کیں لیکن میں نے سنا معاویہ پر اعلانیہ گالی دیتے اور ان کی عمر ہوئی کہ خلق دیکھی

إبو يعلى الخليلي، خليل بن عبد الله بن إحمد بن إبراهيم بن الخليل القزويني (المتوفى: 446ھ-) اپنی کتاب الإرشاد فی معرفة علماء الحديث للخليلي میں لکھتے ہیں کہ

جرير بن عبد الحميد الضبي يعد في أهل الكوفة والري ثقة متفق عليه مخرج في الصحيحين كان يقال من فاته شعبة والثوري يستدرك بجرير سمع منصور بن المعتمر ومغيرة بن مقسم والأعمش وينزل إلى مسعر وسفيان وعمر حتى أدركه الخلق دخل قزوين وروى بها . وقال قتيبة : حدثنا جرير الحافظ المقدم لكني سمعته يشتم معاوية علانية ومات سنة ثمان وثمانين ومائة وآخر من روى عنه من الثقات يوسف بن موسى القطان الرازي وأخرج البخاري يوسف في الصحيح

محدثین نے ان کا شمار المختلطین میں کیا ہے-معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دینا بھی اس کی وجہ ہو گا

جریر بن عبد الحمید کی روایت کردہ یہ روایت فضائل معاویہ میں پیش کی جاتی ہے

حدثنا أبو منصور، حدثنا أبو القاسم، حدثنا إسحاق قال: حدثني سعيد بن المفضل، حدثنا عبد الله ابن هاشم عن علي بن عبد الله عن جرير بن عبد الحميد عن مغيرة

قال لما جاء قتل علي إلى معاوية جعل يبكي ويسترجع فقالت له امرأته تبكي عليه وقد كنت تقاتله فقال لها ويحك إنك لا تدرين ما فقد الناس من الفضل والفقه والعلم.

جریر بن عبدالحمید نے کہا مغیرہ نے کہا جب علی کے قتل کی خبر معاویہ کو پہنچی تو وہ رونے لگے ان کی بیوی نے کہا اپ رو رہے ہیں جبکہ اپ تو ان سے قتال کرتے تھے پس معاویہ نے کہا افسوس کہ تم کو معلوم نہیں کہ فضل و فقہ و علم میں کیا کھو گیا

امام احمد بھی متاثر ہوئے

وقال السيوطي أيضا: وأخرج السلفي في "الطيوريات" عبد الله بن أحمد ابن حنبل، قال: «سألت أبي عن عليٍّ ومعاوية، فقال: اعلم أن عليا كان كثير الأعداء، ففتش له أعداؤه عيباً فلم يجدول، فجاؤوا إلى رجل قد حاربه وقاتلهن فأطروه كيادا منهم له

اور السیوطی نے یہ بھی کہا اور السّلفی نے الطیوریات میں عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کیا کہا میں نے اپنے باپ سے علی اور معاویہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جان لو کہ علی کے بہت دشمن تھے پس انہوں نے ان میں عیب تلاش کیے لیکن نہ ملے پس وہ اس شخص کے پاس گئے جو ان سے لڑتا تھا سو اپنی چال اس سے پوری کی

یعنی معاویہ کی تعریف میں روایات گھڑیں گئیں۔

اس حوالے کو ابن عراق نے کتاب تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ میں لکھا

ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا

واخرج بن الْجَوْزِيّ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ سَأَلْتُ أَبِي مَا تَقُولُ فِي عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ فَأَطْرَقَ ثُمَّ قَالَ اعْلَمْ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ كَثِيرَ الْأَعْدَاءِ فَفَتَّشَ أَعْدَاؤُهُ لَهُ عَيْبًا فَلَمْ يَجِدُوا فَعَمَدُوا إِلَى رَجُلٍ قَدْ حَارَبَهُ فَأَطْرَوْهُ كِيَادًا مِنْهُمْ لِعَلِيٍّ فَأَشَارَ بِهَذَا إِلَى مَا

اخْتَلَقُوهُ لِمُعَاوِيَةَ مِنَ الْفَضَائِلِ مِمَّا لَا أَصْلَ لَهُ وَقَدْ وَرَدَ فِي فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ لَكِنْ لَيْسَ فِيهَا مَا يَصِحُّ مِنْ طَرِيقِ الْإِسْنَادِ

مبارک پوری نے تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی میں لکھا

اس حوالہ کو ابن حجر الہیتمی نے کتاب الصواعق المحرقة على إہل الرفض والضلال والزندقة میں نقل کیا

اس حوالہ کو السفاريني نے کتاب لوامع الأنوار البهية میں نقل کیا

ابن الجوزی کتاب المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک میں اس کی سند دیتے ہیں

أَخْبَرَنَا أبو القاسم الحريري، قَالَ: أَخْبَرَنَا أبو طالب العشاري، قال: حدّثنا أبو الحسن الدارقطني، قَالَ: حَدَّثَنَا أبو الحسين إبراهيم بن بيان الرزاد، قَالَ: حَدَّثَنَا أبو سعيد الخرقي، قالَ: حَدَّثَنِي عَبْد اللَّهِ بْنُ أَحْمَد بْنِ حَنْبَلٍ، [قَالَ: سألت أبي] قلت: ما تقول فِي علي ومعاوية؟ فأطرق ثم قَالَ: يا بني، إيش أقول فيهما، أعلم أن عليا كان كثير الأعداء ففتش له أعداؤه عيبا فلم يجدوا، فجاءوا إلى رجل قد حاربه وقاتله فوضعوا له فضائل كيدا منهم له.

اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ ابو بکر الخلال نے خود امام احمد سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رائے نقل کی ہے کہ وہ رسول اللہ کے رشتہ دار تھے

أخبرنا أبو بكر المروزي قال: قيل لأبي عبد الله ونحن بالعسكر وقد جاء بعض رسل الخليفة وهو يعقوب، فقال: «يا أبا عبد الله، ما تقول فيما كان من علي ومعاوية رحمهما الله؟».فقال أبو عبد الله: «ما أقول فيها إلا الحسنى رحمهم الله أجمعين

ابو بکر الخلال نے کہا – کہا جاتا ہے کہ امام احمد سے پوچھا گیا .... کہ اپ علی اور معاویہ رحمہما اللہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ امام احمد نے کہا – میں ان کے بارے میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا اللہ ان سب پر رحم کرے

یہ قول صغیہ تمریض سے ہے جو ابو بکر الخلال نے بیان کیا ہے اس میں جزم نہیں ہے۔

امام احمد کے نزدیک وہ شخص لائق کرم نہیں جو معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دے

وقال ابن هانيء: وسئل (يعني أبا عبد الله أحمد بن حنبل) عن الذي يشتم معاوية «أيصلى خلفه؟ قال: لا يصلى خلفه ولا كرامة. «سؤالاته (296) .

ابن ہانیء نے کہا میں نے احمد سے پوچھا کیا اس کے پیچھے نماز پڑھ لوں جو معاویہ کو گالی دے؟ کہا اس کے پیچھے نماز مت پڑھو نہ عزت کرو

امام اسحاق بن ابراہیم بن راھویہ سے منسوب قول ہے

قال: امام إسحاق بن إبراہیم بن راہویہ رضی اللہ عنہ لا یصح عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی فضل معاویۃ بن إبی سفیان شئ:

فضیلتِ معاویہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بھی صحیح چیز ثابت نہیں:

(الشوکانی فی الفوائد المجموعہ/407)

(سیر إعلام النبلاء/132)

(الموضوعات لابن الجوزی/4/364)

شارحین حدیث کا معاویہ پر تنقید کرنا

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ملا علی قاری نے لکھا ہے

وَلِذَا لَمَّا سُئِلَ بَعْضُ الْأَكَابِرِ: عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَفْضَلُ أَمْ مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ: لَغُبَارُ أَنْفِ فَرَسِ مُعَاوِيَةَ حِينَ غَزَا فِي رِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَفْضَلُ مِنْ كَذَا وَكَذَا مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ

بعض اکابر نے عمر بن عبد العزیز سے پوچھا کہ کون افضل ہے معاویہ یا عمر بن عبد العزیز؟ عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ گھوڑا جو رکاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں معاویہ نے استعمال کیا ہوا اس گھوڑے کی ناک سے نکلنے والا غبار بھی اس سے اور اس سے اور عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے

دوسری طرف ملا علی القاری نے اپنی جہالت کا مظاہرہ کیا اور صحابی رسول معاویہ کے اجتہاد کو ان کا ڈرامہ قرار دیا

قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَرْجِعَ عَنْ بَغْيِهِ بِإِطَاعَتِهِ الْخَلِيفَةَ، وَيَتْرُكَ الْمُخَالَفَةَ وَطَلَبَ الْخِلَافَةِ الْمُنِيفَةِ، فَتَبَيَّنَ بِهَذَا أَنَّهُ كَانَ فِي الْبَاطِنِ بَاغِيًا، وَفِي الظَّاهِرِ مُتَسَتِّرًا بِدَمِ عُثْمَانَ مُرَاعِيًا مُرَائِيًا

میں ملا علی قاری کہتا ہوں: معاویہ پر واجب ہے کہ وہ اپنی بغاوت سے رجوع کرتے خلیفہ علی کی اطاعت کرتے اور اس کی مخالفت ترک کرتے (جو معاویہ نے نہیں کیا) پس یہ سب ظاہر کرتا ہے کہ معاویہ باطنی باغی تھے اور ظاہر میں قصاص عثمان کو ڈھال بنائے ہوئے تھے

راقم کہتا ہے ملا علی القاری کی جہالت ہے

البانی کتاب سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ وشیء من فقھھا وفوائدہا جلد اول ص ۸۲۳ پر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ووفاة النبي صلى الله عليه وسلم كانت في شهر ربيع الأول سنة إحدى عشرة هجرية، وإلى عام ثلاثين سنة كان إصلاح ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن بن على السيد بين فئتين من المؤمنين بنزوله عن الأمر عام واحد وأربعين في شهر جمادى الآخرة، وسمي عام الجماعة لاجتماع الناس على معاوية، وهو أول الملوك، وفي الحديث الذي رواه مسلم: سيكون خلافة نبوة ورحمة، ثم يكون ملك ورحمة، ثم يكون ملك وجبرية، ثم يكون ملك عضوض

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الأول میں ۱۱ ہجری میں ہوئی اور تیسوں سال میں اصلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حسن بن علی سردار سے ہوئی کہ مومنوں کے گروہوں میں ایک امر پر اتفاق ہوا ۴۱ ہجری جمادی الآخرۃ کے مہینہ میں اور اس کو عام الجماعۃ کا نام ملا کیونکہ لوگوں کا اجماع معاویہ پر ہوا اور وہ پہلا بادشاہ تھا اور مسلم کی حدیث جو انہوں نے روایت کی اس میں ہے پس خلافت نبوت ورحمت ہو گی پھر بادشاہت ورحمت ہو گی پھر بادشاہت و جبر ہو گا پھر ریاست بھنھوڑنے والی ہو گی

البانی نے غلط کہا ایسی کوئی حدیث صحیح مسلم میں نہیں ہے

عادل احمد عبد الموجود اور علی محمد معوض جو الاصابہ از ابن حجر کے محقق ہیں وہ لکھتے ہیں

وهكذا أصبحت الخلافة ملكا عضوضا على يد معاوية الّذي ورثها لابنه اليزيد، وأجبر الناس على بيعته في حياته حتى لا ينازعه في ملكه منازع من بعده. ولسنا نقول بأن الخبر الّذي قاله النّبي صلّى اللَّه عليه وسلم عن الملك العضوض حين يفيد انتقاصا من قدر الملوك فإنه غالبا ما يكون فيهم الحزم والكياسة إلى جانب الشّدة والعنف

اور اسطرح یہ خلافت معاویہ کے ہاتھ پر ایک بھنبوڑنے والی بادشاہت میں تبدیل ہوئی جس کا وارث اس نے اپنے بیٹے یزید کو کیا اور لوگوں پر جبر کیا کہ اس کے بیٹے کی بیعت لیں اس کی زندگی ہی میں حتیٰ کہ اس میں کوئی تنازع بعد از مرگ نہ ہوسکے لیکن وہ خبر جو رسول اللہ سے ملی ہے کاٹنے والی بادشاہت پر اس پر ہم کہتے ہیں کہ اس کا فائدہ ہے کہ اکثر بادشاہ (مقام سے) گر کر تہذیب و نرمی کے ساتھ شدت اور تشدد بھی کرتے ہیں

امام بدر الدین عینی الحنفی کتاب "" عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج السادس عشر، کتاب فضائل صحابہ/ باب 30 میں لکھتے ہیں "" ص 313

فإن قلت قد ورود في فضيلة أحاديث كثيرة قلت، فهم ولكن ليس فيها حديث يصبح من طريقة الإسناد نص عليه امام إسحاق بن راهويه رضي الله عنه و امام النسائى رضي الله عنه وغيرهما فلذلك قال باب ذكر معاوية و لم يقبل فضيلة ولا مستقلة:

اگر تم نے یہ کہا کہ امیر معاویہ کے فضائل میں کثیر احادیث موجود ہیں تو میں جواب میں کہوں گا: جی ہاں لیکن ان احادیث میں سے سند کے اعتبار سے کوئی احادیث بھی صحیح نہیں ہے (یعنی احادیث من گھڑنت ہیں) اور یہی بات امام اسحاق بن راھویہ امام نسائی اور دوسرے محدثین نے بھی کہی ہے:

جلال الدین سیوطی اپنی کتاب الاللی مصنوعہ فی الحادیث الموضوعہ، ج 1 ص 424

وقال امام السيوطي: امام بخاري باب ذكر معاوية: لم يقل ولا منقبة، لأنه لم يصح في فضائله حديث

امام بخاری نے ذکر معاویہ کے نام سے باب قائم کیا ہے فضائل معاویہ کا باب قائم نہیں کیا، کیونکہ فضائل معاویہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے

تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ہے

إخبرنا إبو بکر محمد بن شجاع إنا إحمد بن عبد الغفار إنا محمد بن محمد بن سلیمان إنا عبد اللہ بن محمد بن جعفر نا عبد الرحمٰن بن داود نا علی بن سلمون قال سمعت علی بن جمیل قال سمعت عبد اللہ بن المبارک یقول معاویۃ عندنا محنۃ فمن رإیناہ ینظر إلی معاویۃ شزرا اتہمناہ علی القوم إعنی علی إصحاب محمد

ابن مبارک نے کہا دشمنوں کی وجہ سے معاویہ ایک آزمائش سے گزرے لہٰذا جس کو بھی ہم دیکھیں کہ وہ ان کی تحقیر کر رہا ہے یا غضب ناک ہو رہا ہے تو ہم اس کو بغض صحابہ کا الزام دیں گے

مورخین کا معاویہ پر لعنت کرنا

طبری ج ۱۱ص ۵۳۵ پر ہے

وقد روى نوفل بن معاويه عن النبي صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم وتوفى نوفل بالمدينة في خلافه يزيد بن معاويه، لعنهما الله

طبری ج ۱۱ ص 529 پر ہےوجعفر بن أَبِي سُفْيَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بن هاشم، وكان جعفر ابن ابى سفيان ممن ثبت يوم حنين مع رسول الله ص من اصحابه، ولم يزل مع ابيه ملازما لرسول الله حتى قبض، وتوفى جعفر في وسط خلافه معاويه لعنه الله.

طبری میں جلد ۱۱ میں دو مقام پر قریب قریب معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کی گئ ہے

راقم سمجھتا ہے کہ کسی کاتب کی شرارت ہے کیونکہ ایک ہی جلد میں چند صفحات کے فاصلے پر لعنت لکھی ہے جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام ہزاروں بار اتا ہے- کاتب سے جب لکھوایا جاتا تھا تو اس کے مذھب کو نہیں دیکھا جاتا تھا

اگر طبری کو لعنت ہی کرنا ہوتی تو پہلی بار جب تاریخ میں ذکر کرتے تو لعنت کرتے یہ نہیں کہ کتاب کی گیارہوں جلد میں جا کر کرتے پھر تفسیر طبری میں معاویہ کے اقوال موجود ہیں جن سے ظاہر ہے کہ ایک لعنتی سے قرآن کی تفسیر کیوں لیتے- اس بنا پر تاریخ طبری میں دو مقام پر معاویہ پر لعنت کا ذکر الحاقی ہے

قرن سوم کے عمرو بن بحر بن محبوب الكناني بالولاء، الليثي، ابو عثمان، الشہیر بالجاحظ (المتوفی: 255ھ-) کتاب البیان و التبیین میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ثم ولي معاوية بن أبي سفيان لعين رسول الله وابن لعينه، فاتخذ عباد الله خولا، ومال الله دولا، ودينه دغلا، ثم مضى لسبيله، فالعنوه لعنة الله ثم ولى يزيد بن معاوية يزيد الخمور و يزيد القرود و يزيد الفهود الفاسق في بطنه المأبون في فرجه... و بطشهم بطش جبرية يأخذون بالظنة و يقضون بالهوى و يقتلون على الغضب-

اس کے بعد معاویہ بن ابو سفیان خلیفہ ہوا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور یہ ملعون کا بیٹا ہے، اس معاویہ نے اللہ کے بندوں کو غلام بنا دیا اور اللہ کے مال کو اپنی دولت بنا لیا اور اس کے دین کو دھوکہ بنا دیا پھر اسی راہ پر وہ چلا پس معاویہ پر اللہ کی لعنت ہو- اس کے بعد یزید ابن معاویہ خلیفہ بنا کہ وہ بہت زیادہ شراب پینے والا، بندروں سے کھیلنے والا، فاسق انسان تھا کہ جو دوسروں سے لواط کرواتا تھا اور اس کی حکومت جابرانہ اور متکبرانہ تھی، جس پر تھوڑا سا بھی شک و گمان ہو جاتا اس کو گرفتار کر لیتے پھر اس کے خلاف خود فتوی دے کر اس کو بے دردی سے غضب اور غصّے کی حالت میں قتل کر دیتے تھے-

ابن کثیر کتاب البدایۃ والنہایۃ میں لکھتے ہیں

وَقَالَ ابْنُ أَبِي خيثمة: حدثنا هارون بن معروف حدثنا حمزة عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ يَقُولُ أَنَا أَوَّلُ الْمُلُوكِ وَآخِرُ خَلِيفَةٍ، قُلْتُ: وَالسُّنَّةُ أَنْ يُقَالَ لِمُعَاوِيَةَ مَلِكٌ، وَلَا يُقَالُ لَهُ خليفة لحديث «سفينة الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا»

ابن ابی خیثمۃ کہتے ہیں ہارون بن معروف نے حمزۃ سے انہوں نے ابْنِ شَوْذَبٍ سے روایت کیا کہ معاویہ کہا کرتے وہ پہلے بادشاہ ہیں اور آخری خلیفہ میں ابن کثیر کہتا ہوں اور سنت یہ ہے معاویہ کو بادشاہ کہا جائے اور خلیفہ نہ کہا جائے کہ حدیث ہے سفینہ کی میرے بعد خلافت تیس برس ہو گی پھر بھنبھوڑنے والی بادشاہت ہو گی

نعوذ باللہ من تلک الخرافات

ابْنِ شَوْذَبٍ نام کے کسی بھی شخص کا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے

منکر حدیث رشید رضا نے اپنی تفسیر المنار میں آیت أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْ أَنْذِرِ النَّاسَ کی تفسیر المنار ج ۱۱ ص ۲۱۰ میں لکھا

قَالَ أَحَدُ كِبَارِ عُلَمَاءِ الْأَلْمَانِ فِي الْأَسِتَانَةِ لِبَعْضِ الْمُسْلِمِينَ وَفِيهِمْ أَحَدُ شُرَفَاءِ مَكَّةَ: إِنَّهُ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نُقِيمَ تِمْثَالًا مِنَ الذَّهَبِ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فِي مَيْدَانِ كَذَا مِنْ عَاصِمَتِنَا (بَرْلِينَ) قِيلَ لَهُ: لِمَاذَا؟ قَالَ: لِأَنَّهُ هُوَ الَّذِي حَوَّلَ نِظَامَ الْحُكْمِ الْإِسْلَامِيِّ عَنْ قَاعِدَتِهِ الدِّيمُقْرَاطِيَّةِ إِلَى عَصَبِيَّةِ الْغَلَبِ، وَلَوْلَا ذَلِكَ لَعَمَّ الْإِسْلَامُ الْعَالَمَ كُلَّهُ، وَلَكُنَّا نَحْنُ الْأَلْمَانَ وَسَائِرَ شُعُوبِ أُورُبَّةَ عَرَبًا وَمُسْلِمِينَ.

جرمنی کے کبار علماء نے بعض مسلمانوں کی مدد میں کہا اور جن میں مکہ کے شرفاء بھی موجود تھے کہ ہم کو سونے کی معاویہ کی تمثیل کو اپنے دار الحکومت برلن کے میدان میں نصب کرنا چاہیے - پوچھا گیا کہ کیوں ؟ علمائے جرمنی

نے فرمایا کیونکہ یہ معاویہ ہیں جنہوں نے اسلامی نظام حکومت کو اس کے قاعدہ میں بدلا اور الدِّيمقُرْاطِيَّةِ قاعدے (جمہوریت) کا کیا جس میں عصبیت کے غلبہ کو لیا جاتا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اسلام تمام عالم پر غالب ہو جاتا جرمنی والے اور تمام قبائل مسلمان ہوتے

الدِّيمقُرْاطِيَّةِ عربی میں

Democracy

کو کہتے ہیں

جرمن علماء نے تعریف کی معاویہ نے قبائلی عصبیت سے اسلام کو نکالا اور اس کو عامہ المسلمین کے قاعدے پر کیا۔ یہ الفاظ تعریف میں ہیں ان کو جرح پر محمول کرنا حماقت ہے۔ راقم کہتا ہے کہ معاویہ نے یزید کی تقرری جمہوری انداز میں کی کہ سب سے مسجدوں میں مشورہ کیا۔ اس طرح رائے لینے کو اوائل اسلام میں عامہ المسلمین کی رائے جاننا کہا جاتا تھا اور ایسا ہی عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے تقرر خلافت پر کیا تھا۔ جرمن علماء نصرانی ہوں گے ان کے نزدیک اسلام تلوار سے پھیلا ہے لہذا وہ کہتے ہیں کہ اگر اسلام میں جمہور کی رائے کو داخل نہیں کیا جاتا تو تیغ تلے جرمنوں کے حلق سے اسلام نیچے اتروایا جاتا

رشید رضا میں عقل کی کمی تھی لہذا وہ سمجھ نہیں سکا کہ کیا کہا جا رہا ہے۔ اہل حدیث فرقہ میں زبیر علی زئی کا کہنا ہے کہ منکر حدیث بھی تھا

مودودی کا نظریہ ملوکیت معاویہ

مودودی صاحب نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو بادشاہ قرار دیا اور اپنی طرف سے بعض تصورات قائم کر کے ایک فرضی خلافت کا نقشہ پیش کیا جس میں خلیفہ کے اختیار کو شوری کی پابندی سے محدود کیا گیا ہے۔ مودودی لکھتے ہیں

٦۔ شُورُوی حکومت کا خاتمہ

اسلامی ریاست کے بنیادی قواعد میں سے ایک اہم قاعدہ یہ تھا کہ حکومت مشورے سے کی جائے اور مشورہ اُن لوگوں سے لیا جائے جن کے علم، تقویٰ، دیانت اور اصابتِ رائے پر امت کو اعتماد ہو۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں قوم کے بہترین لوگ ان کے

راقم کہتا ہے کہ یہ آیت حکومت کرنے سے متعلق ہر گز نہیں ہے۔ قابل غور ہے کہ قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپس میں باہمی مشاورت کرو (سورہ الشوری)۔ کیا انبیاء کی حکومت لوگوں کے مشورے سے چلتی تھیں؟ ایسا تصور کرنا صحیح نہیں ہے لہٰذا اس حکم کا تعلق حکومت کرنے سے نہیں ہے بلکہ سورہ الشوری میں یہ حکم صرف تبلیغی و جنگی حکمت عملی سے متعلق ہے کہ کفر کا زور ہے کس طرح تبلیغ کی جائے اور جہاد میں کیا کیا جائے اس سے متعلق ہے۔ خلیفہ بھی انہی معاملات میں مشورہ لیتا ہے۔

لیکن آخری فیصلہ خلیفہ کا ہی ہو گا وہ اپنا ایگزیکٹو آڈر دے گا جس کو سب کو قبول کرنا ہو گا مثلا جمع القرآن کا حکم یا مرتدین سے قتال کا حکم ۔ احادیث میں موجود ہے کہ عمر ممبر شوری نے خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان احکام پر اختلاف کیا تھا لیکن اس پر بعد میں ان کا شرح صدر ہوا۔

مودودی کا اظہار رائے پر تصور

مودودی کے نزدیک خلیفہ کسی باغی صحابی کو قتل نہیں کر سکتا مثلا حجر بن عدی بلکہ ان کے مطابق خلیفہ کو اظہار رائے کی آزادی دے کر باغیوں کو کھلا چھوڑ دینا چاہیے ۔ حیرت ہے کہ مودودی نے بنوامیہ کی جانب سے علی پر سب و شتم کے قصوں کو اظہار رائے کی آزادی نہیں سمجھا ۔ لیکن اس کا مطالبہ معاویہ سے کیا ہے کہ باغی کو وہ چھوڑ دیتے

۴۔ آزادی اظہار رائے کا خاتمہ

اس نئی پالیسی کی ابتدا حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں حضرت حُجر بن عَدِی کے قتل ۵۱ھ سے ہوئی جو ایک زاہد و عابد صحابی اور صلحائے امت میں ایک اونچے مرتبے کے شخص تھے۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علیؓ پر لعنت اور سب و شتم کا سلسلہ شروع ہوا تو عام مسلمانوں کے دل ہر جگہ ہی اس سے زخمی ہو رہے تھے مگر لوگ خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو جاتے تھے۔ کوفہ میں حُجر بن عَدِی سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے جواب میں حضرت علیؓ کی تعریف اور حضرت معاویہؓ کی مذمت شروع کر دی۔

مودودی نے تفھیم القرآن میں خود سورہ نور کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دور نبوی میں صحابی ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کو زنا پر رجم کیا گیا۔ راقم کہتا ہے ہر وہ چیز جس پر حد لگتی ہے، خلیفہ اس میں حکم کر سکتا ہے۔ مودودی صاحب ایک ایسا خلیفہ چاہتے تھے جو صرف نرمی سے پیش آئے –راقم کہتا ہے قرآن میں قصاص کو حیات قرار دیا گیا ہے –لہذا خلیفہ حدود نافذ کرے گا اور قتل پر قتل کرے گا۔ فتنہ کی سر کوبی کے لئے بھی قتل یا جلا وطن کر سکتا ہے

مودودی کا دولت و ثروت پر پابندی کا غیر اسلامی تصور

اسلام کی تعلیمات میں ہے کہ اگر دولت وثروت ہو تو اس کا اظہار کیا جائے جس طرح سلیمان علیہ السلام نے کیا۔اسلام کی تعلیم ہے کہ دولت اگر پروانہ کی طرح نازل ہو تو اس کو اللہ کی رحمت سمجھ کر قبول کیا جائے نہ کہ آزمائش جس طرح صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق ایوب علیہ السلام نے کیا –ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : بينا أيوب يغتسل عريانا فخر عليه جراد من ذهب فجعل أيوب يحثي في ثوبه فناداه ربه : يا أيوب ألم أكن أغنيتك عما ترى ؟ قال : بلى وعزتك ولكن لا غنى بي عن بركتك . رواه البخاري

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایوب علیہ السلام غسل کر رہے تھے اور برہنہ جسم نہا رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں ان کے اوپر (یعنی دائیں بائیں) گرنے لگیں، ایوب علیہ السلام ان ٹڈیوں کو سمیٹ کر اپنے کپڑوں میں رکھنے لگے۔ (سونے کی ٹڈیاں میں ان کا یہ انہماک دیکھ کر) ان کے پروردگار نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ ایوب (علیہ السلام) جو چیز تم دیکھ رہے ہو کیا ہم نے اس سے تمہیں بے نیاز نہیں کر دیا ہے؟ ایوب علیہ

السلام نے عرض کی ! بے شک تیری عزت کی قسم تو نے مجھے اس چیز سے بے پرواہ کر دیا ہے لیکن میں تیری نعمت کی کثرت اور تیری رحمت کی فراوانی سے ہر گز بے نیاز نہیں ہوں

اسلام کی تعلیمات میں مال بٹنے کے بھی احکام ہیں جن میں جہاد کی تیاری، مسافر اور مسکین کا بھی حصہ ہے- جس کو کماحقہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پورا کیا ہے –اس میں کسی کو کوئی اشکال نہیں ہے کہ معاویہ نے جو جہاد کیے اس سے اسلام پھیلا - راقم کہتا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں بلکہ زکواۃ کا صاع بھی بڑا کر دیا گیا تھا اس طرح مساکین کو زیادہ مال دیا جا رہا تھا- وللہ لحمد

مودودی کا تقرر امراء کا فرضی تصور

مودودی نے کتاب خلافت و ملوکیت میں تنقیدی انداز میں ذکر کیا ہے کہ معاویہ و عثمان نے رشتہ داروں کو امیر مقرر کیا-ان کے نزدیک خلیفہ کو کوئی اختیار نہیں کہ اپنے کسی رشتہ دار کو مقرر کرے-قرن اول میں

اسلام میں حکم تھا کہ قبیلہ قریش کو امیر مقرر کیا جائے اور عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے- مسند احمد کی روایت میں ہے

عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ – رضي الله عنه – قَالَ: قَالَ لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ , إِنْ وَلِيتَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا فَأَكْرِمْ قُرَيْشًا , فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ – صلى الله عليه وسلم – يَقُولُ: " مَنْ أَهَانَ قُرَيْشًا , أَهَانَهُ اللهُ – عز وجل

عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ نے کہا کہ میرے باپ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بیٹے اگر تجھ کو والی لوگوں پر کیا جائے تو قریش کی تکریم کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے قریش کی اہانت کی اللہ عزوجل اس کی اہانت کرے گا

اس کو شعیب اور البانی صحیح کہتے ہیں

لہذا عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہم کا قریشی امراء مقرر کرنا حکم نبوی کے مطابق تھا۔البتہ یمنی قبائل مثلا قحطان و بنو اسد اور عمان کے قبیلہ ازد نے عثمان کے خلاف شورش اسی بنا پر برپا کی تھی کہ ان کو امیر مقرر نہیں کیا جا رہا

۔

بر صغیر میں مشہور ہے کہ قبائل صرف انسانوں کو پہچاننے کے لئے ہیں اس کی دلیل قرآن میں ہے

وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا

اور تم کو قبائل کیا کہ تعارف ہو

لیکن احادیث رسول جو ہم تک پہنچی ہیں ان میں قبائل کے حوالے سے منصبوں کا ذکر ہے کہ امت میں خلافت ، امامت ،بیت المال پر چند قبائل کا ہی حق ہے مثلا حدیث مشہور ہے خلفاء قریش سے ہوں گے اس کے علاوہ مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَرْيَمَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ، وَالسُّرْعَةُ فِي الْيَمَنِ "، وَقَالَ زَيْدٌ مَرَّةً يَحْفَظُهُ: وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے

الْمُلْكُ فِى قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِى الأَنْصَارِ وَالأَذَانُ فِى الْحَبَشَةِ وَالأَمَانَةُ فِى الأَزْدِ يَعْنِى الْيَمَنَ

بادشاہت (یعنی خلافت) قریش میں رہنی چاہیے۔ (عہدہ) قضا انصار میں، اذان اہل حبشہ میں اور امانت قبیلہ ازد یعنی یمن میں

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں

.رجاله رجال الصحيح غير أبي مريم -وهو الأنصاري- فقد روى له أبو داود والترمذي وهو ثقة

رجال صحیح کے ہیں سوائے أبي مريمکے جو الأنصاري ہیں ابو داود و ترمذی نے روایت لی ہے ثقہ ہیں

معلوم ہوا کہ یہ روایات پھیلائی گئیں کہ قریش کے علاوہ بھی قبائل کو منصب ملنے پر حدیث رسول ہے۔ راقم کہتا ہے یہ حدیث منکر ہے۔ اذان و بیت المال پر کسی کو بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ انصار و قبیلہ ازد کی کوئی منصبی انفرادیت نہیں ہے لیکن قریش کے مقابلے پر ان روایات کو ایجاد کیا گیا۔

علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے رشتہ داروں اور ہمدرد قریشیوں کو ہی امیر مقرر کیا مثلا قثم بن عباس، عبد اللہ بن عباس وغیرہ یہاں تک کہ ابن ملجم المرادی وقحطانی نے قتل علی کیا۔ شیعان علی میں کثیر تعداد یمنی کوفیوں کی تھی جن کو اس پر اعتراض تھا کہ قریشی امراء ہی کیوں مقرر کیے جا رہے ہیں جس کا دھکڑا لے کر وہ بار بار عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔

خلافت کا حصول وہبی ہے یا عصبیت سے ممکن ہے ؟

اہل تشیع کے نزدیک خلافت وہبی چیز ہے۔ خلیفہ کا تقرر اللہ کرے گا جس طرح طالوت کو اللہ نے مقرر کیا تھا۔ اہل سنت کہتے ہیں اب ایسا ممکن نہیں کیونکہ الوحی اب آ نہیں سکتی۔ اہل تشیع کہتے ہیں اماموں پر القا والوحی ممکن ہے۔ اس بنیادی اختلاف کی وجہ سے اہل سنت میں خلیفہ کا تقرر عصبیت سے ہوتا ہے۔ ابن خلدون اپنی کتاب التاریخ میں کہتے ہیں کہ جو شخص بھی خلافت کا متمنی ہے اس کو قبائل کی عصبیت حاصل کر کے

خلافت ملے گی اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔سادہ الفاظ میں لوگ ایک شخص پر جمع ہوں اور پھر اس کے لئے قتال کر سکیں۔ مودودی اس سے اختلاف کرتے ہیں اور اپنا فرضی تصور پیش کرتے ہیں

> خلافتِ راشدہ میں وہ قاعدہ یہ تھا کہ کوئی شخص خود خلافت حاصل کرنے کے لیے نہ اُٹھے اور اپنی سعی و تدبیر سے برسرِ اقتدار نہ آئے، بلکہ لوگ جس کو امت کی سربراہی کے لیے موزوں سمجھیں، اپنے مشورے سے اقتدار اُس کے سپرد کر دیں۔ بیعت اقتدار کا نتیجہ نہیں بلکہ اُس کا سبب ہو۔ بیعت حاصل ہونے میں آدمی کی اپنی کسی کوشش یا سازش کا قطعاً کوئی دخل نہ ہو۔ لوگ بیعت کرنے یا نہ کرنے کے معاملہ میں پُوری طرح آزاد ہوں۔ اور جب تک کسی کو لوگوں کی آزادانہ رضامندی سے بیعت حاصل نہ ہو جائے وہ برسرِ اقتدار نہ آئے۔
>
> خلفائے راشدین میں سے ہر ایک اِسی قاعدے کے مطابق برسرِ اقتدار آیا تھا۔ اُن میں سے کسی نے بھی خود خلافت لینے کی برائے نام بھی کوشش نہ کی تھی، بلکہ جب خلافت ان کو دی گئی تب اُنہوں نے اُس کو لیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اگر کوئی شخص زیادہ سے زیادہ کچھ کہہ سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو خلافت کے لیے اَحق سمجھتے تھے۔ لیکن کسی قابلِ اعتبار تاریخی روایت سے ان کے متعلق یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ انہوں نے خلافت حاصل کرنے کے لیے کبھی کسی درجہ میں کوئی ادنیٰ سی کوشش بھی کی ہو لہٰذا ان کا محض اپنے آپ کو اَحق سمجھنا اِس قاعدے کے خلاف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ درحقیقت چاروں خلفاء اِس معاملہ میں بالکل یکساں تھے کہ ان کی خلافت دی ہوئی خلافت تھی نہ کہ لی ہوئی خلافت۔

راقم کہتا ہے کہ ابو بکر و عمر و عثمان کو قبائل کی عصبیت حاصل تھی جو قریش کے حلیف تھے- علی رضی اللہ عنہ نے قریش مخالف قبائل کی عصبیت حاصل کی تھی- علی کے مخالف لشکر عائشہ میں تمام قریشی تھے – علی کے ساتھ یمنی قبائل تھے- اس طرح اس خلیفہ بغیر کوشش بن جانا صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ثابت ہے- عمر رضی اللہ عنہ کا تقرر ابو بکر کا ایگزیکیو آڈر ہے جس پر اجماع صحابہ ہوا اور کوئی اختلاف نہ ہوا- عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کا تقرر شوری کے ممبر عبد الرحمان رضی اللہ عنہ نے کیا- اس پر بھی اجماع ہو گیا- بعد میں یمنی قبائل نے فساد کیا مصریوں کو ملایا اور اپنی دانست میں قریش کی اجادرہ داری پر بغاوت کی ، خلیفہ معصوم عثمان کا قتل کیا – علی رضی اللہ عنہ کو ان قبائل کی عصبیت حاصل ہو گئی اور خلیفہ ہو گئے

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بطور خلیفہ تقرر ایک منفرد واقعہ تھا کیونکہ ان کا مقصد انصار کو سمجھانا تھا لیکن جیسے ہی معاملہ سلجھا سب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر جمع ہو گئے- ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد معاملہ شوری پر نہیں چھوڑا بلکہ حالت مرض میں دوسرے خلیفہ کا تقرر خود کیا- تاریخ طبری میں

ذَكَرَ ابْنُ سَعْدٍ، عَنِ الْوَاقِدِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

کی سند سے ہے کہ ابو بکر نے عبد الرحمان بن عوف اور عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مشورہ کیا

تاریخ طبری میں

حدّثنا ابنُ حميد، قال: حدّثنا يحيى بن واضح، قال: حدّثنا يونس بن عمرو عن أبي السَّفَر،

کی سند سے ہے ابو بکر نے پھر لوگوں کو جمع کر کے کہا

أترضوْن بمن أستخلف عليكم؟ فإنّي والله ما ألوْتُ من جَهْد الرّأي، ولا ولَّيت ذا قرابة، وإنّي قد استخلفتُ عمر بن الخطاب، فاسمعوا له، وأطيعوا! فقالوا: سمعنا، وأطعنا

کیا تم اُس شخص پر راضی ہو جسے میں اپنا جانشین بنا رہا ہوں؟ خدا کی قسم میں نے رائے قائم کرنے کے لیے اپنے ذہن پر زور ڈالنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں بلکہ عمر بن الخطاب کو جانشین مقرر کیا ہے، لہٰذا تم ان کی سنو اور اطاعت کرو۔

تاریخ طبری کے محقق محمد بن طاہر البرزنجی کہتے ہیں دونوں سندیں ضعیف ہیں-کتاب خلافت و جمہوریت از عبدالرحمٰن کیلانی) صفحہ 57 اور خلافت وملوکیت از مودودی میں انہی قصوں کا ذکر ہے-ان دونوں نے اس بات کے متعلق طبری کا حوالہ دیا ہوا ہے جبکہ سند ضعیف ہے-پہلی روایت کی سند میں واقدی مجروح ہے اور إبو بكر بن عبد الله بن محمد بن إبي سبرة بن إبي رہم القرشي العامري السبري ہے جس پر روایت گھڑنے کا الزام ہے- دوسری روایت کی سند میں إبُو السَّفَرِ سَعِيدُ بنُ يُحْمِدَ الهَمْدَانِيُّ المتوفی ۱۱۳ھ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں دیکھا سند منقطع ہے

راقم کہتا ہے یہ سب افسانہ سازی ہے- عمر رضی اللہ عنہ کا تقرر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آڈر تھا-اس میں معاملہ شوری پر نہیں چھوڑا گیا- دوم یاد رہے کہ علی رضی اللہ عنہ نہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شوری کے ممبر تھے نہ عمر رضی اللہ عنہ کی شوری کے بلکہ ان کو کم عمر جانا جاتا تھا اور اہل بیت میں عباس رضی اللہ عنہ کو ان کی عمر و تجربہ کی بنا پر شوری کا ممبر بنایا گیا تھا - صرف ایک واقعہ ملتا ہے کہ عمر نے وفات سے قبل علی کو اس کمیٹی میں شامل کیا جو نئے خلیفہ کا تقرر کرے گی - شیخین اور عثمان رضی اللہ عنہم نے علی رضی اللہ عنہ کو کسی علاقے کا گورنر بھی مقرر نہیں کیا-

خلیفہ کے مزاج کا عمل دخل بہت ہے۔ اگر عمر رضی اللہ عنہ جیسا جری خلیفہ ہو تو لوگ غیر ضروری روایات تک بیان نہیں کرتے مثلا عمر نے کعب احبار کو کہا تھا کہ اگر اپنی روایات بند نہ کیں تو بندروں کی زمین (یعنی یمن) میں واپس بھیج دوں گا — عثمان رضی اللہ عنہ نرم مزاج و بردبار تھے۔ باغیوں نے اسی کا فائدہ اٹھایا اور ان کو شہید کر دیا۔ مودودی نے جو تصور خلیفہ پیش کیا وہ مسلمانوں کا نہیں ہے بلکہ سادھوں و صوفیوں والا تھا جو صرف نمازیں پڑھاتا رہے اور مال بانٹتا رہے۔ اسلام کی تعلیم یہ نہیں۔ اس فرضی خلیفہ کا تصور بعد میں مہدی کی روایات میں نظر آتا ہے جو بقول راوی مال بانٹے گا۔ سوال یہ ہے کہ مال کیا لوگوں میں بانٹ دینے سے حکومت چلتی ہے — حکومت کو تو معاش کے وسائل، پانی کا انتظام، نہروں کا نظام، جہاد کا نظام، مساجد کا انتظام، جاسوسی کا نظام سب پر دینار و درہم خرچ کرنا ہوتا ہے۔ اگر حکومت مال بانٹ دے تو انفراسٹرکچر کیسے بنے گا۔ جاہل مسلمان راویوں نے اس قسم کی روایات گھڑ کر عوام کو گمراہ کیا۔ دوسری جانب نصرانیوں کو اس بات کا علم تھا کہ مچھلی مسکین کو دینے کی بجائے اس کو مچھلی پکڑنا سکھائی جائے تو ہی معاشرتی بقا ہے — خود انحصاری کا عمل آج بھی مغربی ممالک و چین میں دیکھا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف مسلمان ہیں جو کسی مہدی کے منتظر ہیں جو سست اور کام چور مسلمانوں میں مال بانٹے گا

خلیفہ پر اولاد کی تقرری کی پابندی

مودودی اور بہت سوں نے تصور قائم کر رکھا ہے کہ خلیفہ اپنے بچوں کو نیا خلیفہ مقرر نہیں کر سکتا۔ راقم کہتا ہے کہ قرآن میں موجود ہے کہ داود (علیہ السلام) کے بعد سلیمان (علیہ السلام) اس کا وارث ہوا وورث سلیمان داود سورہ النمل — لہذا اسلام میں باپ کے بعد بیٹے کے خلیفہ ہونے پر کوئی پابندی نہیں ہے — اہل تشیع کے ہاں مسلمہ ہے کہ علی نے ہی حسن کو خلیفہ مقرر کیا تھا۔

مجمع الزوائد میں عبداللہ بن سبیع کی سند سے ہے کہ علی سے کہا گیا کہ وہ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں تو علی نے کہا

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُبَيْعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا - عَلَيْهِ السَّلَامُ - يَقُولُ: لَتُخَضَّبَنَّ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، فَمَا يَنْتَظِرُ بِيَ الْأَشْقَى؟ قَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَخْبِرْنَا بِهِ نُبِيرُ عِتْرَتَهُ قَالَ: إِذًا تَقْتُلُونَ بِي غَيْرَ قَاتِلِي. قَالُوا: فَاسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا قَالَ: لَا وَلَكِنْ أَتْرُكُكُمْ إِلَى مَا تَرَكَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالُوا: فَمَاذَا تَقُولُ لِرَبِّكَ إِذَا أَتَيْتَهُ؟ قَالَ: أَقُولُ: اللَّهُمَّ تَرَكْتَنِي فِيهِمْ مَا بَدَا لَكَ، ثُمَّ قَبَضْتَنِي إِلَيْكَ وَأَنْتَ فِيهِمْ؛ فَإِنْ شِئْتَ أَصْلَحْتَهُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْسَدْتَهُمْ.

میں تم کو اسی طرح چھوڑ رہا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو چھوڑا

اس کی سند میں عبداللہ بن سبیع مجہول الحال ہے اور یہ متن صرف اس کی سند سے اتا ہے

مسند البزار ۸۷۱ میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْجُنَيْدِ، قَالَا: نا أَبُو الْجَوَابِ، قَالَ: نا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ يَزِيدَ الْحِمَّانِيِّ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَتُخْضَبَنَّ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ لِلِحْيَتِهِ مِنْ رَأْسِهِ فَمَا يُحْبَسُ أَشْقَاهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُبَيْعٍ: وَاللَّهِ يَا أَمِيرَ [ص:93] الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ أَبَرْنَا عِتْرَتَهُ قَالَ: قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ أَنْ تَقْتُلَ بِي غَيْرَ قَاتِلِي قَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: أَلَا تَسْتَخْلِفُ عَلَيْنَا قَالَ: لَا وَلَكِنِّي أَتْرُكُكُمْ كَمَا تَرَكَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَمَاذَا تَقُولُ لِرَبِّكَ إِذَا أَتَيْتَهُ وَقَدْ تَرَكْتَنَا هَمَلًا قَالَ: أَقُولُ لَهُمُ اسْتَخْلَفْتَنِي فِيهِمْ مَا بَدَا لَكَ ثُمَّ قَبَضْتَنِي وَتَرَكْتُكَ فِيهِمْ

سند میں ثعلبة بْن يزيد الحماني. ہے۔ الکامل از ابن عدی میں امام بخاری کہتے ہیں اس کی روایت کی متابعت نہیں ہے اور پھر وہ اس پر اپنی شدید جرح فیہ نظر کرتے ہیں

سمعتُ ابْن حَمَّاد يَقُولُ: قَالَ البُخارِيّ ثعلبة بْن يزيد الحماني سمع عليا روى عَنْهُ حبيب بْن أَبِي ثابت فيه نظر لا يتابع فِي حديثه

اور میزان از الذھبی میں اس کا ترجمہ قائم کرتے وقت امام الذھبی لکھتے ہیں شيعي غال، غالی شیعہ ہے

اس طرح حسن کی تقرری سے متعلق لوگوں کی فرضی قصہ گوئی کی کوئی وقعت نہیں ہے کہ علی نے حسن کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ صحیح سند سے یہ ثابت ہی نہیں کہ علی نے یہ معاملہ کوفیوں پر چھوڑا ہو۔

مودودی کی سمجھ اور معاویہ کی سیاست

مودودی خلافت وملوکیت میں حسن کی صلح کو جس تناظر میں دیکھتے ہیں اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ سے کیا

ملوکیت کا آغاز اسی قاعدے کی تبدیلی سے ہوا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت اس نوعیت کی خلافت نہ تھی کہ مسلمانوں کے بنانے سے وہ خلیفہ بنے ہوں اور اگر مسلمان ایسا کرنے پر راضی نہ ہوتے تو وہ نہ بنتے۔ وہ بہر حال خلیفہ ہونا چاہتے تھے، انہوں نے لڑ کر خلافت حاصل کی، مسلمانوں کے راضی ہونے پر ان کی خلافت کا انحصار نہ تھا۔ لوگوں نے ان کو خلیفہ نہیں بنایا، وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بنے، اور جب وہ خلیفہ بن گئے تو لوگوں کے لیے بیعت کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ اُس وقت اگر اُن سے بیعت نہ کی جاتی تو اس

مودودی کے الفاظ کا مطلب ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی وجہ سے خلیفہ نہ ہوئے بلکہ سیاسی دنگل میں حسن کو پچھاڑ کر خلیفہ ہوئے- دوسری طرف اصحاب رسول اس کو عام الجماعت کہتے تھے- مودودی کتاب خلافت وملوکیت میں ان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

حضرت معاویہؓ خود بھی اس پوزیشن کو اچھی طرح سمجھتے تھے- اپنے زمانہ خلافت کے آغاز میں انہوں نے مدینہ طیبہ میں تقریر کرتے ہوئے خود فرما دیا:

اما بعد، فانی واللہ ما ولیت امرکم حین ولیتہ وانا اعلم انکم لا تسرّون بولایتی ولا تحبونہا وانی لعالم بما فی نفوسکم من ذالک ولکنی خالستکم بسیفی ھذا مخالسۃً ...... وان لم تجدونی اقوم بحقکم کلہ فارضوا منی ببعضہ[1]-

"بخدا میں تمہاری حکومت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس بات سے ناواقف نہ تھا کہ تم میرے برسر اقتدار آنے سے خوش نہیں ہو اور اسے پسند نہیں کرتے. اس معاملہ میں جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے میں خوب جانتا ہوں، مگر میں نے اپنی اس تلوار کے زور سے تم کو مغلوب کر کے اسے لیا ہے ......۔ اب اگر تم یہ دیکھو کہ میں تمہارا حق پورا پورا ادا نہیں کر رہا ہوں تو تھوڑے پر بھی مجھ سے راضی رہو"

اس طرح جس تغیر کی ابتدا ہوئی تھی، یزید کی ولی عہدی کے بعد سے وہ ایسا مستحکم ہوا

معلوم ہوا کہ ابن کثیر اور مودودی کے نزدیک عام الجماعہ (اجماع امت کا سال) میں ہی معاویہ کی سینہ زوری کی وجہ سے اس کا مزہ کر کرا ہو چکا تھا- مودودی نے شیعہ نظریات کو فروغ دیا لہذا مناسب ہے یہاں دیکھا جائے کہ روافض کیا رائے رکھتے ہیں- امام حسن کا ایک خطبہ کتاب " احتجاج از طبرسی " کے اندر موجود ہے جس کے اندر حسن فرماتے ہیں کہ

دشمن یہ چاہ رہا تھا کہ اس کو ہر صورت اقتدار ملے خواہ کسی بھی نوبت پر ملے لیکن جو میرا الشکر ہے جب میں نے اس پر نگاہ ڈالی تو یہ چاہ رہا ہے کہ مجھے قیدی بنا کر رسیوں میں جکڑ دے اور امیر شام کے ہاتھ فروخت کر دے۔

معلوم ہوا کہ حسن کا لشکر خود ان کا مخالف بن چکا تھا اور لشکر حسن کے ان بے مہار جنگی وار لارڈز کی کمک کو تحلیل کرنا امت کی بقا کے لئے ضروری تھا ۔ لہٰذا سیاست کس کی تھی ؟ حسن کی یا معاویہ کی ؟ یہ حسن و معاویہ کی باہمی حکمت عملی تھی کہ اس قسم کے لوگوں کو قتل کیا جائے ۔ صلح ہوئی اور حسن مخالفین نے خروج کیا اور قتل ہوئے ۔ راقم کہتا ہے حسن کا مقصد تھا کہ امت واپس ایک ہو جائے ۔ روافض اس کے قائل ہیں کہ حسن کا مقصد تھا کہ ان کے مخالف معاویہ کے ہاتھوں قتل ہوں ورنہ وہ قیدی بن جاتے ۔ دونوں صورتوں میں یہ حسن کا ہی پلان تھا

دور معاویہ اور قانون کی بالا دستی پر شک

مورخین کے حوالے سے مودودی نے خلافت وملوکیت میں لکھا ہے

حضرت معاویہؓ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا اور ان کی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کارروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اُن کا گورنر عبداللہ بن عَمرو بن غَیلان ایک مرتبہ بصرے میں منبر پر خطبہ دے رہا تھا ۔ ایک شخص نے دورانِ خطبہ میں اس کو کنکر مار دیا ۔ اس پر عبداللہ نے اس شخص کو گرفتار کرایا اور اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ حالانکہ شرعی قانون کی رُو سے یہ ایسا جرم نہ تھا جس پر کسی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ حضرت

معاویہؓ کے پاس استغاثہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ہاتھ کی دِیَت تو بیت المال سے ادا کر دوں گا، مگر میرے عُمّال سے قصاص لینے کی کوئی سبیل نہیں[30]۔ زیاد کو جب حضرت معاویہؓ نے بصرے کے ساتھ کوفہ کا بھی گورنر مقرر کیا اور وہ پہلی مرتبہ خطبہ دینے کے لیے کوفے کی جامع مسجد کے منبر پر کھڑا ہوا تو کچھ لوگوں نے اُس پر کنکر پھینکے۔ اُس نے فوراً مسجد کے دروازے بند کرا دیئے اور کنکر پھینکنے والے تمام لوگوں کو (جن کی تعداد ۳۰ سے ۸۰ تک بیان کی جاتی ہے) گرفتار کرا کے اسی وقت اُن کے ہاتھ کٹوا دیئے[31]۔ کوئی مقدمہ اُن پر نہ چلایا گیا۔ کسی عدالت میں وہ نہ پیش کیے گئے۔ کوئی باقاعدہ قانونی شہادت اُن کے خلاف پیش نہ ہوئی۔

اس حکایت کا مصدر تاریخ طبری میں ہے

حَدَّثَنِي عُمَرُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ – قَالَ: وَاخْتَلَفَا فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ – قَالا: خَطَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ غَيْلانَ عَلَى مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ، فَحَصَبَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَبَّةَ – قَالَ عُمَرُ: قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: يُدْعَى جُبَيْرَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَحَدَ بَنِي ضِرَارٍ – فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَتْ يَدُهُ، فَقَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ وَالتَّسْلِيمْ ... خَيْرٌ وَأَعْفَى لِبَنِي تَمِيمْ فَأَتَتْهُ بَنُو ضَبَّةَ، فَقَالُوا: إِنَّ صَاحِبَنَا جَنَى مَا جَنَى عَلَى نَفْسِهِ، وَقَدْ بَالَغَ الأَمِيرُ فِي عُقُوبَتِهِ، وَنَحْنُ لا نَأْمَنُ أَنْ يَبْلُغَ خَبَرُهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَيَأْتِي مِنْ قِبَلِهِ عُقُوبَةً تَخُصُّ أَوْ تَعُمُّ، فَإِنْ رَأَى الأَمِيرُ أَنْ يَكْتُبَ لَنَا كِتَابًا يَخْرُجُ بِهِ أَحَدُنَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ يُخْبِرُهُ أَنَّهُ قَطَعَهُ عَلَى شُبْهَةٍ وَأَمْرٍ لَمْ يَضِحْ، فَكَتَبَ لَهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَأَمْسَكُوا الْكِتَابَ حَتَّى بَلَغَ رَأْسَ السَّنَةِ – وَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ: لَمْ يَزِدْ عَلَى سِتَّةِ أَشْهُرٍ – فَوَجَّهَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، وَوَافَاهُ الضَّبِّيُّونَ، فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّهُ قَطَعَ صَاحِبَنَا ظُلْمًا، وَهَذَا كِتَابُهُ إِلَيْكَ، وَقَرَأَ الْكِتَابَ، فَقَالَ: أَمَّا الْقَوَدُ مِنْ عُمَّالِي فَلا يَصِحُّ، وَلا سَبِيلَ إِلَيْهِ، وَلَكِنْ إِنْ شئتم وديت صاحبكم، قالوا: فده، فوداه مِنْ بَيْتِ الْمَالِ،

اس کی سند میں انقطاع ہے- ہشام اور علی بن محمد دونوں بصری متاخرین ہیں- یہی قول کتاب صحیح وضعیف تاریخ الطبری المؤلف: الإمام إبو جعفر بن جریر الطبری (224-310ھ) حققه وخرج رواياته وعلق عليه : محمد بن طاہر البرزنجی کے محقق کا ہے- کہتا ہے إسناده معضل- سند ٹوٹی ہوئی ہے

الاستیعاب فی معرفة الأصحاب از ابن عبد البر میں ان کی تعریف میں لکھا ہے عبد اللہ ابن عَمْرُو بْن غيلان من كبار رجال مُعَاوِيَة یہ معاویہ کے کبار اصحاب میں سے تھے- عبد اللہ ابن عَمْرُو بْن غيلان کو سن ۵۵ ہجری میں چھ ماہ کے لئے امیر مقرر کیا گیا تھا- اور الاستیعاب میں ایسا کوئی واقعہ ان کے ترجمہ میں نہیں جس کا حوالہ مودودی نے دیا ہے

معاویہ اور بیت المال میں تصرف

مودودی خلافت وملوکیت میں لکھتے ہیں

مالِ غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہؐ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ کتاب وسنت کی رُو سے پُورے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہیے اور باقی چار حصے اُس فوج میں تقسیم کیے جانے چاہئیں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو۔ لیکن حضرت معاویہؓ نے حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں سے چاندی سونا اُن کے لیے الگ نکال لیا جائے، پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔[۲۸]

---

[۲۸] البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۳۹۔ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں: وكان معاوية اول من قصرها الى النصف واخذ النصف لنفسه۔

مودودی صاحب نے ابن کثیر کا جملہ سمجھنے میں غلطی کی- ابن کثیر نے البدایہ میں لکھا ہے

قَالَ الزُّهْرِيُّ: «وَمَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ دِيَةَ الْمُعَاهَدِ كَدِيَةِ الْمُسْلِمِ» ، وَكَانَ مُعَاوِيَةُ أَوَّلَ مَنْ قَصَرَهَا إِلَى النِّصْفِ، وَأَخَذَ النِّصْفَ لِنَفْسِهِ

زہری نے کہا سنت میں تھا کہ ذمی کی دیت مسلمان جتنی ہے لیکن معاویہ پہلے ہیں جنہوں نے اس کو کم کر کے آدھا کر دیا اور آدھی دیت خود لی

سنن ابو داود باب فِي دِيَةِ الذِّمِّيِّ باب: ذمی کی دیت کا بیان۔ میں ہے

حدیث نمبر: 4583

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "دِيَةُ الْمُعَاهِدِ نِصْفُ دِيَةِ الْحُرِّ"، قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ مِثْلَهُ.

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذمی معاہد کی دیت آزاد (مسلم) کی دیت کی آدھی ہے

یعنی جو کافر دارالاسلام میں معاہدہ کی رو سے رہتا ہے اس کی دیت مسلمان کی دیت کی آدھی ہے۔ اعتراض یہ کیا جا رہا ہے کہ معاویہ نے ذمی کافر سے دیت وصول کی تو اس میں سے آدھی خود قبضے میں لے لی جبکہ اس کو مکمل بیت المال میں بھیجنا چاہیے تھا۔ راقم کہتا ہے کہ اس پر کوئی صحیح روایت نہیں

معرفۃ السنن والآثار از امام بیہقی میں ہے

قَالَ: فَقَدْ رُوِّينَا عَنِ الزُّهْرِيِّ , أَنَّ دِيَةَ الْمُعَاهَدِ كَانَتْ فِي عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ , وَعُمَرَ , وَعُثْمَانَ دِيَةٌ تَامَّةٌ حَتَّى جَعَلَ مُعَاوِيَةُ نِصْفَ الدِّيَةِ فِي بَيْتِ الْمَالِ " ,- قُلْنَا: فَتَقْبَلُ أَنْتَ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِرْسَالَهُ , فَنَحْتَجُّ عَلَيْكَ بِمُرْسَلِهِ؟ قَالَ: مَا نَقْبَلُ الْمُرْسَلَ مِنْ أَحَدٍ , وَإِنَّ الزُّهْرِيَّ لَقَبِيحُ الْمُرْسَلِ

زہری سے روایت کیا گیا ہے کہ ابو بکر و عمر و عثمان کے دور میں دیت مکمل تھی حتی کہ معاویہ نے اس کو آدھا کر دیا- ہم کہتے ہیں کہ کیا تم زہری کا ارسال قبول کرتے ہو ؟.... بیہقی نے کہا ہم مرسل کو قبول نہیں کرتے اور زہری تو بہت ہی بد ارسال کرتے تھے

بیہقی (المتوفى: 458ھ) پانچویں ہجری کے دور کے ہیں- ابن کثیر اس کے کئی صدیوں بعد کا ہے- اور یہ دونوں شافعی ہیں لیکن اپس میں اختلاف کرتے ہیں-

امام یحیٰی بن سعید القطان رحمہ اللہ امام زہری کی مرسل روایات کو کچھ بھی نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے: هو بمنزلة الريح یہ ریح (خارج کرنے) کی طرح ہیں۔ (المراسیل لابن ابی حاتم ص 3 وسندہ صحیح)

امام زہری سے منسوب قول ہے کہ معاویہ پہلا شخص ہے جس نے زکوات و عطیات میں سے خود لے لیا

٢٧٢٠ — (ط - محمد بن شهاب الزهري رحمه الله) قـال : «أوّلُ من أخذ من الأعطيةِ الزكاةَ : معاويةُ بن أبي سفيان». أخرجه الموطأ (٣).

جامع الأصول في أحاديث الرسول
تأليف
الإمام مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد ابن الأثير الجزري
٥٤٤-٦٠٦
عبد القادر الأرناؤوط
الجزء الرابع

---

(١) ١/٢٤٥ في الزكاة ، باب الزكاة في العين من الذهب والورق ، وفي سنده انقطاع ، فان القاسم ابن محمد لم يدرك جده أبا بكر الصديق رضي الله عنه ، ولكن يشهد له الذي قبله والذي بعده .

(٢) ١/٢٤٦ في الزكاة ، باب الزكاة في العين من الذهب والورق ، وإسناده صحيح .

(٣) ١/٢٤٦ في الزكاة ، باب الزكاة في العين من الذهب والورق ، وإسناده منقطع ، فان الزهري لم يدرك معاوية ، قال الزرقاني في شرح الموطأ : قال ابن عبد البر : يريد أخذ زكاتها نفسها منها ، لا أنه أخذ منها عن غيرها مما حال عليه الحول ، قال: ولا أعلم من وافقه الا ابن عباس، ولم يعرفه الزهري ، فلذا قال : وإن معاوية أول من أخذ ، قال : وهذا شذوذ لم يعرج عليه أحد من العلماء ، ولا قال به أحد من أئمة الفتوى ، وقال الباجي : قال ابن مسعود وابن عامر

محقق کہتے ہیں یہاں زہری کا ارسال ہے سند منقطع ہے

ال مروان اور ال معاویہ ویزید میں امر خلافت حاصل کرنے پر داود پیچ چلتا رہا ہے- بالاخر یزید کے بیٹے خالد نے امر خلافت کو ایک غیر ضروری کام سمجھ کر چھوڑ دیا اور کتب بینی میں مشغول ہو گئے- فلسفہ کی کتب لیں اور اہل کتاب سے ان کے تراجم کرائے - اس طرح خالد خلافت سے کنارہ کش ہو گئے - امام زہری ، عبد الملک کے دربار میں تھے اور انہوں نے معاویہ مخالف جذبات کا اظہار کیا ہے جن کی اصل وجہ راقم کو معلوم نہیں کہ کیا تھی-

زیاد ابن سمیہ کا ذکر

مودودی خلافت وملوکیت میں لکھتے ہیں

زیاد بن سُمَیّہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہؓ کے اُن افعال میں سے ہے جن میں اُنہوں نے سیاسی اغراض کے لیے شریعت کے ایک مسلّم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی۔ زیاد طائف کی ایک لونڈی سُمَیّہ نامی کے پیٹ سے پیدا ہُوا تھا۔ لوگوں کا بیان یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت معاویہؓ کے والد جناب ابو سفیانؓ نے اس لونڈی سے زنا کا ارتکاب کیا تھا اور اسی سے وہ حاملہ ہوئی۔ حضرت ابو سفیانؓ نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ زیاد اُنہی کے نطفہ سے ہے۔ جوان ہو کر یہ شخص اعلیٰ درجے کا مدبّر، منتظم، فوجی لیڈر اور غیر معمولی قابلیتوں کا مالک ثابت ہُوا۔ حضرت علیؓ کے زمانۂ خلافت میں وہ

اس طرح مودودی نے سفیان رضی اللہ عنہ پر ایام جاہلیت میں زنا کرنے کا الزام دھرا اور زیاد کو ان کی ناجائز اولاد قرار دیا- مودودی لکھتے ہیں

معاویہؓ نے اس کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لیے اپنے والد ماجد کی زناکاری پر شہادتیں لیں اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا کہ زیاد اُنہی کا ولد الحرام ہے - پھر اسی بنیاد پر اُسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دے دیا - یہ فعل اخلاقی حیثیت سے جیسا کچھ مکروہ ہے وہ تو ظاہر ہی ہے، مگر قانونی حیثیت سے بھی یہ ایک صریح ناجائز فعل تھا، کیونکہ شریعت میں کوئی نسب زنا سے ثابت نہیں ہوتا - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف حکم موجود ہے کہ "بچہ اُس کا ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہو، اور زانی کے لیے کنکر پتھر ہیں" ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے اسی وجہ سے اس کو اپنا بھائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے پردہ فرمایا۔

راقم کہتا ہے یہ زنا تھا یا متعہ تھا؟ متعہ کی اجازت تو بعض احادیث میں فتح مکہ تک بیان ہوئی ہے- اور ابن حجر نے لسان المیزان میں لکھا ہے کہ زیاد، أنه ولد عام الهجرة. ہجرت کے سال پیدا ہوا- یعنی یہ متعہ کی اولاد ممکن ہے جو اہل تشیع میں آج تک جائز و مباح ہے اور اہل سنت میں بعض کے نزدیک جنگ خیبر پر بند ہوا اور بعض کے نزدیک فتح مکہ پر بند ہوا لہذا ابن سمیہ کو ولد الزنا کہنا غیر مناسب ہے- ابو سفیان رضی اللہ عنہ کیا متعہ نہیں کر سکتے ضروری ہے کہ اس کو زنا بنایا جائے؟

علی پر سب و شتم کے قصے

مودودی نے سابقہ مورخین کی طرح فرضی قصوں کا اعادہ کیا کہ علی پر بر سر منبر سب و شتم کیا جاتا تھا لہذا کتاب خلافت و ملوکیت میں لکھا

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود، اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں بر سر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتٰی کہ مسجد نبوی میں منبر رسولؐ پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے[۲۷]۔ کسی کے مرنے کے بعد اُس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار، انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے آکر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبۂ جمعہ میں سبِّ علی کی جگہ یہ آیت پڑھنی شروع کر دی: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل۔ ۹۰)۔

تاریخ خلفاء از سیوطی میں ہے

و قال غيره : كان بنو أمية يسبون علي بن أبي طالب في الخطبة فلما ولي عمر ابن عبد العزيز أبطله و كتب إلى نوابه بإبطاله و قرأ مكانه : { إن الله يأمر بالعدل والإحسان } الآية فاستمرت قراءتها في الخطبة إلى الآن

دوسرے کہتے ہیں کہ بنو امیہ علی پر شتم کرتے تھے جب عمر بن عبد العزیز والی ہوئے تو انہوں نے اس کو ختم کیا اور اپنے نائبوں کو لکھا کہ علی پر شتم کی بجائے یہ آیت پڑھی جوئے تو اب تک خطبوں میں پڑھی جاتی ہے

راقم کہتا ہے سندا یہ ثابت نہیں ہے بلکہ یہ محض قصہ گوؤں کی بندہ ایجاد توجیہ ہے جو لوگوں نے بولنا شروع کر دی۔ صحیح و ضعیف سند سے یہ بالکل معلوم نہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے ایسا کوئی حکم دیا تھا۔ جس نے بھی لکھا ہے بلا سند لکھا ہے

علی پر سب و شتم کا آغاز دور معاویہ ویزید میں نہیں بلکہ امکان ہے کہ یہ عراق میں خالد بن عبداللہ القسری کی بدعت تھی، جس نے جعد کو عید کے دن قتل کیا اور یہ ہشام بن عبدالملک کا عراق میں گورنر تھا۔البیان والتبیین میں عمرو بن بحر بن محبوب الجاحظ (المتوفی: 255ھ) نے لکھا ہے

.وقال عبد الله بن كثير السهميّ، وكان يتشيع، لو لّادة كانت نالته

:وسمع عمّال خالد بن عبد الله القسري يلعنون عليا و الحسين على المنابر

لعن الله من يسبّ عليا ... وحسينا من سوقة وإمام

عبداللہ بن کثیر شیعی تھا اور جب اس نے خالد بن عبداللہ کے افسروں کو سنا کہ علی پر منبروں پر لعنت کر رہے ہیں تو اس نے شعر کہا

اللہ کی لعنت ہو اس پر جو علی کو گالی دے اور حسین کو گالی دے

ہشام بن عبدالملک کا دور عمر بن عبدالعزیز کے بعد کا ہے۔یعنی خطبہ میں علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہٹا کر آیات ڈالنے والا قصہ تاریخ سے ثابت نہیں۔ علی پر سب و شتم ہشام بن عبدالملک کے دور میں عراق میں ہو رہا تھا۔ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے

ذكر المبرد في الكامل أن خالد بن عبد الله القسري لما كان أمير العراق في خلافة هشام كان يلعن عليا ع على المنبر فيقول اللهم العن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم صهر رسول الله ص على ابنته و أبا الحسن و الحسين ثم يقبل على الناس فيقول هل كنيت

محمد بن يزيد المبرد، أبو العباس (المتوفى: 285ھ) نے کتاب الکامل فی اللغة والأدب میں ذکر کیا ہے کہ جب خالد بن عبداللہ القسری عراق کا امیر ہوا خلافت ہشام میں تو یہ منبر پر کھڑا ہو کر علی پر لعنت کرتا اور کہتا اے اللہ لعنت کر

علی بن ابو طالب داماد رسول پر اور اس کے بیٹے پر، ابو الحسن پر اور حسین پر پھر لوگوں کی طرف پلٹا اور بولا کیا میں نے دعا میں اس کی کنیت بولی

راقم کو کتاب الکامل از ابن المبرد میں یہ حوالہ نہیں ملا۔ کتب ستہ میں وہ روایات جن میں ذکر ہے کہ معاویہ کے دور میں سب و شتم کی ابتداء ہوئی وہ صحیح السند نہیں بلکہ ضعیف و منقطع ہیں۔ ہشام بن عبد الملک کے گورنر خالد یہ ممکن ہے اس لئے کرتے ہوں کہ کہ امام زید بن علی کے حمایتوں کو بھڑکا سکیں اور گرفتار کر سکیں

مودودی نے کتاب میں لکھا کہ حجر اور اس کے ساتھیوں کا قتل شتم علی نہ کرنے پر ہوا

اِس طرح یہ ملزم حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجے گئے اور انہوں نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ قتل سے پہلے جلّادوں نے ان کے سامنے جو بات پیش کی وہ یہ تھی کہ "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم علیؓ سے براءت کا اظہار کرو اور ان پر لعنت بھیجو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے"۔ ان لوگوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور حُجرؓ نے کہا "میں زبان سے وہ بات نہیں نکال سکتا جو رب کو ناراض کرے"۔ آخر کار وہ اور ان کے سات ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے ایک صاحب عبدالرحمٰن بن حسّان کو حضرت معاویہؓ نے زیاد کے پاس واپس بھیج دیا اور اس کو لکھا کہ انہیں بدترین طریقہ سے قتل کرو چنانچہ اس نے انہیں زندہ دفن کرا دیا۔

راقم کہتا ہے اس قصہ کا مصدر تاریخ طبری ہے اور تاریخ طبری کے محقق محمد بن طاہر البرزنجی اس واقعہ پر کہتے ہیں

. ذکر الطبری ہذہ التفاصیل بلاإسناد والأغلب إنہا امتداد لروایۃ إبی مخنف (5/271/م101) واللہ اعلم

طبری نے یہ تمام تفصیل بلا اسناد دی ہے اور اغلباً یہ ابو مخنف کی روایت ہو گی واللہ اعلم

یہ قصے ثابت نہیں –زندان خانہ میں ملزموں کا آخری کلام اخبار میں چھپا ہے کبھی ؟ لیکن قصہ گو کے کلام کو مورخین نے سر کا تاج بنا دیا

مودودی کی خوش فہمی

مودودی رودادِ جماعتِ اسلامی حصہ سوم صفحہ میں لکھتے ہیں

بعد کے زمانوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب مسندِ خلافت پر کوئی خدا ترس اور متقی انسان آگیا تو دفعتہً شب و روز کے اندر دنیا میں وہ بہار آگئی جو فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں آئی تھی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ نظامِ حکومت میں سرے سے کوئی خرابی پیدا ہی نہیں ہوئی تھی اور یہ واقعہ بھی ہے کہ دراصل نظام کے اندر کوئی بنیادی خرابی جس کی اصلاح دیر طلب ہو پیدا بھی نہیں ہوئی تھی، صرف اوپری خرابیاں پیدا ہوتی تھیں جو معمولی تبدیلی سے درست ہوجاتی تھیں۔ اس طرح کی اصلاح کے دوراسلامی خلافت پر بار بار آئے اور جب تک اس کی بنیاد میں خرابی نہیں پیدا ہوئی یعنی خدا کی حکومت کی جگہ طاغوت کی حکومت نہیں قائم ہوگئی، اس وقت تک دنیا میں خلافتِ راشدہ کی برکتوں کا دور بار بار آتا رہا اور اب بھی اس کے لئے جدوجہد کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں ہماری مدد کیوں نہ فرمائے گا

راقم کہتا ہے حقیقت میں خلافت علی منہاج النبوہ ایک سراب ہے جس کے پیچھے مودودی اور ان کے پیش رو ڈاکٹر اسرار احمد گئے۔ اسلاف امت معاویہ و عمرو بن العاص پر جرح کر کے جو خلافت قائم ہو گی اس کی مثال کیڑوں والے پھل کی سی ہو گی۔ مستقبل میں نہ کوئی عمر بن خطاب ہے نہ عمر بن عبد العزیز ہے کیونکہ لوگوں کو تنقید کی عادت ہے۔ آج مسعود الدین عثمانی جیسے متقی عالم کو جاہل بتایا جاتا ہے اور مصلح کو مفسد کا درجہ دیا جاتا ہے۔ جب مزاج یہ

بن چکا ہو تو اس میں معجزاتی تبدیلی ممکن نہیں ہے- پھر بالاخر ان تمام داعیان خلافة کی تان اسی پر ٹوٹتی ہے کہ امام المهدي آئیں گے تو سب ٹھیک کر دیں گے - یہ لوگ شیعوں کی طرح فرضی مہدی کے ہی منتظر بن جاتے ہیں- مودودی اس سوال کا جواب نہیں دیتے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے عمرو بن العاص، سعد بن ابی وقاص، مغیرہ بن شعبہ، عبداللہ بن عمر، معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہم جیسے زیرک و نڈر اصحاب رسول معاویہ کو صحیح جانب نہ لے جاسکے تو پھر کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ مستقبل کی کوئی خلافت منہاج النبوہ پر رہ سکے گی-